SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, June 17, 2004

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty minutes past ten in the morning with Mr. Acting Chairman (Mr .Khalil-ur-Rehman) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

ومن ایٰته الیل والنہار و الشمس والقمر لاتسجدوا للشمس ولا
للقمر واسجدو للہِ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون۔

ترجمہ۔ اور رات اور دن اور سورج اور چاند اس کی نشانیوں میں سے ہیں۔ تم
لوگ نہ تو سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ خدا ہی کو سجدہ کرو۔ جس نے
ان چیزوں کو پیدا کیا ہے اگر تم کو اس کی عبادت منظور ہے۔

(سورۃ حٰم السجدہ، آیت ۳۷)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ leave applications

جناب طارق عظیم خان صاحب -----

(مداخلت)

Mr. Acting Chairman: Normally, in situation like this nobody pointsquorum because a discussion is going on. Leave applications

LEAVE OF ABSENCE

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب طارق عظیم خان نے بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر مورخہ 16 سے 19 جون تک کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Acting Chairman: Now, we may start the speeches again on the subject but let me inform to those who were not here.

کہ time limit بارہ منٹ رکھا گیا ہے۔

I have got enormous amount of people about 40 people and we will just be able to escape through, please abide by the time.

اور جو نہیں ہیں ان کا نام کاٹ دیا جائے گا۔ جی کا کڑ صاحب۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی نہیں Party Leaders کی بہت ہو گئیں ہیں۔ آپ شروع میں اس کو control میں رکھتے تو it would I have been alright. اب وہ فارمولا ختم ہو گیا ہے۔ جی فرمائیں۔

سید ہدایت اللہ شاہ: کل جو اسلام آباد میں بس کا حادثہ پیش آیا ہے اور اس میں جو افراد فوت ہو گئے ہیں ان کے لئے فاتحہ پڑھی جائے۔ اس وقت roads کا سفر غیر محفوظ ہو چکا ہے، بیشمار حادثات ہو رہے ہیں۔ ہماری حکومت سے درخواست ہے کہ اس کے تدارک کے لئے کوئی مکمل انتظام کرے یا مالکان کو پابند بنایا جائے چونکہ اتنے بڑے حادثات ہو رہے ہیں، کبھی نتھیاگلی میں اور کل بس کا حادثہ۔ اس لئے ایک تو فاتحہ اور دوسرا یہ ہے کہ اس کا تدارک ہونا چاہیے۔

Fateha

جناب قائم مقام چیئرمین: ہدایت اللہ صاحب کل اس پر کافی لمبی بحث ہو چکی ہے۔ ہم سب نے اس پر کہا ہے کہ یہ بہت غلط کام ہے اور یہ حکومت کا کام ہے کہ اس کا کوئی سدباب کرے، وہ تو انہیں بتا دیا گیا ہے اب فاتحہ جو پڑھنی ہے تو آپ کھڑے ہیں آپ ہی پڑھ دیں۔

(اس موقع فاتحہ پڑھی گئی)

Discussion on Finance Bill and the Budget for

2004-2005

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ جناب۔ جی سرور کاکڑ صاحب۔

جناب محمد سرور خان کاکڑ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے 2004-2005ء کے بجٹ پر اظہار خیال کرنے کا موقع فراہم کیا۔ موجودہ بجٹ جنرل پرویز مشرف صاحب کے گزشتہ 6 سال کی اقتصادی پالیسی کا تسلسل ہے ۔ اس میں صدر کی خصوصی ہدایت کی روشنی میں عام آدمی کی فلاح و بہبود کے لئے بجٹ میں بہت مراعات دی گئیں ہیں۔ وزیر اعظم ظفر اللہ جمالی صاحب کی حکومت کا یہ دوسرا بجٹ ہے جس میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا گیا ہے، پالیسی کے تسلسل سے کیا ہے اور اس کی زندہ مثال خود وزیر خزانہ شوکت عزیز صاحب ہیں جو ایک منجھے ہوئے، تجربہ کار، ماہر معیشت ہیں اور انہوں نے ملک کا پانچواں بجٹ پیش کیا ہے ۔ اس بجٹ میں ہمارے لئے،

یعنی چھوٹے صوبوں کے لئے جو تکلیف دہ بات سامنے آئی ہے وہ بلوچستان کے NFC Award کے ثمرات سے محروم ہونا ہے ۔ چھوٹے صوبے کے وزیر اعظم کے ہوتے ہوئے بھی اس Award کے نافذ نہ ہونے سے لوگوں میں احساس محرومی بڑھے گا ۔ صدر جنرل پرویز مشرف نے خاص طور پر چھوٹے صوبوں کے لئے اپنی محبت کا اظہار کیا لیکن اب NFC Award کا فیصلہ جلد از جلد ہونا چاہیے۔ بلوچستان کے لوگ محب وطن ہیں اور اگر صدر جنرل پرویز مشرف اور چوہدری شجاعت حسین صاحب نے مل کر یہ احساس کیا کہ اب بلوچستان کو مرکز میں حصہ ملنا چاہیے تو حصہ مل جائے گا لیکن اب بھی مرکز کی طرف سے بلوچستان میں اور خصوصاً پشتون علاقے سیاسی لحاظ سے احساس محرومی کا شکار ہیں ۔ میں ایوان بالا میں یہ بات دو ٹوک انداز میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے صوبے کو مالی وسائل سب سے بڑھ کر مہیا کئے جائیں کیونکہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہماری آئندہ نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی ۔ تحریک پاکستان سے لے کر آج تک ہم نے ملک دشمنوں کو کامیاب نہیں ہونے دیا لیکن بدقسمتی سے اب طالبان کی غلطیوں کی وجہ سے ہمارے صوبے کے عوام کو بہت مشکوک بنا دیا گیا ہے اور دہشت گردی کے واقعات کا ہمیں نشانہ بنایا جا رہا ہے ۔

آج بجٹ کے حوالے سے ہم سب یہاں بحث کے لئے موجود ہیں اور سفارشات تیار کر رہے ہیں تو جناب میں آپ کے توسط سے یہ تجویز دوں گا کہ صوبہ بلوچستان کو زیادہ وسائل کی فراہمی کے لئے قرارداد پاس کی جائے۔ ہمارے نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیمی اداروں میں خصوصی کوٹے دئے جائیں۔ پنجاب بڑا بھائی ہے ' سندھ کو ہر بار پانی کی ضرورت پر اپنے حصے کا پانی دیتا ہے تو روزگار کے معاملے میں بلوچستان کو اس کے کوٹے سے زیادہ حصہ دینا چاہیے۔

بلوچستان میں گوادر کی بندرگاہ بن رہی ہے لیکن محض اس منصوبے سے 56 سال کی محرومی ختم نہیں ہوسکتی ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ایوان بالا سے یہ سفارش بھی قومی اسمبلی میں کی جائے کہ سالانہ ترقیاتی منصوبوں میں صوبہ بلوچستان کو زیادہ وسائل فراہم کئے جائیں۔

پانی کا مسئلہ حل کرنے کے لیے چھوٹے ڈیم اور آبی ذخیرے بنانے کے لئے فنڈ فراہم کیا جائے ۔

جناب چیئرمین ! آپ کے توسط سے میں چاہتا ہوں کہ قومی پریس، بلوچستان پر زیادہ

توجہ دے اور دیکھے کہ مالی وسائل کا کتنا حصہ وہاں خرچ ہوتا ہے محض آبادی کی بنیاد پر ہمارے وسائل کو نظر انداز نہ کیا جائے اور زیادہ علاقے کو بجلی فراہم کی جائے۔

جناب چیئرمین! افغانستان اور پاکستان دونوں جغرافیائی لحاظ سے جڑے ہونے کے علاوہ اسلامی، علاقائی اور روایتی رشتوں میں جڑے ہوئے ہیں۔ ہزاروں میل تک جو ملک ملے ہوتے ہیں انہیں کسی بھی وجہ سے دور نہیں ہونا چاہیے۔ افغانستان کی عبوری حکومت اور حکومت پاکستان کو اپنے روابط بہت تیزی سے بڑھانے چاہیئں۔ کیوں کہ اگر ہم برادر اسلامی ممالک کے درمیان دوری پیدا ہوئی ہے تو اس سے بڑی بدقسمتی اور کوئی نہیں ہوسکتی۔ طالبان دور کے فاصلے کی وجہ سے اگر آج افغان حکومت کو ہمارے بارے میں کچھ تحفظات ہیں تو باہمی میل جول اور روابط بڑھانے سے پر ہو سکتے ہیں۔ دونوں اطراف میں ایسے روشن خیال راہنما موجود ہیں جو آپس کی دوریاں ختم کرا سکتے ہیں۔ میں خود افغانستان جا چکا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اب افغانستان کو ہماری کتنی ضرورت ہے۔ محض رسمی، سفارتی رابطوں سے کام نہیں چلے گا بلکہ اس میں اپنے پشتونوں کو بھی استعمال کرنا چاہیے۔

میں یہ تجویز دوں گا کہ چمن سے قندھار اور دالبندین سے گوادر تک ریلوے لائن بچھائی جائے۔ آئندہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں اسے شامل کرنا چاہیے' اس ریلوے لائن سے ہم وسط ایشیاء میں دور تک رسائی حاصل کر سکیں گے اور گوادر کی بندر گاہ کی تعمیر کے اصل مقاصد بھی حاصل ہو جائیں گے اور اسلامی رشتوں میں جڑے سب ممالک ایک دوسرے کے وسائل سے مستفید ہوسکیں گے۔

جناب چیئرمین! قندھار سے کوئٹہ' جلال آباد سے پشاور تک فوری طور پر بس سروس کا اجرا کیا جائے۔ یہ ٹھیک ہے کہ انڈیا سے محبت کے لئے بہت لوگ بات کرتے ہیں' میں خود بھی انڈیا گیا ہوں لیکن اس کے باوجود افغانستان کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ وہاں جو ہمارے بارے میں غلط فہمیاں پائی جا رہی ہیں وہ آپس کے مربوط میل جول سے ہی دور ہوسکتی ہیں۔

جناب چیئرمین! پاکستان اور افغانستان کے درمیان کئی برسوں سے جاری transit trade کو ترجیحی بنیادوں پر فروغ دینا چاہیے۔ اگر اس معاملے میں ہم تیزی دکھائیں گے تو

افغانستان کے لوگ اور بھی ہمارے قریب آئیں گے۔ گزشتہ سال صرف ایک ملین ڈالر کی trade ہوئی ہے لیکن اگر اس میں سے بیوروکریسی کے سرخ فیتے کا دخل ختم کر دیں تو یہ تجارت دوگنی ہو سکتی ہے۔ پاکستان کو بھی اس سے فائدہ ہو گا۔ آج اگر ہماری شمالی سرحدوں پر کچھ خطرات ہیں تو اس کی وجہ دونوں ملکوں کے درمیان دوری ہے، جب روابط بڑھیں گے اور تجارت کو فروغ حاصل ہو گا تو ضرور فائدہ ہو گا۔

جناب چیئرمین! میں افغانستان اور ہمارے دوسرے انتہائی اہم ملک ایران کی طرف آتا ہوں۔ میری تجویز ہے کہ ایران سے ملنے والی سرحدکو free trade zone قرار دیا جائے۔ چمن، تفتان کے علاقے کو trade free zone قرار دیا جائے اس سے دونوں ممالک کے لوگوں کو فائدہ ہو گا۔ ہماری اور ایران کی وزارت داخلہ اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکی ہیں۔ اس لئے اس کو بھی حتمی شکل دینا ہو گی۔

جناب چیئرمین! یقین جانیئے کہ اگر یہ سب کچھ کیا جائے گا تو ملک میں خوشحالی آئے گی۔ سرحدوں پر FC اور دیگر ادارے جو لوٹ مار کر رہے ہیں free trade zone بننے سے یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ گوادر کی بندرگاہ چل پڑے گی۔ بلوچستان خوشحال ہو گا تو یہ ملک خوشحال ہو گا۔ جب ملک خوشحال ہو گا تو لوگ بھی خوشحال ہو جائیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ذرا wind up بھی کرنا شروع کر دیں۔

جناب محمد سرور خان کاکڑ: جناب چیئرمین! میں نے بحیثیت

Chairman, Standing Committee on Local Government and Rural Development

یہ مشاہدہ کیا ہے کہ صوبے اپنے اضلاع کو ضلع ٹیکس کی مد میں matching grant دیتے تھے۔ اب انہوں نے اضلاع کو رقم دینے کی بجائے خود خرچ کرنی شروع کردی ہے۔ یہ ایک بڑا important مسئلہ ہے۔ یہ bureaucracy کا اضلاع کی خود مختاری پر ایک خطرناک وار ہے۔ جناب چیئرمین! جو فنڈ matching grant کی شکل میں وفاقی حکومت صوبائی حکومتوں کو ضلعی حکومتوں کے لیے دیتی ہے وہ صوبائی حکومت اپنے طور پر خرچ کردیتی ہے اورضلعی حکومتوں کو

یہ grant وہاں نہیں دی جا رہی۔ جس سے ضلعی حکومتوں کا نظام خطرے میں پڑ گیا ہے اور بدنام ہو رہا ہے۔ لہذا میری تجویز ہے کہ وفاقی حکومت یا تو صوبوں کو اس کا پابند بنائیں کہ یہ matching grant ضلعی حکومتوں کو ملنی چاہیے یا پھر direct وفاقی وزارت خزانہ ہر ضلع کو fund خود تقسیم کرے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کاکڑ صاحب میرا خیال ہے وقت پورا ہوگیا ہے۔ آپ کے بارہ، ساڑھے بارہ منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب محمد سرور خان کاکڑ: میں اب یہ بات ضروری سمجھتا ہوں کہ بلوچستان ایک قبائلی معاشرہ ہے۔ وہاں خواہ مخواہ اب ہر جگہ پولیس کو لا کر فساد نہ کھڑا کریں۔ کیونکہ ہمارے علاقے میں جہاں پولیس نہیں ہے وہ B Areas کہلاتے ہیں، وہاں پر پولیس نہ لائی جائے کیونکہ پولیس کے آنے سے امن کی بجائے بدامنی زیادہ ہوگی اور بلوچستان، جو آج تک بدامنی سے، lawlessness سے بچا ہوا ہے تو اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہاں قبائلی معاشرہ ہے اور ہر قبیلے کی اپنی levies ہیں اور وہ اپنے علاقوں کے ذمہ دار ہیں کہ وہاں امن و امان قائم کریں۔

جناب چیئرمین! وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت اپنے فیصلے کو انا کا مسئلہ نہ بنائیں بلکہ اس پر ہمدردانہ غور کریں اور یہ بات ہم ملک کے مفاد میں کر رہے ہیں۔ یہ ملک ہمارا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک کے لوگ پر امن رہیں اور ان کی روایات اور ان کے رواج وغیرہ بھی برقرار رہیں۔ اب تو مسئلہ یہ ہے کہ ہمارا ملک بہت بڑا ملک ہے لیکن دنیا میں آپ جدھر بھی جائیں گے وہاں ہر صوبے کا اپنا قانون ہے لیکن ہمارے ملک میں افسوس ہے کہ ہم اپنے صوبے میں------

جناب قائم مقام چیئرمین: کاکڑ صاحب وقت آپ کا ختم ہوگیا ہے۔ I am thanking you for the last five minutes.

جناب محمد سرور خان کاکڑ: چلیں جناب! میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور میں آپ کا ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کی بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ السلام علیکم۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بہت سارا time دیا۔ بلیدی صاحب باری آپ کی ہے، but I have had a request, بلیدی صاحب، اکبر خواجہ صاحب نے request کی ہے کہ he

has to go to a meeting تو انہیں بولنے دیتے ہیں' ان کے بعد پھر آپ بولیں گے۔ اکبر خواجہ صاحب۔

Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Thank you Buledi sahib! and thank you, Mr. Chairman for allowing me to participate in the discussion for Finance Bill and Budget 2004-05.

Before I extend my appreciation to the Finance Minister for his Budget speech, I would like to review the economic growth for the last 04 years when Mr. Musharraf took over, it was 3.9% but soon after his take over we had a 2.6% GDP growth that was 30% and that was lowest in 30 years history of Pakistan. It was followed by 3.6%, another year 4.6%, revised to 5.2%, this year we had a magic surprise. Although Finance Minister just a few weeks before mentioned during the Pakistan Development Forum meetings that we are expecting a GDP growth that will be more than 5.1%.

Mr. Chairman! our colleague Mr. Ishaq Dar already pointed out about the base year and also I would like to point out one more thing that if you want to see this magic that is actually illustrated in the Pakistan Survey Table 1.5. It indicates this item 23, if you make 1999-2000 as a base year, for the first year when we had the GDP growth that was the lowest in 30 years that index is shown at 1.787. That means our GDP growth during Musharraf's first year was 7.84 that does not make sense.

So, I would like to take your attention. I am sure it would have been very beneficial when Finance Minister took a space and spoke to the

nation and also before the Parliament but he did not mention where these numbers are coming from. So, I think it will be very helpful for all parliamentarians if Finance Minister makes it clear that what would have been the actual GDP if we would have carried the original base year.

Mr. Chairman! also, there have been lot of words about the result that we have accumulated more than 12 billions and we know that there is lot of contribution from expatriate community and also that was raised from the open market. It is true that there are some positive indicators in our economic growth mostly due to the external assistance that includes a generous lending from the donors, that includes the debt rescheduling from the Paris Club, about 16 billion dollars were rescheduled and also some other help that came from US and other western allies.

Now, Mr. Chairman! I would like to give you one more background about this magic number. In fact last year, in May 2003, Government of Pakistan agreed with IMF to achieve this target. So, the number of fiscal deficit that is 3.9%, it was already agreed last year with IMF that we will achieve this 4.%. So, it is just again manipulation of the numbers that we achieved the GDP growth of 6.4%. Again there is nothing wrong playing with this base number that would have been really great if parliamentarians would have been told that what is the impact on other related items.

Mr. Chairman, this budget that is presented we have a support from United Kingdom, there is a department for international development, we are working under medium term budgetary frame work that gives

projection for next three years. So, even if we have this base number, next year the Finance Minister has already indicated that we will not be able to achieve this fiscal deficit target of 3.9%. So, it is already projected at 4.5%.

Now Mr. Chairman, the revenue receipts have not risen as a share of GDP growth and in fact if you see that taxable revenue that was projected, it stays the same. All the ways projection for an FCS either not given, there are no taxes, how we can achieve the target for the next year revenue. The only way we could achieve that either we should improve the efficiency or widen the tax payer base.

Mr. Chairman! I would like to come in, briefly on the expenditure side. Expenditures are projected 202 billion for the PSDP part and our citizens are really concerned about the slow pace for the implementation of the public sector development programme.

There is one big item which is defence and last year when defence budget was increased from 146 billion to 160 billion, we were told this is an increase because we had some movements of troops on the eastern borders. This year this 160 billion has been increased to 193 billion. Mr. Chairman! this does not include the pension which is about 25 billion and also there is another item that we will be receiving some income on the defence side which is about 30 billion.

Mr. Chairman, this does not include the pension which is about 25 billion and also there is another item that we will be receiving some income on the defence side which is about 30 billion, if you add those 55 billion on top of 193, it is a very big number and if you compare with the

2000-01 budget when Mr. Musharraf took over we had 131 billion, so technically in four or five years we are doubling our defence budget. Pakistan Peoples Party has been very supportive to the strongest defence for the country and every one knows during Mr. Zulfiqar Ali Bhutoo's time, we, despit of all constraints in our budget, gave the best defence to this country and the same in Mohtarma Benazir Bhutoo's government, we achieved our Missile technology programme.

Mr. Chairman! although we are supportive to the defence, I think, it will be fair enough if we could slash some of these increases and divert these funds to support our poverty programme, otherwise it will be extremely difficult to achieve the target that has been reflected in poverty reduction strategy paper. Just a quick comment on the PRSP, although there is a chapter two in the PRSP that says that it was a participatory process. Mr. Chairman, It was not a participatory process. We were not consulted, Parliament was not consulted I mean the Opposition, the big chunk that is a stake holder, they were not consulted at all. I reminded it to the Finance Minister at least couple of times that please give us a chance to participate in the strategy and his response was, "Go to the net, the paper is on the net".

Mr. Chairman, on these papers we spent a lot of money, more than one million dollar has gone to this study but we were not given any chance to contribute any comments. Mr. Chairman, our social indicators are low because we have problem in governance, we have problem in poor governance. Also, there is alittle bit misbalance between some of the

titles although there is an increase in education and health budget, manpower and labour has been given only 90 million; it looks like that after Lalika Sahib, this Ministry has no guardian at this time. Same thing is with the Women Development and Special Education, their funds have been almost half from 2.3 billion to 1.2 billion this year. I accept, we are supportive that education attainment and health improvement are among the most valuable benefits but I think the Manpower Development is extremely important as well.

Mr. Chairman, last year education budget was tripled and this year again we are adding, increasing it in the Higher Education Commission case to the 9.1 billion and also to the other education there is new allocation of 3.6 billion. This is in addition to the current expenditure of 12.2 billion.

Mr. Chairman, we have to assess, there are some targets on the literacy side and these targets have been shown for the next year, net primary enrolment which is 66% now will be achieved upto 76%; middle school from 47% to 55%; secondary school 29.5% and next year 40 and the higher education roll has been from 2.6% to 5%. Mr. Chairman, these are good targets but the bottom line is whether these funds will be managed properly or not? This is really one of the challenges that our Ministries have to deal with. In addition we have these funds at the provincial level as well. Now, in case of Higher Education Commission's budget that was increased upto 9.1 billion and it is true that our enrolment at the University level is very low as compared to the other East Asian

countries which ranges from 25 to 30% . So, we are struck only with the 2. 6%, there is no change in the last four years despite that it increased last year as well.

Mr. Chairman, again there is a problem of governance and there were thousand scholarships recentaly advertised by the Higher Education Commission. Ther was just one test and most of the people who got through the test, they were "C" graders. I know 1% who are third divisioners, totally "C" grader. He knew that, he passed the test so, he got the scholarship. We have to put some checks and controls on that as well.

Mr. Acting Chairman: Please start the winding up procedure.

Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Mr. Chairman, you gave Mr. Anwar Bhinder twenty two minutes.

Mr. Acting Chairman: I gave everybody tewlve minutes. I did not give any one 22 minutes. No, I regret.

Dr. Muhammad Akbar Khawaja: You give sir,

Mr. Acting Chairman : I regret.

Dr. Muhammad Akbar Khawaja : In the case of agricultural indications Mr. Chairman, agriculture is very important and key engine for our economic growth. Unfortunately we did not receive the target this year. Our GDP has four major componants: agriculture, industry, services and taxable revenue. Mr. Chairmam, our agriculture is low, our services delivery is low. There is a minor improvement on the industry side and we

have not increased our taxable revenues.

جناب چیئر مین! جہاں مجموعی پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ وہاں پر لوگ خوشحال ہوتے ہیں۔

but in the case of Pakistan you know the poverty and unemployment level ! There is one more expensive item which is utility losses. Mr. Chairman, Wapda and K.E.S.C. only two state enterprises take away only 1% of our GDP and we have to look. I am talking about the Power Wing of the Wapda and the Karachi Electric Supply Corporation. I am fully supportive to the allocation of the infrastructure and I would like to mention couple of items on corruption, on the poor governance.

Mr. Chairman, I think the real problem is the Governance, that we allocate these big funds. Sir, a common citizen does not get the benifit. The service delivery is the poorest ; we were hoping that by allocating these large funds and devolving of the functions, these services will be improved but there is no change. We have to introduce new controls. Mr. Chairman, with your permission I want to repeat what has already been said about the poverty and unemployment but I would like to mention one thing that government has been claiming that they are helping the poor; they are reducing the interest rates, this is wrong sir. The micro finance, Khushhali Bank's interest rate is still 16 to 18 percent.

Mr. Acting Chairman : Your time has run out.

Dr. Muhammad Akbar Khawaja : O.K. just one more second, sir. I reject the statement of the Finance Minister that our economy is sovereign. Mr. Chairman, the economy is not sovereign; we

need more fiscal space to support our poverty reduction programme and improve governance, respect to law and justice are the key directions to restore the investor's confidence and to our economic growth.

ایک شعر آپ کی نظر

ہم نے دیکھی ہیں ہر پھول کی آنکھیں پرنم
کون کہتا ہے کہ گلستان میں بہار آئی ہے

Mr. Acting Chairman : The chair notices with grave concern the absence of Ministers, in fact Mr. Babar you just came in and the absence of complete staff from any of the Ministry, certainly from the Finance. Could you please take this message personally and to tell them to take a little bit more interest.

جناب بابر خان غوری : شکریہ جناب چیئرمین۔ آپ نے جو بات کہی ہے وہ میں پہنچا دوں گا لیکن اس وقت دونوں ہاؤس ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ قومی اسمبلی بھی چل رہی ہے۔ اور جو فنانس کے سٹاف کی بات کی ہے وہ بھی پہنچا دوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین : سٹاف بھی کوئی نہیں ہے یہ کوئی مذاق ہے۔

جناب بابر خان غوری : بالکل میں آپ کا پیغام پہنچا دوں گا۔

Mr. Acting Chairman : In fact it was pointed out yesterday, I telephoned them, nothing has happened.

(اس مرحلے پر اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا)

Mr. Acting Chairman : I am taking up this issue. Please sit down and do not go. Then you are with me, do not go.

(مداخلت)

Mr. Acting Chairman : I will be grateful, if you sit down.

(Interruption)

Mr. Acting Chairman: O.k. spend another token and come back.

میرا خیال ہے کہ اپوزیشن کو بلا ہی لیں تو بہتر ہے۔ انہیں بولو کہ دریشک صاحب کو بنا دیا ہے۔ جی رزینہ عالم صاحبہ آپ بولنا شروع کریں وہ آجائیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میرے خیال میں ذرا انہیں بلا لائیں - روزینہ عالم صاحبہ آپ بولنا، شروع کریں۔ وہ آجائیں گے۔

مسز رزینہ عالم خان: شکریہ، چیئرمین صاحب! آپ نے مجھے بجٹ کے بارے میں اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا - اس سے پہلے کہ میں بجٹ پر بات کروں اب تو وہ ہے نہیں جن کے لیے میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ اس دفعہ ان کے آنے سے بہت سی تعمیری تنقید سامنے آئی ہے اور بہت سی تحسین بھی سامنے آئی ہے جس طرح سے پروفیسر خورشید صاحب اور دوسرے ہمارے اپوزیشن کے honourable members کی طرف سے تعمیری تنقید ایک بہت خوش آئند بات ہے اور اس کے لیے میں انہیں تشکر پیش کرنا چاہتی تھی لیکن وہ یہاں ہیں نہیں کہ وہ سن سکیں۔

جناب والا! اس سال کا بجٹ ایک عوام دوست، جامع اور ملک کے لیے خوشحالی کا پیامبر ثابت ہوگا اس کے لیے میں وزیر خزانہ جناب شوکت عزیز صاحب کو مبادکباد پیش کرتی ہوں - زراعت کے لیے جو package دیا گیا ہے -میرے خیال سے آبپاشی کی جو سہولیات دی گئی ہیں وہ سبز انقلاب کی طرف پیش قدمی ہے - مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے زراعت میں مثبت تبدیلی آئے گی، ہماری جو income ہے اور جو yield per acre ہے وہ بھی بڑھے گی - جناب چیئرمین! میں تمام باتیں نہیں دہرانا چاہتی ہوں، جو مجھ سے پہلے honourable members نے کہی ہیں -میں نہایت اختصار سے صرف تین امور کے بارے میں اپنی گزارشات پیش کروں گی، جس میں پہلی چیز تعلیم ہے - جیسا کہ بجٹ میں تعلیم کے لئے جو رقوم مختص کی گئی ہیں وہ چھ ارب روپے سے بڑھا کر ۱۳ ارب کر دی گئیں ہیں -جو ملک کی

افرادی قوت کی ترقی کے لیے ایک مثبت قدم ہے ۔میں سمجھتی ہوں کہ تعلیم ایک ایسا شعبہ ہے جو ملک کی ترقی کا ضامن ہوتا ہے ۔ تعلیم میں higher education کی طرف زیادہ توجہ دی گئی ہے وہ بھی ایک بہت مستحسن اقدام ہے کیونکہ وہ ممالک جہاں 100% شرح خواندگی ہے ' وہ اس وقت تک ترقی یافتہ ممالک میں شامل نہیں ہوتے جہاں پر Science and Technology and higher education کی طرف زیادہ توجہ نہ دی جائے ---

(اس مرحلے پر اپوزیشن ایوان میں واپس آ گئی ۔)

مسز رزینہ عالم خان : میں اس ضمن میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتی ہوں کہ تعلیم کا جو بجٹ ہے اس کا three dimensions کی طرف جھکاؤ ہونا چاہیے ' جس میں پہلا قدم جو ہے وہ ملک میں ناخواندگی دور کرنے سے متعلق ہو ' دوسرا higher education اور تیسرا Science and Technology اور Vocational Training ۔ مجھے خوشی ہے کہ اس بجٹ میں اس کے جو دو شعبے ہیں higher education اور Science and Technology سائنس اور ٹیکنالوجی کی طرف بہت توجہ دی گئی ہے لیکن خواندگی کی شرح میں اضافے کے لیے جو اقدامات کرنے چاہئیں تھے ' اس کے لیے جو رقم مختص کی گئی ہے وہ میرے خیال سے ناکافی ہے ۔ جناب والا! غربت ' بیروزگاری اور ناخواندگی یہ آپس میں inter- related ہیں۔ ہم اس وقت تک اپنے ملک سے غربت نہیں دور کر سکتے جب تک ہمارے عوام خواندہ ہوں اور ان کو Vocational Training دی جا سکے ۔ یہاں پر میں آرٹیکل 37(B) پڑھنا چاہوں گی ۔

I quote : "State shall remove illiteracy and provide free and compulsory secondary education within minimum possible period".

جناب والا! ہماری خواندگی کی شرح Economic Survey کے مطابق 54% ہے ۔ میں سمجھتی ہوں کہ عوام ہمارے ہاں نصف سے زیادہ ناخواندہ ہیں۔ اس کے لئے میری کچھ تجاویز ہیں جس میں سب سے پہلے education for all کا جو project ہے اس میں جو target ہے 270000 مراکز کا قیام 'اس کے ابھی تک کوئی حالات نہیں ہیں کہ وہ عمل میں آئیں۔

جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ وہ target achieve کرنے کے اقدامات کئے

جائیں اور وہ مراکز جو education for all project کے تحت قائم ہوئے ہیں ان کی صحیح monitoring and evaluation ہو کیونکہ ان میں سے کچھ مراکز NGOs کو دے دیے گئے ہیں اور ان کی طرف سے وہ مناسب feedback نہیں ہے جوکہ ہونا چاہیے۔ تو اس سلسلے میں میری یہ تجویز ہے کہ تعلیم بالغاں کے ہدف کو پورا کیا جائے۔ جناب والا! جہاں تک Science and Technology کا تعلق ہے، میں سمجھتی ہوں کہ جن ممالک نے ترقی کی ہے وہ Science and Technology سے ہی کی ہے۔ اسی کی تعلیم سے کی ہے کیونکہ یہ صدی جو ہے یہ تعلیم کی صدی ہے۔ یہ Science and Technology میں ترقی کی صدی ہے لیکن اس کی وزارت کے ۱۵ محکمے ہیں اورجو اس ضمن میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے بجٹ کے لئے جو رقوم مانگی تھیں اس کا نصف approve ہوئی ہیں۔ تو میری گزارش ہے کہ اس نکتے کی طرف توجہ دی جائے اور رقم میں اضافہ کیا جائے۔

جو دوسری میری عرض ہے وہ غربت میں کمی کی تجاویز سے متعلق ہے۔ جناب والا! جیساکہ کہا گیا ہے کہ غربت کی شرح میں 4.2 فیصد کمی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ جو projects ہیں ان کے بروئے کار لانے پر یا ان پرعمل درآمد ہونے پرغربت میں کمی آئے گی لیکن ۳۷ لاکھ بے روزگار ہیں اور بے روزگاری کی شرح جو 8.4 فیصد ہے۔ اس سے غربت بڑھتی رہے گی کم نہیں ہوگی۔ اگرچہ اس بجٹ میں ۱۰ لاکھ روزگار مہیا کرنے کی نوید سنائی گئی ہے لیکن اس کے علاوہ میں سمجھتی ہوں کہ جب تک skilled training programme کو عام نہیں کیا جاتا اس وقت تک غربت اور بے روزگاری دور نہیں ہو سکے گی۔ جیسا کہ اقبال نے کہا ہے کہ

اس دور میں ہمت کی بنا علم و ہنر ہے

جناب والا! یہ جو Vocational Training Authority کا قیام ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت خوش آئند ہے کیونکہ ابھی تک Vocational Training یا Polytechnic ادارے جو تھے وہ مختلف وزارتوں کے زیرسایہ تھے اور اب وہ ایک ہی platform پر زیادہ موثر طریقے سے کام کر سکیں گے۔ تو اس کے لئے بھی میں اپنے وزیر خزانہ صاحب کوتحسین پیش کرنا چاہتی ہوں۔ اس کے علاوہ Vocational Training Authority پر ۵ سال تک ٹیکس کی چھوٹ دی ہے۔ اس سے بھی زیادہ سے زیادہ ادارے بنیں گے اور skilled training programme ترقی کرے

گا۔ ہمارے ہنرمند افراد نکلیں گے اور وہ اپنے آپ کو self employee کریں گے جو کہ ہمارے ملک کے لئے بہت مفید ہے۔ ہمارا ملک developing country ہے جس میں بہت زیادہ رقم ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوتی ہے تو اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت مفید اور کارآمد ثابت ہو گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: wind up کرنا شروع کریں، please.

مسز رزینہ عالم خان: جناب والا! میں کچھ تجاویز پیش کرنا چاہتی ہوں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ غربت میں کمی کے لئے ہم ایک سادگی کی مہم اگر شروع کریں اور وہ حکومتی اور نجی دونوں سطح پر ہو۔ اس میں ہم خواتین بھی ایک بہت اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ وزارتوں میں اگر غیر ضروری اخراجات، جس طرح بڑے بڑے سیمینار، بڑے بڑے ہوٹلوں میں منعقد کرائے جاتے ہیں، جس طرح بھوربن میں غربت دور کرنے کے لئے ۵ دن کی ورکشاپ شامل ہے۔ تو اس قسم کی چیزوں پر اگر control کیا جائے اور یہ رقم poverty reduction project پر خرچ کی جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک بہتر طریقہ ہو گا۔

جناب والا! اس کے علاوہ زکوٰۃ کے نظام کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہر سال اربوں روپے کی زکوٰۃ تقسیم کی جاتی ہے۔ اگر اس کو تقسیم کرنے کے بجائے اس کے کوئی projects بنائیں جو skilled training سکھائیں۔ خواتین کو بھی، مردوں کو بھی اور لڑکوں کو بھی جو سڑکوں پر پھرتے ہیں۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ وہ بہت کارآمد طریقہ ہو گا۔ اس کے بعد میں دفاعی بجٹ پر ایک دو جملے کہنا چاہتی ہوں، وہ یہ ہیں کہ جناب والا! 9/11 کے بعد ہم سب نے دیکھ لیا کہ survival of the fittest یا might is right کا قانون رائج ہے تو ہمیں اپنے ملک کے دفاع کو مضبوط بنانے کی ضرورت ہے ۔ اس ضمن میں میں سمجھتی ہوں کہ قوم نے ہمیشہ اس ضرورت کو سمجھا ہے اور دفاع پر جو بھی رقوم خرچ ہوئی ہیں، وہ قوم کے سرمائے سے ہوئی ہیں اور کسی کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہوا۔ اسی طرح میں سمجھتی ہوں کہ جو 7% بجٹ بڑھا ہے، اس میں inflation 5% ہے تو 2% ان کی purchasing power میں اضافہ ہوا ہے۔ اس ضمن میں میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جناب ! جب National Defence College کے through جو

workshop تھی، ہم نے اس میں ان کی briefing سنی تو اس کا اندازہ ہوا کہ ہماری افواج پاکستان کو latest اسلحہ یا جو جدید اسلحہ ہے، اس سے لیس کرنے کی مزید ضرورت ہے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you.

مسز رزینہ عالم خان: میں سمجھتی ہوں کہ ان اخراجات کو criticise نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان کو تقویت دینی چاہیے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much.

مسز رزینہ عالم خان: جناب، میرا ایک چھوٹا سا point ہے اور وہ یہ ہے کہ جو اس بجٹ میں Fiscal Responsibility Act کی بات کی گئی ہے تو وہ ایک قانون ہے جس کا Bill انشاء اللہ یہاں پر National Assembly سے ہو کر آئے گا اور میری آپ سب سے گزارش ہے کہ اس کی ہم بھرپور حمایت کریں کیونکہ ہم اسی کے ذریعے قرضوں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ آخر میں ایک شعر آپ کی نظر ہے، اپنی ملک کی نظر ہے کہ:۔

خدا کرے میری ارض پاک پر اترے

بہار وہ جسے اندیشہ خزاں نہ رہے

Thank you.

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ درانی صاحب آپ آگے آ کر بیٹھ جائیں کہ conference لگ رہی ہے، آگے آ کر بیٹھ جائیں گے تو لمبی conference ہو گی۔ Minister صاحب کو بولیں سیدھا بیٹھیں۔ جی۔

ڈاکٹر شہزاد وسیم: Press Gallery سے walkout ہوا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کیوں؟

ڈاکٹر شہزاد وسیم: Sir, اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ آپ کسی وزیر صاحب کو بھیج دیں۔

Mr. Acting Chairman: Babar sahib, you are the most suitable man to find out, why have they walked out.

ڈاکٹر مراد علی صاحب۔ جی فرمائیں۔

پروفیسر غفور احمد: ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے اس صورت حال کا notice لیا۔ مجھے توقع ہے کہ اس کی اصلاح ہو گی، ہم سب آپ کے شکرگزار ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ پارلیمنٹ کے اندر اور باہر پہلے بھی حفاظتی انتظامات تھے۔ میرے خیال میں کافی تھے لیکن اب دو تین دنوں سے کوئی غیر معمولی انتظامات ہیں، کیا اس کی کوئی اہم وجہ ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ہاں، actually مجھے خود فون آیا تھا اور انہوں کہا تھا کہ I think, Parliament may be under attack either by car or وہ لوگ جو bomber jackets پہن کے آتے ہیں ان کے لئے یہ ہے، you know.

میاں رضا ربانی: جناب! میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت وہ پارلیمنٹ کا یا لوگوں کا یا شہریوں کا کیا دفاع کرے گی جب وفاقی حکومت میں خود اتنا بڑا تضاد ہے۔ آپ یہ دیکھیں آج اور کل floor of the House پر وزیر اطلاعات نے یہ کہا کہ جی پارلیمنٹ کو threat ہے اور آج اخبارات میں اخبار "خبریں" میں فیصل صالح حیات جو Interior Minister ہیں کی statement ہے، انہوں نے کہا ہے کہ:۔

"پارلیمنٹ میں حملے کا خطرہ تھا، نہ دھمکی ملی" فیصل صالح حیات۔

اب ہم کس کو مانیں۔ Interior Minister کو مانیں جو law and order کو look after کر رہا ہے، اس کی بات کو مانیں یا Information Minister کو مانیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ بڑا آسان ہے، اس چیز کو مانیں جس میں خطرہ ہے۔

میاں رضا ربانی: sir, خطرے کی بات نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہاں۔

میاں رضا ربانی: دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر کل بھی اور آج بھی military کی uniform میں لوگ پارلیمنٹ کی precincts میں موجود ہیں۔ Speaker National Assembly کی 1991 کی ruling ہے، وہ میں کوشش کر رہا ہوں لیکن شاید یہاں پر staff کو ہدایات ملی ہوئی ہیں کہ اس سال کی rulings فراہم نہیں کی جائیں۔ میں صبح سے کوشش کر رہا ہوں، وہ rulings

مجھے فراہم نہیں کی جا رہی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: رضا صاحب! وہ تو پارلیمنٹ کا معاملہ ہے' ہمارے ہاں تو کوئی نہیں ہے' ادھر کوئی ہے۔

میاں رضا ربانی: انہوں نے بھی اسی لئے walk out کیا ہے' جہاں تک میری اطلاعات ہیں' Press نے بھی اسی لئے walk out کیا ہے کہ ان کے mobile phones کو اور ان ک search کیا جا رہا ہے اور ان کو پارلیمنٹ میں آنے کے لئے دس ہزار دقتیں ہیں--- ہمارے سینیٹر انور بیگ صاحب کو صبح main gate پر پولیس نے روکا اور کہا کہ جی show your identity card, what is this? Is this Parliament or is turning into a camp?

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں' نہیں I am not laughing at all, I am laughing at the irony.

(اس موقع پر صحافی پریس گیلری میں واپس آ گئے)

Mr. Acting Chairman: Raza sahib, your point has been made. I hope it gets fair and I have no idea. Yes Mr. Liaquat Jatoi.

Mr. Liaquat Ali Jatoi: Mr. Chairman sir, basically the security is the problem of the Chairman Senate and the Speaker of the National Assembly. We go according to the directions of the honourable Speaker and the Chairman and let me tell you sir, this has been done, of course, keeping in view the situation which is prevailing in the country and we need to see all these places secure. As far as the press is concerned, there have been walk out in the National Assembly also. We have discussed this matter with the journalists, Sheikh Rashid was also there, I was also

myself present there and they have agreed upon that we will provide them telephone connections for local calls. So, I think this has been agreed upon. Now as far as the security of the members is concerned, even otherwise sir, mobile telephones are not allowed in the chambers. You could see most of these cases although we have respect for the honourable members, if they want to bring the mobiles, you, the custodian and you are the one who will decide this, not the government who will decide about it but I must assure my honourable member that all these precautionary measures are taken to see and look after the security problems. Thank you very much sir.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Look, just not start another discussion with this discussion.

Mian Raza Rabbani: One minute, they should not think that they can take the House and people for a ride. Let us be very clear. Why don't they admit that these security measures have nothing to do with Parliament. Till yesterday when General Musharraf was not coming, there was no need for this abnormal security. The Interior Minister is on record to have said that there is no need of security, number 1. Number 2, if all of a sudden they have this here for the members of Parliament then members of Parliament are not present only in Parliament House, there is no security or there is no change in the security arrangements in the Parliament Lodges. So that clearly exposes their claim that there is a threat to the Parliamentarians, there is no threat. So, let us not mince words.

Mr. Acting Chairman: Your point has been made. Mr. Murad Ali.

سید مراد علی شاہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! وقت بہت کم دیا گیا ہے اس لئے سرسری بات ہی ہوسکتی ہے۔ اس بجٹ میں سے چند مصارف ایوان صدر اور دفاع کو نکالا گیا ہے، اس پر ہم لوگ بات نہیں کر سکتے۔ یہ بجٹ IMF and World Bank کے تحت لیا گیا ہے it depends on the anormous debts which we are having. شرح نمو 1960ء میں 80% تھی، یہ growth 6% تھی اب یہ 4% ہوگئی ہے۔ غربت 1980ء میں 18% اب 25% ہو گئی۔ زراعت جو کہ 65% لوگوں کا ذریعہ معاش ہے اس پر GDP 26% بنتا ہے، اس پر ایک فیصد سے بھی کم لگایا گیا ہے۔ انہیں 9% پر سود دیا جاتا ہے جبکہ industrial zone میں 2، 3، 4 اور 5 فیصد پر دیا جاتا ہے۔ ہمارے صوبہ سرحد میں تمباکو سے 22 ارب روپے لئے جاتے ہیں لیکن صوبہ سرحد کو کچھ نہیں دیا جاتا۔ Multinational Companies ان کو exploit کر رہی ہیں۔ phosphate کھاد جو پچھلے دو سالوں میں =/670 روپے میں ملتی تھی آج وہ =/1100 میں ہو گئی ہے۔ ہمارے صوبہ سرحد میں پھل ضائع ہو رہے ہیں، ان کے لئے کوئی arrangement حکومت کی طرف سے نہیں ہے، ان کو preserve کر کے export کیا جائے اور subsidy نہیں ہے جبکہ تمام یورپ بھی اب زراعت کو subsidy دیتا ہے۔ ٹریکٹر 100 Acre سے زیادہ پر دیا گیا ہے۔ یہ اچھا ہوا میمن صاحب نے کہا کہ یہ صرف جو آئندہ corporate لوگ آئیں گے، جو ہماری اس پاک سرزمین پر قبضہ کریں گے، یہ ان کے لئے ہے، عام لوگوں کے لئے نہیں ہے۔ یہ کارپوریٹ اس آرمی کے لئے ہے جو باہر کے لوگ آئیں گے اور یہ ہمارے لئے نہیں ہے۔

Inputs مہنگے کر دیئے گئے ہیں ان پر کوئی سہولت نہیں دی گئی۔ یہاں پر زیادہ زور direct taxation پر دیا گیا ہے جس کا عوام پر---- ٹی وی پر دیا گیا ہے اور بڑی کاروں پر دیا گیا ہے عوام کے لئے کچھ نہیں دیا۔

دفاع پر 194 ارب روپے اور اس کے علاوہ جو فوجیوں کی جو pension تھی وہ بھی

Civil میں ڈال دی ہے اور اس طرح ہر آدمی پاکستان کا 16 ہزار روپے کا مقروض ہے ۔ اسراف کی یہ حد ہے کہ ایوان صدر پر 212 million روپے اور وزیر اعظم پر 226 ملین روپے سالانہ اس غریب ملک کا خرچ ہو رہا ہے۔

سٹاک ایکسچینج اس بجٹ کے نتیجے میں گر گیا ہے 44 ارب روپے investors کے ڈوب گئے ہیں یہ اس ۔بجٹ کا سب سے پہلا reaction تھا۔

انتظامی معاملات پر زیادہ اسراف ہو رہا ہے ۔ این ایف سی ایوارڈ نہیں دیا گیا ہے 27 ارب روپے میں سے صرف 12 ارب روپے پچھلے 9 مہینوں میں دیئے گئے ہیں اور بجلی کی royalty، یہ مرثیے ہم پڑھتے رہتے ہیں اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا ۔ سپریم کورٹ بھی فیصلہ دے چکی ہے لیکن اس کے باوجود ابھی تک اس کا کوئی فیصلہ ہوا، نہ ہوگا۔ اس لئے کہ یہ federation کو تباہ کرنے کی ایک سازش ہے ۔ ابھی ہمارے ایک بھائی نے کہا تھا کہ صوبہ سرحد میں کوئی mega project نہیں ہے ۔ ایسی بات نہیں ہے Defence میں 194 ارب روپے کا جو اضافہ ہوا ہے یہ خرچ بھی صوبہ سرحد کے عوام پر ان کے گھروں پر بمباری پر خرچ ہو رہا ہے ۔ہمارے ہاں تو یہی سب سے mega project ہے کہ ہمارے ملک پر ، ہمارے لوگوں پر ، ہمارے عوام پر ۔بمباری ہو رہی ہے اور وہ ہمارا mega project ہے اور کوئی چیز نہیں ہے۔

تعلیم کے بارے میں عرض کروں گا کہ پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے اسلام اس کا مذہب ہے اور Article 2-A, of the Objectives Resolution which is now part of the Constitution اس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ اسلام کے مطابق کام ہوگا اور to enable people to live according to Quran and Sunnah لیکن یہاں پر جو کچھ ہو رہا ہے ۔ پاکستان کی بنیاد تھی لا الہ الا اللہ اور دو قومی نظریہ تھا لیکن اب criterin کیا ہوتا ہے ایک اسلامی حکومت کا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ------------(عربی)۔

اللہ تعالیٰ نے چار criteria بتائے ہیں ، وہ یہ ہیں اقامت صلوٰۃ ، ایتائے زکوٰۃ ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لیکن ان تمام چیزوں کا اس تمام بجٹ میں جو چار ہزار صفحات پر پھیلا ہوا ہے ، کوئی ذکر ہی نہیں ہے ۔ جو اس ملک کی بنیاد ہے اس کا ذکر ہی نہیں ہے اور ہمارا میڈیا صرف فحاشی اور بے حیائی کی طرف گیا ہوا ہے۔ پی آئی اے میں ہماری جو بیٹیاں، بہنیں تھیں ان کے سر سے

دوپٹہ ہٹا دیا گیا ہے من بھات کے لئے to attract more passengers کل شیخ رشید صاحب یہ بھی کہہ دیں گے کہ پنڈلی ہونی چاہیے تا کہ اور زیادہ لوگ یہاں پر آئیں -

جناب قائم مقام چیئرمین: سردی لگ جائے گی۔

سید مراد علی شاہ: آپ کو تو مزہ آئے گا لیکن عام لوگوں کا یہ تصور نہیں ہے - ارسطو نے یہ کہا تھا اس نے غلام اور کنیز کی تعریف کی تھی کہ one who can neither think nor act for herself ہمارے ہاں ہماری حکومت کا بھی یہی وتیرہ ہے -

ہماری وزیر تعلیم کو باہر سے wonderful lady کا خطاب ملا ہے ' نصاب میں تبدیلی کی، وہاں توہین رسالت کی گئی، توہین صحابہ کی گئی' ازواج مطہرات کے خلاف بات کی گئی اور اسلام کے بنیادی اصولوں کے خلاف بات کی گئی' اسلام جس ملک کا سرکاری مذہب ہے اس کے اندر بھی صحابہ' رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ہمارے دوسرے بزرگ تھے ان کی توہین کی گئی ہے اور آئندہ نسلوں کو اسلام سے تنفر کرنے کے لئے نصاب میں تبدیلی کی گئی - ہمیں حکم ہوا کہ " اقراء باسم ربک الذی خلق" کہ پڑھ 'یہ نہیں کہ صرف پڑھ' اس رب پالن ہار کے نام جس نے تمہیں تخلیق کیا۔ یہ criteria, background ہماری تعلیم کی foundation ہے لیکن یہ نہیں ہے۔ فرد، سکول، خاندان' معاشرہ اور حکومت جب تک یہ ایک لائن میں نہیں ہوں گے synchronise نہیں ہوں گے تو قوم کے اندر اتحاد نہیں ہو گا اور dual personality create ہو گی اور پھر کوئی اس ملک کی بات نہیں بنے گی' اس لئے کہ یہاں پر تمام چیزیں باہر سے import کر کے لائی جاتی ہیں اور اب ان کا یہ بھی حکم ہے کہ جو وزارت مذہبی امور ہے اس کو restrict کیا جائے' اس کے اختیارات کم کیے جائیں اور اس طرح اور بہت سی چیزیں ہیں جو ان کے لوگ ہمارے لوگوں سے کروانا چاہتے ہیں جو اس ملک کے آئین کے خلاف ہے۔

mushroom growth of NGOs' جو اس ملک کے اندر infiltrate کر گئی ہیں وہ ہر جگہ موجود ہیں اور تباہی پھیلا رہی ہیں' اس ملک کے عوام کے خلاف کام کر رہی ہیں' اس ملک کے دستور کے خلاف کام کر رہی ہیں اور یہ تمام چیزیں وہ لوگ کر رہے ہیں جن کی میں نے تعریف کی' جو ہمارے لوگ نہیں ہیں۔ ان کی آمدنی اور ہے ' وہ باہر سے لائے گئے ہیں اور اس ملک کو

تباہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اس وقت "A" level and "O" level کے لئے یہ غریب قوم 58 ارب روپے foreign exchange میں pay کر رہی ہے جبکہ عوام 77 ارب روپیہ زکوٰۃ مدرسوں کو دے رہے ہیں لیکن دوسری طرف 58 ارب روپیہ جو مالدار لوگ ہیں، ہرسوسائٹی کے لوگ ہیں وہ "A" اور "O" level کے لئے باہر خرچ کر رہے ہیں، اس کی اس ملک کو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ NGOs' کو جو latitude دیا گیا ہے اس طریقے سے ملک کے اندر فحاشی اور ایسا culture وہ introduce کر رہے ہیں جو ہمارے اور ہماری تہذیب کے خلاف ہے، ہمارے دین کے خلاف ہے اور اس کو encourage کیا جاتا ہے۔ اس کو یہاں پھیلایا جاتا ہے۔ میرے خیال میں اس پر کچھ قدغن ہونی چاہیے، اس سے پہلے کہ عوام اٹھ کھڑے ہوں اور اس عوامی ریلے میں پھر سب کچھ بہہ جائے۔ میں اس سے پہلے حکمرانوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ اس چیز پر غور کریں، نہیں تو بڑے بڑے لوگ آئے ہیں اور ان کو عوامی ریلا بہا کے لے گیا ہے۔

جناب والا! وقت کم ہے لہذا میں ختم کرتا ہوں اور میرے خیال میں موجودہ بجٹ جو ہے یہ پارلیمنٹ کی بالادستی اور دستور کے خلاف ہے، Federation کے خلاف ہے۔ Federation کو تباہ کرنے کی سازش ہے۔ ملک کی بنیاد کے لئے دو چیزیں ہیں، ایک دستور ہے، ایک Federation ہے۔ Federation کو تباہ کرنے کی تمام کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ہمارا حق بجلی کی royality کا بنتا ہے، وہ نہیں دیا جا رہا۔ کیوں نہیں دیا جا رہا؟ کوئی ثبوت اور دلیل کی بات ہی نہیں کی جاتی۔ کہتے ہیں بس ہم نہیں دیتے۔

جناب! سپریم کورٹ نے فیصلہ کیا ہے اس کے باوجود ہمیں نہیں دیا جا رہا اور اس کے بعد آپ یہ توقع رکھتے ہیں کہ یہ Federation قائم رہے گی۔ جب یہ Federation نہیں رہے گی تو کوئی صوبہ بھی نہیں رہے گا۔ کوئی صوبہ علیحدہ نہیں رہ سکتا، اس کو کہیں آگے پیچھے سکھوں کی supremacy adopt کرنی ہو گی یا کوئی معاملہ کرنا ہو گا تو اس میں کسی کا فائدہ نہیں ہو گا۔ کسی صوبے کا federation کے ٹوٹنے کے بعد کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ یہ ہم تمام کا mutual interest ہے کہ اس federation کو قائم رکھا جائے ۔ یہ بجٹ ، دستور وآئین کے خلاف ہے۔ Federation اور جمہوریت کے خلاف ہے۔ پارلیمنٹ کی بالا دستی کا حال یہ ہے کہ چار ہزار صفحات

کا یہ بجٹ ایک دن پہلے ہمارے ہاں لایا گیا اور اب پندرہ منٹ یا بارہ منٹ میں ہم اس پر کیا تقریر کریں گے۔ یہ ویسے مذاق ہے۔ پارلیمنٹ کا مذاق ہے، قانون کا مذاق ہے، آئین کا مذاق ہے اور پارلیمانی امور کا مذاق ہے۔ تمام ملکوں میں ایک ہفتہ، دو ہفتے پہلے بجٹ دیا جاتا ہے، اس پر discussion ہوتی ہے، اس کے بعد اس کا نفاذ ہوتا ہے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you Murad Ali Sahib.

سید مراد علی شاہ: ٹھیک ہے۔ میں suggest کرتا ہوں کہ اس کو واپس لے لیں اور ٹھیک بجٹ پیش کیا جائے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much.

جب آپ کی باری آئے گی تو آپ اس کو explain کر دیں۔ آپ کا کوئی خاص point ہے بابر صاحب؟

جناب بابر خان غوری: جی جناب! جو صحافی کے حوالے سے ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بابر صاحب کوئی ضرورت نہیں ہے اس کی۔

جناب بابر خان غوری: جناب میں نے ان سے commitment کی تھی کہ میں ہاؤس میں جاکر یہ بتاؤں گا۔ ان کا شکریہ کہ وہ واپس بھی آئے۔ انہوں نے، صحافی حضرات نے جس مقصد کے لیے press gallery سے walk out کیا تھا، ان کا concern تھا about mobile phones جو ان سے لیے گئے ہیں۔ اس معاملے میں جب شیخ رشید احمد صاحب نے ان کو security کے حوالے سے بتایا تو انہوں نے کہا ہے کہ اگر یہ policy آپ نے بنانی ہے سب کے لیے تو پھر ٹھیک ہے۔ اس کے لیے میں اور نصیر صاحب جا رہے ہیں اور ان کی تجاویز پہنچا دیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ جناب۔ ظفر صاحب کیا خیال ہے بولیں گے آپ؟ آپ اس کے بعد ہیں۔ یہ دیکھیے، ایک ادھر سے ایک ادھر سے پھر ایک ادھر سے۔ وہ ایسے ہی ہوتا ہے، ایک یہ پھر ایک وہ، پھر ایک یہ، پھر ایک وہ۔ جناب ابھی مراد علی شاہ صاحب نے بولا ہے تو اب وہ بولیں گے اس کے بعد آپ بولیں گے۔ دیکھیے پورا roster بنا ہوا ہے، look! nothing

آپ ان کے بعد بولیں گے۔ is going wrong.

جناب ایس ایم ظفر : جناب چیئرمین! اس ہاؤس نے جو فیصلہ کیا ہے کہ ہر مقرر بارہ منٹ کے لیے گفتگو کرے گا۔ میں اس شرط کی پابندی اپنے اوپر خود عائد کرتے ہوئے اپنی گفتگو چند نکات میں آپ کے سامنے پیش کروں گا اور اسی لیے میں نے اپنے سامنے گھڑی رکھ لی ہے تاکہ اگر ہم کوئی معاہدہ کرتے ہیں جس سے یہ ہاؤس صحیح طریقے سے چل سکے تو اس پر عمل کرنے کا سب سے پہلے ثبوت ہمیں خود as a Member دینا ہوگا اور میں چاہتا ہوں کہ میں عملاً ثابت کروں۔

Mr. Acting Chairman: Great help.

جناب ایس ایم ظفر : یہ شوکت عزیز صاحب کا پانچواں بجٹ ہے۔ دیکھیے یہ میرے کہنے پر ہی آگئے۔ یہ ان کا پانچواں بجٹ ہے۔ وہ تشریف لے آئے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پانچواں کیا ہے؟ آپ نے کیا بولا، پانچواں کیا ہے؟

جناب ایس ایم ظفر : بجٹ ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بجٹ۔ اچھا میں سمجھا------

جناب ایس ایم ظفر : اس بجٹ میں اس امر کی نشاندہی موجود ہے کہ ملک کے معاشی اور اقتصادی حالات بہتر ہو رہے ہیں۔ اچھی صحت کی نشانی پائی جاتی ہے اور جب اچھی صحت کی نشانی پائی جائے تو وہ، جو مریض کی صحت میں دلچسپی رکھتے ہیں، چاہے وہ aisles کے اس طرف ہوں یا اس طرف، انہیں اس سے یقیناً خوشی ہوتی ہو گی اور خوشی ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین! آج کے مسابقت کے دور میں جب کہ cut throat competition ساری دنیا کا اصول بن چکا ہوا ہے، ایسا بجٹ پیش کرنا کہ جس میں صنعتی اور تجارتی حلقوں کے تقاضے بھی پورے ہوں اور عوامی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے ان کو بھی فائدہ پہنچانے کی کوشش کی جائے یہ یقیناً ایک بہت مشکل لیکن ضروری کام تھا اور اچھا ہوا کہ ہمارے اس بجٹ میں یہ توازن قائم رکھنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن توقع یہ کی جاتی ہے کہ یہ کوشش صرف اس سال کی ہی نہیں بلکہ آئندہ سال بھی جاری رہے گی کیونکہ تب ہی جا کر وہ trickle down کا

doctrine مکمل ہوسکے گا اور یہ فائدہ جو عوام کو پہنچنا چاہیے وہ پہنچ سکے گا۔

موجودہ بجٹ میں، جناب چیئرمین! زراعت کے شعبے پر خاص توجہ دی گئی ہے جس سے یقیناً کچھ فائدہ تو فوراً اور کچھ آئندہ چل کر بھی ہوسکے گا اوراس پرہمیں یقینی طور پر خوش ہونا چاہیے کیونکہ زراعت ہی تو ہماری اصل بنیاد ہے لیکن یہاں ایک احتمال ہے جس کا ذکر کرنا ضروری ہے کیونکہ ہم جب یہاں بجٹ پر گفتگو کر رہے ہیں تو یہ بجٹ کی گفتگو bipartisom ہونی چاہیے، اس پر کسی پارٹی کی چھاپ نہیں ہونی چاہیے تو یہ ایک احتمال ہے جس کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ وہ فوائد جن کا بجٹ میں ذکر کیا گیا ہے کہ آئندہ چل کر زراعت میں دیے جائیں گے اور ہوں گے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ محدود طبقے کو حاصل ہوجائیں اور وہ جن کی خاطر یہ وسائل بنائے گئے ہیں، ان تک نہ پہنچیں۔ اس لیے صرف بجٹ بنا دینا کافی نہیں ہے، بجٹ کو عملی شکل میں اس مقام تک پہنچانا بھی بہت ضروری ہے۔ مجھے امید ہے کہ وزیر خزانہ اور ہماری حکومت اور ساتھ ہی ہمارے حزب اختلاف کے ساتھی اس معاملے میں غور کریں گے اور نظر رکھیں گے کہ جو وسائل پیدا کیے گئے ہیں وہ اس طبقے تک بھی پہنچیں جن کی خاطر وہ وسائل بنائے گئے ہیں۔

جہاں تک تعلق ہے زراعت کا، اس پر میرا ایک اپنا نقطہ نظر ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ نقطہ نظر ضرور پیش کروں، میں جانتا ہوں یہاں پر بہت سارے خواتین و حضرات ایسے خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں جو شاید اس نقطہ نظر سے مکمل اتفاق نہ کرسکیں لیکن ایک ایسی انقلابی صورت پیدا ہونی چاہیے کہ اراضی اسی کی ملکیت میں جائے جو اس میں سے روزی پیدا کر سکتا ہو کیونکہ دہقان کو اس کھیت کا کیا فائدہ جس سے اسے دو وقت کی روٹی بھی میسر نہ آتی ہو۔ یہ انقلابی صورت حال پیدا کرنا بہت ضروری ہے اور امید ہے کہ ہم مل کر مشترکہ طور پر ایسا کرسکیں گے۔

دو ایسے معاملات ہیں جن کا اگرچہ تعلق تو قانون سے ہے لیکن ان کا دراصل بہت گہرا تعلق صنعت اور تجارتی حلقوں سے بھی ہے اور وہ ہے General Sales tax کی پالیسی۔ اس سے پہلے ایک عجیب و غریب رواج تھا کہ SRO جب مرضی جاری ہو جاتے اور نظام میں بحرانی کیفیت تھی۔ تاجر اور صنعت کار صبح اٹھتے تھے تو انہیں معلوم نہیں ہوتا تھا کہ آج جو نیا SRO جاری ہوا

ہے اس میں ان کے کتنے نقصانات ہیں یا کیا فائدہ ہو جائے گا۔ اب اسے rationalize کر دیا گیا ہے۔ اس میں یکسانیت پیدا کر دی گئی ہے اور اس سے فائدہ بالآخر آہستہ آہستہ عوام تک ہی پہنچے گا کیونکہ General Sales Tax کا بوجھ اگر ہوتا ہے تو وہ غرباء پر ہوتا ہے، عوام پر ہوتا ہے۔ اس میں جتنی سہولتیں دی جائیں گی اس کا فائدہ عوام ہی کو پہنچے گا۔ مزید یہ ہے کہ Sales tax میں ایک اور بہتری کی گئی ہے کہ جو اضافی ٹیکس تھا وہ ہٹا دیا گیا ہے جس سے مڈل کلاس کے چھوٹے دکانداروں کو یقینی طور پر بہت زیادہ فائدہ پہنچے گا۔ میں وزیر خزانہ سے یہ کہوں گا کہ یہ جو Sales Tax میں آپ نے یگانگت، uniformity اور یکسانیت پیدا کی ہے اسی قسم کی صورت حال باقی ٹیکسوں میں بھی کریں اور قوم کو SRO کے اس بحرانی نظام سے نجات دلائیں۔

Mr. Chairman, we are living in an absolutely dangerous time. There are talks of terrorism, genocide, the pre-emptive attack even assassination and target killing by the state. This is a world we are living in. We are to organize ourselves in this world. In this situation of the world, we have to be extremely careful about our defence and security. Therefore, there has been increase in the defence budget. It is not easy for me to answer the question whether this increase is more or less or adequate but I am quite sure that this addition is needed for the purpose of the security of the state.

All that I can say and recommend to the House is and I hope all the Parliamentarians will be able to do it one day, if not today their tomorrow, in the future because Parliament is to look into the future that one day we shall be able to bring the budget of the defence also at the floor of the House for discussion. If not immediately, at least, in some form, in some committee, in the Defence Committee in camera whatsoever.

This budget must also come within scrutiny of the representatives of the people of Pakistan. We hope to do that *Inshallah* in future and if we keep on doing work together in total cohesion with each other, one day, the supremacy of the Parliament will be established and why not and why will it not be done. *Inshaallah*, it will be provided, we keep on doing our democratic works.

جناب والا! دو چار اور نکات بہت ضروری ہیں جنہیں صرف نکات کے طور پر پیش کرتا ہوں کہ ملک میں corruption میرے اپنے نقطہ نظر سے ابھی جوں کی توں موجود ہے۔ میں اوپر کی سطح کی corruption کی بات نہیں کر رہا' اس میں یقیناً کمی آئی ہے لیکن اوپر کی سطح کی corruption کی خبر بھی تو دیر ہی سے ملتی ہے۔ میں اس چیز کو بھی چھوڑتے ہوئے اس corruption کا ذکر کرنا چاہوں گا جس سے عوام کا تعلق ہے۔

جناب! یہ corruption پہلے کے مقابلے میں کم تو نہیں ہوئی' شاید بڑھ گئی ہو۔ یہ corruption وہ ہے جس کی بہت سی شکلیں ہیں۔ رشوت اس کی شکل ہے' ملاوٹ اس کی شکل ہے' دوائیوں میں ملاوٹ اس کی شکل ہے' انصاف بکنا اس کی شکل ہے اور نامعلوم اس کی کتنی شکلیں ہیں۔ یہ مرض کینسر کی صورت اختیار کر چکا ہوا ہے۔ اس کے لئے ایک رائے عامہ ترتیب دینی ضروری ہوگی۔ ہم قانون سے اس کو اب ختم نہیں کر سکیں گے۔ اس کے لئے ہمیں total society کو mobilize کرنا ہوگا' activate کرنا ہوگا' pro-active کرنا ہوگا' یہ تبھی ہوگا جب کہ ادھر کے لوگ' ادھر کے ساتھی سارے مل جل کر اس معاملے میں طے کرلیں کہ ہم نے اس کرپشن کو جس کی وجہ سے عوام ہماری پس گئی ہے' دب گئی ہے' غربت علیحدہ ہے۔ اس غربت میں مزید اضافہ ناانصافی نے کر دیا ہوا ہے' اس کو ہم مٹانے کے لئے پورے ملک میں ایک ایسا ماحول پیدا کریں گے کہ اس کی وجہ سے یہ corruption آہستہ آہستہ ختم ہو سکے۔ یہ قوانین سے ختم نہیں ہو سکے گی۔

یہ کہنے کے بعد ایک بات کا اسی سے تعلق ہے۔ ابھی دو منٹ رہ گئے ہیں میرے۔

جناب والا! غربت کا ذکر کیا گیا ہے کہ غربت کی سطح یا alleviation of poverty

کے لئے کچھ کیا جائے میں صرف نکات کے طور پر یہ تجویز پیش کرنا چاہوں گا کہ یہ ایسی صورتحال ہے جس پر ہم سب کو تشویش ہے اور خاص طور پر ان کو بہت تشویش ہونی چاہیے جن کو اللہ تعالیٰ نے اثاثہ دیا ہے ' ثروت دی ہوئی ہے کیونکہ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اگر غربت کی سطح بہت بڑھ جائے تو ان کے اثاثے بھی محفوظ نہیں رہتے ۔ان کی ثروتیں بھی محفوظ نہیں رہتیں ۔ان کی عافیت بھی قائم نہیں رہتی ۔ یہ ان کے لئے بھی ضروری ہے کہ ہم اس پر غور کریں اور اس کی خاطر میری آپ سے گزارش ہوگی آپ کے ذریعے وزیرخزانہ سے اور حکومت سے بھی کہیں کہ وہ اس معاملے میں ایک National Commission بنائیں وہ National Commission جو alleviation of poverty کے لئے تمام stake holders پر مشتمل ہو اور اس پر غور کرتی رہے ۔آج کا کام نہیں ہے۔ یہ تسلسل کا کام ہے اور اس پر پوری کارروائی ہوتی رہنی چاہیے ۔

جناب والا! آخر میں ' میں یہ کہوں گا کہ کس قدر اچھا لگ رہا ہے کہ معاہدے کی وجہ سے ،صلح نامے کی وجہ سے ،ہم سب اکٹھے بیٹھے بجٹ پرگفتگو کر رہے ہیں ۔یہ ماحول پہلے میسر نہیں آیا تھا ۔ کہتے ہیں کہ جب کبھی اختلاف رائے ہو اور اگر اس اختلاف رائے پر معاہدہ کیا جاسکتا ہو تو یہ ایک بہت ہی خوبصورت چیز ہوتی ہے ۔ اور خود قرآن حکیم میں ذکر ہے بلکہ تمام اچھی کتابوں میں ذکر ہے کہ معاہدہ کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل کرتا ہے ۔ معاہدہ جنہوں نے کیا اور معاہدے کے نتیجے میں جو صورتحال ہے وہ واقعی ایسی ہے کہ ہم اس سے ایک فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔ لیکن یہاں یہ ایک ذکر کرنا چاہوں گا کہ شعیہ سنی فساد ' شعیہ سنی فرقہ واریت جس کی وجہ سے اتنی جانیں ضائع ہو رہی ہیں اس معاملے میں مجھے ایک چھوٹی سی بات یاد آ رہی ہے جو بہت اہم ہے ۔ وہ یہ کہ جب میں ایران گیا ایک وفد کے ساتھ۔ میری ملاقات وہاں کے صدر المنتظری سے ہوئی ۔ یہی جھگڑا شعیہ سنی فساد کا' وہاں پر بھی اس کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا کہ اس کا ایک بڑا مختصر علاج ہے ۔ پاکستان کے شعیہ راہنماؤں اور پاکستان کے سنی راہنماؤں کو میری جانب سے ایک پیغام دے دو ۔ وہی پیغام پہلے بھی میں نے ذکر کیا آج وہ پیغام میں اس Parliament کے ذریعے پیش کرنے کے بعد اپنی تقریر ختم کروں گا۔وہ پیغام یہ تھا کہ آپ اپنے شعیہ علما کرام سے کہیں کہ وہ مہینے میں ایک بار اپنے شہر کی جو سنی مسجد ہے اس میں نماز

جمعہ ادا کریں اور اپنے سنی راہنماؤں سے یہ کہیں کہ وہ مہینے میں ایک بار شعیہ مسجد میں جاکر نماز ادا کریں، یہ فساد ختم ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ کہنے کو تو بہت سی باتیں ہیں لیکن میں امید کرتا ہوں کہ بتدریج ہم آگے بڑھیں گے، حالات درست ہوں گے اور انشاءاللہ تعالیٰ ہمیں ترقی نصیب ہو گی۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین : بلور صاحب بیٹھ جائیں ۔ بلیدی صاحب یہ بارہ منٹ کا ذرا خیال رکھئیے گا۔یہ cancel ہو گیا ہے ۔رضا خان یہ ایک چیز With 202 we cancelled everything, time is twelve minutes for everybody. اس کو 202 سے ختم کردیا گیا ہے ۔ سمجھ آرہی ہے کہ نہیں ۔ نہیں آئی ۔ جی بلیدی صاحب۔

جناب محمد اسلم بلیدی : شکریہ جناب چیئرمین! جب ہم غریبوں کی باری آتی ہے تو وقت بھی سکڑتے ہیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ باقی بھی غریب ہی تھے ۔

جناب محمد اسلم بلیدی : ساری چیزیں commitment بھی ٹوٹ جاتی ہیں ۔ لیکن ہم چونکہ مظلوم ہیں ، مظلوم کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہوتا ۔ہم بادل ناخواستہ اس commitement کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں ۔

جناب چیئرمین! میں اپنی نیشنل پارٹی ، محکوم قوموں کی تنظیم پونم ، پاکستان کے پندرہ کروڑ مظلوم طبقات کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ کہتا چلوں کہ کاش اس ادارے کو ،سینیٹ آف پاکستان کو یہ اختیارات حاصل ہوتے ،بجٹ سازی کے اختیارات حاصل ہوتے ، حکومت سازی کے اختیارات حاصل ہوتے کیونکہ یہ ملک کا واحد ادارہ ہے جس میں تمام قومی وحدتوں کی نمائندگی برابری کی بنیاد پر ہے ۔ کاش اس ادارے کو، سینیٹ آف پاکستان کو یہ اختیارات حاصل ہوتے۔ بجٹ سازی کے اختیارات حاصل ہوتے، حکومت سازی کے اختیارات حاصل ہوتے کیونکہ یہ ملک کا واحد ادارہ ہے جس میں تمام قومی وحدتوں کی نمائندگی برابری کی بنیاد پر ہے لیکن جس طرح اس

ملک کے دیگر شعبوں میں حق و انصاف کی کہیں بھی جھلک نظر نہیں آتی ہے یہی سب کچھ اس ادارے کے ساتھ بھی ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین! میں اسے ملک کی سول اور ملٹری بیوروکریسی' اس ملک کے جاگیر داروں' ان کے گماشتوں اور سرمایہ داروں کا بجٹ سمجھتا ہوں۔ اس بجٹ کے اندر پاکستان کے چودہ کروڑ ' پندرہ کروڑ مظلوم عوام کے لئے کچھ بھی نہیں رکھا گیا ہے۔ اولاً یہ کہ یہ بجٹ آئین سے ماورا بجٹ ہے کیونکہ بجٹ پیش ہونے سے پہلے ' نیشنل فنانس کمیشن کے ایوارڈ کا اعلان ہونا چاہیے تھا۔ نیشنل فنانس کمیشن کا ایوارڈ سامنے آنا چاہیے تھا۔ آئین کے آرٹیکل 160 کے مطابق ہر پانچ سال بعد این ۔ایف ۔سی ایوارڈ کا اعلان ایک آئینی ضرورت ہے لیکن ہم سب نے دیکھا کہ گزشتہ تین سالوں سے ان آئینی لوازمات سے' اس آئینی ضرورت سے انحراف کیا جا رہا ہے۔ اس انحراف کی وجہ چھوٹی قوموں کو' ہم محکوم قوموں کو صاف نظر آتی ہے کہ موجودہ این ۔ایف ۔سی ایوارڈ کے اندر صرف اور صرف ایک صوبہ فائدے میں ہے اور باقی صوبے اس ملک کے اندر محکومی اور مظلومی کی زندگی گزار رہے ہیں ' وہ خسارے میں جا رہے ہیں۔ اسی وجہ سے بار بار این ۔ایف ۔سی کو delay کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آئین پاکستان کی خلاف ورزی ہے۔

جناب والا! ایک زیادتی اس ملک کے اندر مظلوم قوموں کے ساتھ یہ بھی کی جا رہی ہے کہ تمام قومی وسائل کو آبادی کی بنیاد پر تقسیم کرتے ہیں جبکہ وسائل کے اندر contribution میں چھوٹی قوموں کا' چھوٹے صوبوں کا سب سے بڑا حصہ ہے۔ بلوچستان گیس کی مد میں وسائل فراہم کر رہا ہے۔ سندھ پورٹ اور گیس کی مد میں وسائل فراہم کر رہا ہے۔ فرنٹیئر بجلی کی مد میں وسائل فراہم کر رہا ہے۔ جب وسائل کی تقسیم کی باری آتی ہے تو تقسیم آبادی کی بنیاد پر ہوتی ہے جو ہم سمجھتے ہیں کہ مظلوم قوموں کے ساتھ ' محکوم قوموں کے ساتھ سب سے بڑی زیادتی ہے۔ جب اس ملک میں مشرقی پاکستان کسی وقت ہمارے ساتھ ہوتا تھا تو اس وقت پنجاب کی دلیل یہ تھی کہ قومی وسائل رقبے کی بنیاد پر تقسیم ہونے چاہئیں کیونکہ اس وقت مشرقی پاکستان کی آبادی' مغربی پاکستان سے زیادہ تھی۔ یہی پنجاب کی دلیل تھی کہ وسائل کی تقسیم آبادی کی بجائے' پاپولیشن کی بجائے رقبے کی بنیاد پر ہونے چاہئیں۔ انہی زیادتیوں کی وجہ سے ملک ٹوٹا۔ وہ لوگ ہم سے الگ ہو گئے۔ لیکن پھر بھی حکمرانوں نے تاریخ سے سبق نہیں سیکھا۔ وہی زیادتیاں

جو اس وقت ہو رہی تھیں وہ آج بھی جاری و ساری ہیں۔

جناب چیئرمین! وزیر خزانہ صاحب اور اس ملک کے حکمران ہر موقع محل پر یہ کہتے پھرتے ہیں کہ جناب! ہمارے پاس ساڑھے بارہ ارب ڈالر کی کرنسی موجود ہے۔ ہمارے خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے خزانے سے اس ملک کے مظلوم طبقات کو کیا فائدہ پہنچا۔ اس ملک کے عام آدمی کو کیا فائدہ پہنچا۔ اسی بارہ ساڑھے بارہ ارب ڈالر کی موجودگی میں، اسی فنانس منسٹر کے دور میں، غربت کی شرح 32% سے 42% تک پہنچ گئی۔ اسی فنانس منسٹر کے دور میں، اسی regime میں تمام ضرورت کی چیزیں 150% سے لے کر 200% تک بڑھ گئی ہیں۔ اسی بارہ ارب ڈالر کی موجودگی میں بے روزگاری کی شرح دس سے پندرہ فیصد بڑھ چکی ہے۔ کیا کریں اس خزانے کا، کیا کریں ہم اس ڈالر کا جو اس ملک کے عوام کو فائدہ نہ دے سکے، جو اس ملک کے عوام کو relief نہ دے سکے تو وہ کسی کام کے نہیں۔

جناب چیئرمین! دفاعی بجٹ میں سال بسال 20 سے 30% کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جناب! جب اس ملک کے سائنسدانوں نے اس ملک کو نیوکلیئر deterrence کے قابل بنایا کہ ملک نے ایٹمی صلاحیت حاصل کی تو اس وقت یہ کہا جا رہا تھا کہ نیوکلیئر capability حاصل کرنے کے بعد روایتی اسلحہ یا روایتی جنگی سازو سامان ہوتے ہیں، اس پر انحصار کم ہو جائے گا۔ اسی دوران جب یہ انڈیا کو اپنا اصلی دشمن کہتے تھے، انڈیا کے ساتھ بھی ان کے تعلقات اچھے ہو گئے گزشتہ ایک سال کے دوران نہ لائن آف کنٹرول پر کوئی بڑا مسئلہ ہوا نہ working boundary پر نہ کسی انٹرنیشنل بارڈر پر،۔ اگر ملک کی مغربی سرحدوں پر حالات خراب ہیں حالات ناساز گار ہیں تو وہاں پر اس ملک کے حکمران پاکستان کے مفاد کی جنگ نہیں لڑ رہے ہیں۔ وہاں پر ہمارے حکمران انکل سام کی جنگ لڑ رہے ہیں اور انکل سام کی جنگ کے جو اخراجات ہوتے ہیں وہ ان کو ادا کرنا چاہیئں۔ امریکیوں کو ادا کرنا چاہئیں۔ پاکستانی عوام کا پیٹ چاک کرکے ان کو غریب سے غریب تر بنا کر 26% آپ نے دفاعی بجٹ اور بڑھا دیا تو میں کہتا ہوں کہ دفاعی بجٹ بڑھانے کی کوئی تک ہی نہیں بنتی تھی اور دفاعی بجٹ کو اس پارلیمنٹ کے اندر لانا چاہیئے۔ اس پارلیمنٹ کے اندر پیش کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ ایس ایم ظفر صاحب نے کہا میں ان کی تجویز سے بالکل اتفاق کرتا ہوں اس ملک کے نمائندوں کو پتا ہونا چاہیئے کہ ہم غریب عوام کی جیب کاٹ کر دفاعی مد

میں اتنے پیسے دے رہے ہیں وہ کہاں پر خرچ ہو رہے ہیں ۔ تو اس تجویز سے میں مکمل اتفاق کرتا ہوں کہ دفاعی بجٹ کو یہاں پر discuss ہونا چاہیئے کہ آیا یہ ہاؤسنگ سکیموں پرخرچ ہو رہا ہے یا دفاعی صلاحیت بڑھانے پر خرچ ہو رہا ہے ۔

اس ملک کے عوام کو ابھی یہ پہچان ہو چکی ہے کہ سکیورٹی کے نام پر کالونیاں بن رہی ہیں۔ سکیورٹی کے نام پر بڑے بڑے صنعتی زون بن رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہاں پر زرعی پیکج کا بڑا چرچا ہوا تو میں یہ کہتا ہوں کہ ہر مسئلے کا حل آپ کیوں مصنوعی طریقے سے ڈھونڈتے ہیں اور اس ملک کو جو آج زرعی حوالے سے اس حد تک پسماندہ ہے ۔میں سمجھتا ہوں کہ اس پسماندگی کی سب سے بڑی وجہ یہاں کا جاگیرداری سسٹم ہے ۔ آپ اصل خرابی پر کیوں نہیں آتے ، آپ اصل مسئلے کو کیوں نہیں حل کرتے ہیں۔ اس گندے نظام کی موجودگی میں آپ جتنے بھی packages دے دیں وہ بھی جاگیرداروں کی جیب میں جائیں گے۔جاگیرداری نظام نے اس ملک کی سول سوسائٹی کے تمام اداروں کو تہس نہس کرکے رکھ دیا ہے۔ لیکن آپ اس نظام کو project کر رہے ہیں کیونکہ جب آپ کو ضرورت ہوتی ہے تو یہی جاگیردار، جرنیلوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور اس ملک میں ڈنڈے کے زور پر حکمرانی کرتے ہیں ۔ اس لیے ایک دوسرے کے مفادات کو protect کرتے ہیں ۔ ورنہ land reforms لانا کونسا مشکل کام ہے آپ تو اس سے بڑے بڑے کام کرنے کے بھی دعویٰ کرتے ہیں اگر چاہتے تو land reforms بھی ہو سکتی تھیں ۔ جناب چیئرمین! privatization کے نام پر ان اداروں کی privatization ہو رہی ہے جو منافع کما رہے ہیں ، جو فائدہ دے رہے ہیں ان اداروں کو اونے پونے داموں میں بیچ رہے ہیں ۔ privatization ہونی چاہیئے ۔ ہم privatization کے حق میں ہیں لیکن ان اداروں سے ابتداء ہونا چاہیئے جو نقصان میں چل رہے ہیں یہ منطق ہمارے سمجھ سے بالاتر ہے کہ ایک ادارہ ملک کو فائدہ دے رہا ہے اور اس ادارے کو تم کہتے ہو کہ اونے پونے داموں بیچتے ہو۔ privatization ضرور ہونا چاہیے۔ کنٹونمنٹ کا ہونا چاہیے، پارلیمنٹ لاجز کا ہونا چاہیے، Prime Minister House کا ہونا چاہیے اور Prime Minister Secretariat کا ہونا چاہیے۔ ان ذاتی اخراجات نے اس قوم کو اس حد تک پہنچا دیا ہے۔ انڈیا کے Prime Minister جو دنیا کے سب سے بڑے جمہوری ملک سے تعلق رکھتا ہے اور پوری دنیا میں ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا

ہے تو وہاں پر وہ اپنے local made صابن نما گاڑی میں گھوم سکتا ہے۔ تو ہمارا وزیر اعظم جو کل ہماری طرح فٹ پاتھوں پر گھومتا تھا ان کو کیا ضرورت ہے کہ مرسڈیزوں کے موٹر کیڈ میں گھومے۔ ان مرسڈیزوں کا privatization ہونا چاہیے۔

جناب بابر خان غوری: جناب والا! جذبات میں ایسے الفاظ استعمال نہ کیا جائے۔ ان کو expunge کر دیں۔ فٹ پاتھ پر گھومنا اچھی بات ہے--------

جناب قائم مقام چیئرمین: ابھی وہ wind up کرنے والے ہیں وہ کروا دیں گے۔ ذرا wind up کرلیں آپ کا time ہو گیا ہے۔

جناب محمد اسلم بلیدی: ہم فٹ پاتھ پر گھومتے ہیں۔ ہمیں فخر ہے ہم "فٹ پاتھی ہیں"۔ ہم اس ملک کے ۱۵ کروڑ عوام کے ساتھ فٹ پاتھوں پر گھومتے ہیں۔ آپ اپنے وزیر اعظم کو بھلا آسمان پر بٹھائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بلیدی صاحب! time تو آپ کا ہو گیا ہے۔ You have one minute more please, then I would switch off your mike.

جناب محمد اسلم بلیدی: شکریہ۔ تو میں اس شعر کے ساتھ اپنی تقریر کو wind up کرتا ہوں۔

میرے سرکش ترانوں کی حقیقت ہے تو اتنی ہے
جب میں دیکھتا ہوں بھوک کے مارے کسانوں کو
تڑپتے نوجوانوں کو سسکتی نازنینوں کو
حکومت کے تشدد کو امامت کے تکبر کو
تو دل تاب نشہ بزم عشرت سے نہیں سسکتا
میں چاہوں بھی تو خواب آور ترانے گا نہیں سکتا

Thank you.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much Buledi Sahib, very kind of you. Dr. Khalid Ranjha Sahib.

ڈاکٹر خالد رانجھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب چیئرمین صاحب! آج کا یہ Finance Bill زیر بحث ہے۔ یقیناً ایک national document ہے اور آج میں سمجھتا ہوں کہ یہ Bill refer ہوا ہے ہماری طرف۔ پہلے سینیٹ کو اس پر تبصرہ کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ میں بڑے ادب سے کہوں گا کہ چونکہ یہ اہم ادارہ ہے۔ ادارہ ایک قانون اور ضابطے کے مطابق چلتا ہے۔ آج ہم یہ بحث کر رہے ہیں کہ ہم کیا تجاویز دیں جس کے تابع National Assembly جس کی responsibility ہے بجٹ کو پیش کرنے کی اس میں ترامیم کر پائے۔ تو اس تناظر میں بڑے ادب سے گزارش کروں گا کہ میں نے Finance Bill کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ Finance Bill جو ہے یہ آئین کے تابع بنتا ہے اور یہ وہ قانون ہے جس پر سینیٹ کو دسترس حاصل نہیں ہے لیکن اس bar کے تابع ہم عام قانون سازی نہیں کر سکتے۔ I repeat my self, that the Parliament put together can legislate. اگر آپ اس میں کوئی ایسی شق ڈالیں گے جو عام قانون کے متعلق ہو تو پھر وہ ماورائے پارلیمنٹ ہوگا۔ مثال کے طور پر اس Finance Bill میں آپ نے جو مختلف قوانین ہیں بیشتر دفعہ جناب نے یہ حکم دیا ہے کہ جب بھی کوئی ترمیم آئے اس کے ساتھ جو اصل قانون ہے اس کو سامنے رکھا جائے تاکہ ہم اس کو پڑھ سکیں اور بتا سکیں کہ یہ جو ترامیم ہیں ان کا ماحصل کیا ہے۔ آپ نے بارہا دفعہ کہا ہے۔ہمیں ایک line کی ترامیم ملتی ہیں جس سے اندازہ نہیں ہوتا، دراصل قانون کیا ہے؟ مثال کے طور پر آپ نے دیکھا ہو گا کہ اس میں ایک نئی dispensation clause ڈال دی گئی ہے ' in the name of alternative dispute resolution۔ جتنے بھی fiscal laws ہیں' آج سے اس میں ایک نیا system رائج کیا جا رہا ہے جسے کہتے ہیں alternative dispute resolution یہ جو clause ہے dispensation of law or dispensation of justice یہ ایک مکمل قانون ہے۔ آپ اس قانون کو ایک Finance Bill کے ذریعے صادر نہیں کر سکتے ورنہ یہ ماورائے آئین ہو گا۔ میں بڑے ادب سے کہوں گا کہ proposal دی جائے کہ اس کی وہ شقیں جن کا تعلق عام قانون سے ہے۔ میں اشارتاً کہہ رہا ہوں alternative dispute resolution انہوں نے ایک لمبی چوڑی سکیم بنائی ہے کہ عدالتوں سے

ماوراء فیصلے ہو سکتے ہیں۔ اگر Finance Bill کے ذریعے ایسی قانون سازی کرنی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ Senate کے ساتھ مذاق ہے،

Senate should be taken into confidence and Senate should discuss it unless Senate passes this , they should not be made a part of Law.

آپ آئین کو پڑھ لیں، دفعہ 70 کو پڑھ لیں، کہاں لکھا ہوا ہے کہ اس Bill کی آڑ میں National Assembly عام قانون سازی کر سکتی ہے۔

دوسرا Custom's Act میں دیکھیں، انہوں نے دفعہ 156 میں 14 (a) add کیا ہے جس کے تابع یہ کہا کہ ایک شہری کو 14 سال سزا ہو سکتی ہے، you cannot punish people through Finance Bill. اس لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک ایسی قانون سازی کر رہے ہیں یا یہ سہواً ہوگیا ہے یا Minister of Finance صاحب اس کو دیکھ نہیں سکے یا اس پر تجزیہ نہیں ہو سکا۔ میں بڑے ادب سے کہوں گا کہ جب آپ refer back کرتے ہیں،

please, direct the National Assembly to read, I mean, the Law whether it is being enacted in laying with Article-70 of the Constitution

اگر آپ اجازت دیں تو جناب کے سامنے پڑھ دیتا ہوں کہ Article-70 کیا کہتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کا اپنا time ہے۔

ڈاکٹر خالد رانجھا: جناب! میں صرف ایک line پڑھوں گا کہ

a bill shall not be deemed to be a money bill by reason only, if it provides for imposition of alternation of any fine or other between the penalty or for demand or payment of a licence fee or receipt or a charge for any service; they did not do

چونکہ Money Bill ہے۔ اس کی آڑ میں ایسی قانون سازی نہیں کر سکتے which is ambit of the Parliament put together تو اس لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ اس Finance Bill میں ایسی clauses ہیں which are otherwise within the parametres of general

اور یہ کیاگیا ہے کہ عدلیہ میں جا کر سکی ہو، وہاں بحث ہو کہ National legislation Assembly کو کہاں اختیار تھا کہ یہ قانون بناتے جوکہ Senate سے بالا بالا ہو جائے۔ چونکہ ہم اس ترمیم کو کر رہے ہیں، میں اس bench سے کہہ رہا ہوں in the benefit of the entire country کہ ایسے قانون سے اجتناب کیا جائے یا ان کو ہمارے سامنے لاتے تاکہ جیسے National Assembly pass کرتی، Senate pass کرتا اور پھر یہ قانون بن جاتا۔

میں دوسری گزارش کروں گا کہ یہ بجٹ یقیناً بہت اچھا ہے، this Budget creates a lot of jobs; it's for progress of the country لیکن تعلیم کے ناتے سے there is another tax imposed on computers, computer کوئی luxury نہیں ہے، یہ تعلیم کا حصہ ہے۔ جب ہم اس پر tax لگائیں گے۔ ایک طرف تو ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم IT Education promote کر رہے ہیں اگر IT Education promote کرنی ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ اس پر tax لگائیں گے تو عام آدمی جو ہے، عام بچہ جو ہے، اس کے لیے computer availability کم ہو جائے گی۔ یہ ایسا ہی ہے کہ ایک بچے کو کتاب نہیں مل پائے گی، میں اس انداز سے گزارش کروں گا کہ اس پر دوبارہ نظرثانی کی جائے اور جو compurter پر tax impose کیا ہے، اس کو ختم کیا جائے۔ جناب! اگر ایک منٹ اور دے دیں۔ آج ظفر صاحب نے بڑی خوبصورت تقریر کی ہے، انہوں نے کہا ہے کہ ایک قومی ذہن بنایا جائے کہ ہر آدمی سڑک پر کہنا شروع کر دے کہ terrorism is something wrong; corruption is something wrong ہمیں وہی ذہن بنانا پڑے گا for terrorism اور terrorism کی جو dispensation ہے وہ ہے through anti-terrorist courts اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں دہشت گردی ختم ہو تو there should be a budgetary emphasis on anti-terrorist courts جب تک آپ وہ نہیں کر پائیں گے، جو موجودہ سسٹم ہے یا جو موجودہ allocation ہے اس میں یہ courts کام نہیں کر پا رہیں۔ اس میں عدالت سیکورٹی مانگتی ہے، وکیل سیکورٹی مانگتا ہے، گواہ سیکورٹی مانگتا ہے۔ تمام دنیا میں ہم نے faceless courts بنائے ہیں جو گواہ گواہی دیتا ہے امریکہ والے اس کا نام بدل کر کسی اور اسٹیٹ میں لے جاتے ہیں۔ these are mechanisms for checking terrorism. میری

گزارش یہ ہے کہ اس بجٹ میں

there should be some kind of extra grant towards Judiciary for the purpose of mobilizing, lubricating the existing terrorist courts which often ....

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ رانجھا صاحب۔ کامران مرتضیٰ صاحب۔

جناب کامران مرتضیٰ: بسم اللہ الرحمن الرحیم - جناب یہ ہمارے ملک کے لئے بدقسمتی کی بات ہے کہ NFC Award جو کہ 2003ء سے ہونا تھا اسے اب تک ہم نے final نہیں کیا۔ 2003 ' 2004 اور یہ 5-2004 کا بجٹ پیش کیا گیا جو کہ NFC Award کے بغیر Article 160 کی violation ہے۔ یہ ہماربدقسمتی ہے اور یہ صرف بدقسمتی نہیں ہے ' یہ پنجاب کی بالا دستی ہے جس کو وہ اس صورت میں برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ جناب پنجاب کا رقبہ 25.8% ہے مگر اس کو جو funds دیئے جا رہے ہیں وہ پرانے NFC Award کے مطابق57.36% ہیں جبکہ میرے صوبے کا رقبہ 43.6% ہے اور مجھے جو funds دیئے جا رہے ہیں وہ 5.11% ہیں' یہ صوبے اور صوبے کی عوام کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔ اسے ختم ہونا چاہیے اگر یہ ختم نہیں ہو گا تو خدانخواستہ یہ ملک ختم ہو جائے گا۔ اللہ کے واسطے رحم کیجئے' میرے صوبے پر رحم کیجئے اوراس ملک پر رحم کیجئے۔

جناب چیئرمین! میرے صوبے کے ساتھ یہ صرف ایک واحد زیادتی نہیں ہے' میرے صوبے کے ساتھ زیادتیاں اوربھی ہیں۔ گیس میرے صوبے سے بھی نکلتی ہے اور دوسروں صوبوں سے بھی نکلتی ہے' میرے صوبے میں کوئی اور rate دیا جاتا ہے اور دوسرے صوبوں میں کوئی اور rate دیا جاتا ہے۔ یہ زیادتی کب تک چلتی رہے گی' کب تک اس طرح سے exploitation ہوتی رہے گی۔ آپ پنجاب کو 120000 million اور اس کے against مجھے 17000 million دیتے ہیں۔ اس طرح کیسے چلے گا' وہاں پر 43.5% رقبہ میں کس طرح development ہو گی۔ آپ کا کل بجٹ 903 ارب روپے ہے اور اس میں 701 ارب روپے جاری اخراجات رکھتے ہیں جبکہ اس کا ترقیاتی بجٹ 202 ارب روپے ہے۔دفاع کے لئے آپ 194 اربوں روپے رکھتے ہیں ' 160 ارب پچھلے سال تھے اور اب اس میں 34 ارب روپے یعنی اسے 21% بڑھا

کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! آپ کے ہمسایہ ممالک انڈیا ' افغانستان ' چین' ایران سب کے ساتھ تعلق اچھے ہیں۔ اس ملک کی جو need تھی development budget کے لئے تھی مگر بجائے اس کے سارا کچھ defence کو دے دیا گیا ہے۔Defence میں 21% اور development کے لئے کچھ بھی نہیں۔جناب ہماری ایک اور بدقسمتی کہ یہ جو poverty بتا رہے ہیں وہ گورنمنٹ کے مطابق 32.3% بڑھی ہے جبکہ انہوں نے بلوچستان کا نہیں بتایا۔

جناب بلوچستان میں poverty rate 68 per cent ہے - یہ جان بوجھ کر صوبوں کا نہیں بتا رہے - جناب ہم آٹھ سال سے قحط کا شکار ہیں ' آٹھ سال سے وہاں بارشیں نہیں ہوئیں۔ کہا یہ جائے گا کہ بارشیں نہ ہونے میں کسی ساتھی کا ' کسی صوبے کا کوئی قصور نہیں تھا' جناب یہ ایٹمی دھماکے کا قصور ہے - جس دن آپ نے دھماکا کیا تھا اس کے بعد وہاں پر گردوغبار اڑ رہا ہے -وہاں پر پانی کی قلت ہے' نہ پانی کے لئے ہمیں کچھ دیا گیا نہ کوئی اور relief دی گئی ' یہ زیادتی کب تک چلتی رہے گی۔ اگر اسی طرح یہ زیادتیاں چلتی رہیں تو میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں گا کہ یہ فرق صرف صوبوں کے درمیان نہیں صوبوں میں رہنے والے انسانوں کے درمیان بھی ہے - میں بلوچستان میں رہتا ہوں اس لئے مجھے رقبے کی بنیاد پر رقم دی جائے اور کوئی شخص اگر پنجاب میں رہتا ہے اور اس کو 57% دیا جائے' یہ بہت بڑی زیادتی ہے یہ بہت بڑا ظلم ہے -

جناب چیئرمین! وزیر صاحب نے 206 per cent agricultural growth بتائی مگر کیا یہ growth صوبہ بلوچستان کے لئے بھی ہے؟ وہاں تو یہ negativeمیں جا رہی ہے - آٹھ سال سے ہم negative میں ہیں ' باغات کٹ رہے ہیں ' مال مویشی مر رہے ہیں ' پانی وہاں موجود نہیں مگر ہمارے لئے کوئی relief نہیں' نہ کوئی deep drilling کے حوالے سے نہ کسی اور حوالے سے' نہ کوئی ڈیم بن رہے ہیں ' نہ deep drilling کے لئے ہمارے پاس کوئی machinery available ہے۔ جناب وفاقی حکومت کا ہمارے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک ہے - حکومت ہم سے اپنے قرضوں پر 18 per cent سود وصول کرتی ہے جبکہ یہی amount ہم بازار سے تین' چار' پانچ فیصد پر بھی لے سکتے ہیں۔ جبکہ ہماری رقم جو وفاق کے پاس پڑی ہوئی ہے وہ ابھی تک واپس نہیں ہو رہی اور اس کے against ہم اپنا بجٹ بنانے پر بھی مجبور ہیں۔ کب تک ہم بغیر

بجٹ بنائے بھیک مانگتے ہوئے گزارہ کریں گے !

جناب! حالت یہ ہے کہ صدر اور وزیراعظم کے لئے مجموعی طور پر 45 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ایک طرف اللے تللے ہو رہے ہیں اور دوسری طرف ہمارے صوبے کے لئے کچھ بھی نہیں ۔ جناب والا! کوئٹہ جو تقریباً پندرہ لاکھ کی آبادی کا شہر ہے اس کے متعلق رپورٹ یہ ہے کہ وہاں سات سال کے بعد پانی ختم ہو جائے گا اور لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو جائیں گے۔ حالت یہ ہے کہ اس بجٹ میں یا اس بجٹ سے پہلے تمام mega cities کو relief دی گئی ، تمام mega cities کو mega projects دیے گئے لیکن ہمارے اس شہر کے لئے آج تک کچھ بھی نہیں کیا گیا اور اگر کچھ نہ کیا گیا لوگ سات سال کے اندر اندر یہاں سے نقل مکانی پر مجبور ہو جائیں گے ۔ جناب والا! یہ نہیں کہ فنڈز کی کمی ہے فنڈز تو بیس ارب روپے آپ کے پاس زکوۃ کی مد میں بھی پڑے ہوئے ہیں ۔ کسی development کی مد میں spend کئے بغیر رقم کو انہوں نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے ۔ جناب یہ زیادتی ہے اس کو affected areas پر خرچ کیا جا سکتا تھا اس کو کسی needy area میں خرچ کیا جا سکتا تھا جہاں پر اس کی ضرورت تھی ۔ یہ میرے صوبے کے ساتھ ایک اور زیادتی ہے کہ یہ رقم بھی وہاں نہیں خرچ کی گئی ۔

جناب والا! واپڈا کے line losses 33 per cent ہیں ، واپڈا یہ line losses برداشت کر رہی ہے مگر میرے صوبے میں صرف تین فیصد بجلی خرچ ہوتی ہے اس تین فیصد کے against ہمیں full payment کرنی پڑتی ہے۔ جہاں پر پانی کی کمی ہے جہاں پر بجلی کی کمی ہے تو جہاں پر 33 per cent line losses برداشت کئے جا سکتے ہیں وہاں پر 3 per cent پر کوئی relief دی جا سکتی تھی مگر یہ بھی نہیں دی گئی۔ دوسرے صوبوں کو تو flat rates کی صورت میں یہ relief دی گئی ہے مگر میرے صوبے کو اس بار کوئی relief نہیں دی گئی flat rate کی صورت میں جہاں پہلے سے flat rates تھے مجھے وہی چار ہزار روپے دینا پڑیں گے جیسا کہ دوسرے صوبوں میں اب دینا پڑے گا۔ جناب! میں اس سے زیادہ کا حقدار تھا نہ کہ اس سے کم کا کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں آٹھ سال سے drought ہے میں drought affected areas میں آتا ہوں ۔

جناب گھر کا بجٹ بناتے ہیں تو اس میں بھی دیکھتے ہیں کہ کس کس مد میں پیسوں

کی ضرورت ہے۔ یہاں پر جب بجٹ بنایا جاتا ہے تو یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کس مد میں پیسوں کی ضرورت ہے اور کس مد میں پیسوں کی ضرورت نہیں ہے ۔ ہم نے دفاع کو مقدس گائے سمجھ لیا ہے وہاں ہم نے خواہ مخواہ پیسے خرچ کرنے ہیں ہر صورت میں خرچ کرنے ہیں ، development پر یا affected areas پر ہم نے کوئی رقم خرچ نہیں کرنی خواہ کچھ بھی ہو جائے۔ وجہ یہ ہے کہ ہم فوج سے ڈرتے ہیں اس ڈر کی وجہ سے ہمیں خواہ مخواہ ان کا بجٹ دس ، پندرہ ، بیس فیصد تنخواہوں کے لئے بڑھانا پڑتا ہے ۔ جناب پچھلے سال سے پہلے جب دفاع کا بجٹ 146 ارب روپے تھا تو اس وقت یہ کہا گیا تھا کہ اس بار ہم آخری بار بڑھائیں گے مگر یہ آخری بار کب آئے گی ، یہ آخری بار ، پچھلی بار بھی نہیں آئی ، یہ آخری بار ، اس بار بھی نہیں آئی اور یہ آخری بار اگلی بار بھی نہیں آئے گی ۔

جناب چیئرمین! دفاع اس طرح سے مضبوط نہیں ہوتے بلکہ اس طرح سے کمزور ہوتے ہیں۔ اگر اس طرح سے دفاع نے کمزور ہونا ہوتا تو روس کی فوج کی تعداد آپ سے زیادہ تھی۔ سوویت یونین نہ ٹوٹتا، وہ برقرار رہتا۔ فوج کے بل بوتے پر کوئی ملک قائم نہیں کیا جا سکتا، کوئی ملک برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔

جناب چیئرمین! کسی ملک کو اگر برقرار رکھنا ہے، کسی ملک کو اگر قائم رکھنا ہے تو اس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ وہاں کے عوام کو مطمئن کیا جائے، وہاں کے لوگوں کو relief دیا جائے۔ اسلام کے نام پر اور فوج کے نام پر اس ملک کو متحد نہیں رکھ سکتے۔ اگر آپ نے ملک کو قائم رکھنا ہے تو لوگوں کو relief دیجیئے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مرتضی صاحب! آپ ذرا wind up کر دیں، کافی دیر ہو گئی ہے۔

جناب کامران مرتضیٰ: جناب والا! ایک اور مسئلہ ہے luxury car پر 200% relief دے دیا گیا ہے۔ Luxury car نہ میری ضرورت تھی، شاید آپ کی ضرورت ہو یا وزیر صاحب کی ضرورت ہو مگر luxury car یہاں پر کسی کی ضرورت نہیں تھی، اس پر 300% tax تھا۔ اب proposal یہ ہے کہ اس کو 300% سے 100% کر دیا جائے گا۔ جناب! وہ کس کے لئے؟

صرف سرمایہ داروں کے لئے۔ اس کی جگہ edible oil پر آپ نے 15% tax نافذ کر دیا ہے۔ اس کی جگہ Computer پر آپ نے 5% بڑھا دیا۔ جناب! یہ کس طرح سے ہو گا۔ Luxury car کی جو پرانی positon تھی آپ restore کریں اور اگر زیادہ سے زیادہ کوئی relief دینا ہے تو 800CC car پر دے دیں کیوں کہ اسے پاکستان کے عوام use کرتے ہیں اور اسی تک یہ رکھیں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much for a lovely speech. Yes, Durrani Sahib.

جناب محمد علی درانی: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بجٹ جو اس سال پیش کیا گیا' میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک radical budget ہے لیکن انتہائی practical approach کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ یہ investor friendly بھی ہے اور public friendly بھی ہے۔ اس بجٹ کی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ الفاظ اور اعداد و شمار کا مجموعہ نہیں بلکہ حقائق اور اقدامات کا مجموعہ ہے جس میں گزشتہ چار سال کی پالیسیوں کا تسلسل بھی موجود ہے اور اس میں adhoc اقدامات کے fashion کو ختم کرتے ہوئے long term approach کے اقدامات کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ میں اس بجٹ کو ایک زندہ بجٹ بھی کہوں گا کیونکہ یہ public issues کو respond کرتا ہوا بجٹ ہے اور react اور act کرتا ہوا بجٹ ہے اور میں یہ بھی کہوں گا کہ اس بجٹ میں حقیقی معنوں میں عوام کو عزت دینے کی راہیں نکالی گئی ہیں اور bureaucracy اور حکومتی ادارے جو ہمیشہ عوام کے ساتھ ریل کی دو پٹڑیوں کی طرح parallel چلا کرتے تھے انہیں عوام کی طرف positively respond کرنے والا بنایا گیا ہے۔ لہذا اس بجٹ کے پیش کرنے پر میں وزیر خزانہ جناب شوکت عزیز' وزیر اعظم جناب ظفر اللہ خان جمالی اور cabinet کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کے آنے میں صدر جناب پرویز مشرف صاحب کی یہ approach کہ policies میں تسلسل ہونا چاہیے' ان کا middle class mind set اور اس کے ساتھ ساتھ عوام کو اعتماد میں لے کر چلنے کا انداز اس میں reflect کرتا ہے۔ اس بجٹ میں اعداد و شمار کے ذریعے عوام

کو سہانے خواب دکھانے کی بجائے عملی اقدامات اٹھا کر عوام کو آگے بڑھنے اور ملک کو ترقی کے راستے پر گامزن کرنے کی صورتوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس بجٹ میں اگر دیکھیں تو ایک بہت دلچسپ حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے کہ development کی مد میں 202 ارب روپے رکھے گئے ہیں جب کہ defence کی مد میں 193.5 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں اس وجہ سے اسے ایک انقلابی بجٹ کہوں گا۔ اس بجٹ میں فوج پر اٹھنے والا خرچہ ملک و عوام کی خوشحالی پر اٹھنے والے خرچے سے کم ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ اس floor پر کھڑے ہو کر ہمارے جو دوست بھی بات کریں وہ یہ احساس کریں کہ وہ ایک ذمہ دار حیثیت سے بات کر رہے ہیں اور غیر ذمہ دارانہ statements کے ذریعے ان کی اپنی حیثیت مجروح ہوتی ہے ۔ ہمیں پچھلے ایک سال کے اندر LFO, NFC اور کس، کس issue پر اس حکومت کو فوج کے تابع اور اس پورے نظام کو فوج کے ماتحت بنانے کے الزامات سے نوازا گیا Opposition کے platform سے، لیکن آج کی Opposition جب وہ حکومت میں ہوا کرتی تھی، کبھی بھی development کا بجٹ فوج کے بجٹ سے زیادہ نہیں ہوا۔ یہ اعزاز صرف اس حکومت کو حاصل ہوا کہ اس حکومت نے وہ بجٹ دیا کیونکہ یہ حکومت جس میں کہ development کا بجٹ فوج کے بجٹ سے زیادہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت یہ سمجھتی ہے کہ حقیقی دفاع صرف مضبوط فوجیں نہیں کیا کرتیں بلکہ حقیقی دفاع کے لیے ملکوں کی خوشحالی اور عوام کا معاشی استحکام ایک بنیادی کردار ادا کرتا ہے اور اس اقدام کے ذریعے ہم نے حقیقت میں اس ملک کے دفاع کو مضبوط کیا ہے۔ کاش کہ میرے Opposition میں بیٹھے ہوئے قائدین کے اندر بھی جناب انور بھنڈر صاحب اور جناب ایس ایم ظفر صاحب کی طرح کی جرات ہوتی کہ وہ floor of the House پر اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اس چیز کا اقرار کر سکتے کہ اس اقدام کی وجہ سے ملک میں development کا عمل آگے بڑھے گا اور اس اقدام کی وجہ سے فوج کی بالا دستی نہیں بلکہ فوج کو، اس قوم اور اس ملک سے کم ترجیح پر رکھتے ہوئے، اس ملک کے عوام کو اس ملک کا حقیقی دفاع declare کیا گیا ہے۔

اس بجٹ کا ایک اور پہلو، پاکستان کے وہ بجٹ بھی ہم نے دیکھے ہیں جن میں 64% تک قرضوں کی ادائیگی پر جاتا رہا ہے اور اس دفعہ صرف 23.51% رہ گیا ہے۔ یہ قوم کے لیے ایک حقیقی خوشخبری ہے اور اس سے آگے بڑھتے ہوئے اس سال اکتوبر میں IMF کی غلامی سے نجات

کی بات، میں تجویز کروں گا کہ 31 اکتوبر کو یوم تشکر کے طور پر منایا جانا چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے Opposition کے قائدین بھی اور بالخصوص ہمارے MMA کے دوست اس دن ضرور دو نفل شکرانے کے ادا کریں گے اور ہماری پوری قوم کے ساتھ مل کر کریں گے کیونکہ ہمیں مغرب اور امریکہ کے حاشیہ بردار کہنے والے پھر ضرور شرمندگی محسوس کریں گے کہ جن لوگوں کو مغرب کا حاشیہ بردار کہا گیا تھا، انہی لوگوں کے دور میں مغرب کی غلامی کی زنجیروں سے اس ملک کو اور اس قوم کو نجات دلائی گئی۔

بجٹ کے سلسلے میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے اور میں کچھ دہرائے بغیر یہ کہوں گا کہ زرعی شعبے میں relief, small traders کو دیا جانے والا relief، سرکاری ملازمین اور pensioners کو دیا جانے والا relief، بجلی کی مد میں دیا جانے والا relief, house building اور بیواؤں اور old citizens کو دی جانے والی جو مختلف facilities ہیں اور سب سے بڑھ کر عوام کو عزت نفس دینے والے وہ بنیادی اقدامات جن کے ذریعے حکومتی اداروں کو اور banks کو غریب لوگوں کو گرفتار کرنے کے عمل سے روکتے ہوئے، انہیں ان لوگوں کے برابر لایا گیا۔ آج تک اس ملک میں کسی حکومت کو یہ خیال نہیں آیا کہ یہاں پر billions of rupees کھا جانے والوں کو تو کوئی گرفتار نہیں کرتا لیکن ایک لاکھ روپے کا زرعی قرضہ نہ واپس کر سکنے والوں کو گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ اگر اس عمل کو بھی روکا تو وہ بھی اسی حکومت نے روکا اور اس سے آگے بڑھتے ہوئے میں یہ بھی کہوں گا کہ manufacturing کے area میں highest industrial growth جو اس وقت دی گئی ہے اور جس طرح vendor industry کے ذریعے اس ملک میں ایک ترقی کا عمل پھیلا ہے، اس کے لیے technical and vocational training کی authority کا قیام اور یہ جو skill gap پیدا ہوا ہے اس کو پورا کرنے کے لیے یہ جو اقدامات اٹھانے کی بات کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی ایک positive activity ہے جس کے نتیجے میں مستقبل میں انشاء اللہ ہمارے بجٹ کا خسارہ کم ہونے کے ساتھ ساتھ ملک، حقیقی ترقی کے راستے پر گامزن ہو سکے گا۔

ملک میں دس لاکھ jobs کا پیدا ہونا اور اس کے ساتھ ساتھ صحت کے شعبے میں 3.2 billion سے بڑھ کر صرف ڈیڑھ سال کے عرصے میں 6.1 billion کر دینا لیکن یہ بھی GDP کا

صرف 0.95% ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس کو 6% اور 7% تک لے کر جائیں کیونکہ ترقی یافتہ ممالک میں اور وہ ممالک جو اپنے شہریوں کو عزت دیتے ہیں اور احترام دیتے ہیں وہاں اسی rate پر یہ چیزیں ہوتی ہیں اور اس سے آگے بڑھتے ہوئے ہسپتالوں میں اور ملک میں عمومی صحت کی facilities پر جو توجہ دی گئی ہے میں سمجھتا ہوں وہ بھی ایک مثبت direction میں آگے بڑھنے کا عمل ہے۔

اب میں وقت کی پابندی کو مد نظر رکھتے ہوئے چند تجاویز اس بجٹ کے موقع پر دینا چاہوں گا۔ میری سب سے پہلی تجویز یہ ہے کہ NFC Award کا فیصلہ باہمی رضا مندی سے جلد از جلد ہونا چاہیے۔ میں تجویز کروں گا کہ اگر کوئی فیصلہ نہیں ہوتا تو مسئلے کو نیشنل سیکورٹی کونسل میں لے کر جانا چاہیے۔ اور صوبوں کو زیادہ سے زیادہ حق دینا چاہیے چونکہ ایسے ادارے ہیں کہ جن کے اندر ان issues کو deal کیا جاتا ہے، ان کو آگے بڑھانا اور ان اداروں کے ذریعے issues کو resolve کرنے کا اقدام جو ہے اس کو اب شروع کیا جانا چاہیے۔

جہاں تک صوبوں کا تعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نئے بلدیاتی نظام کے تحت اور devolution plan کے تحت صوبوں کے اختیارات تو ضلعوں کو منتقل کر دیئے گئے لیکن مرکز کے وہ اختیارات جو صوبوں کو تفویض ہونے تھے وہ ابھی تک منتقل نہیں ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وقت ہے کہ ہمیں concurrent list پر غورکرنا چاہیے اور اس چیز کا اہتمام کرنا چاہیے کہ وہ اختیارات جو حقیقی معنوں میں صوبوں کے پاس ہونے چاہئیں، انہیں صوبوں کو دے کر ان میں اعتماد پیدا کیا جائے۔ اس میں education and health کے areas ہیں۔ ان میں جب بجٹ کے اندر figures identify کی جاتی ہیں۔ اس کی وجہ سے پوری دنیا میں یہ تاثر بنتا ہے کہ پاکستان کے اندر ان شعبوں میں اتنی کم investment کی جا رہی ہے۔ جبکہ میں یہ suggest کروں گا کہ تعلیم، صحت اور دیگر وہ جو double صوبوں اور مرکز میں بھی مدات ہیں اس کا جو total ہے اس کو infact بجٹ کے اندر reflect ہونا چاہیے۔ تا کہ دنیا کے سامنے ایک صحیح picture بن سکے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں ایک بڑے اہم نکتے کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا۔ پاکستان میں عدلیہ ملک کی [XXX] ادارہ بن چکی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ نظریہ ضرورت کی بنیاد پر

[xxxWords expunged by the ordrs of the Acting Chairman]

چلنے والے عدلیہ کے نظام کو نظریہ انصاف پر چلنے والا نظام بننے کے لئے انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے۔ اور اس مد میں اٹھنے والے اخراجات کو اس بجٹ میں accommodate کرتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کمیشن بننا چاہیے جس میں پارلیمینٹیرین ، سینئر وکلاء ، اچھی شہرت رکھنے والے ریٹائرڈ ججز ہوں ۔ جو کہ فوری سستے اور بروقت انصاف کو یقینی بنانے کے لئے اور اس شعبے میں موجود کرپشن جس پر کوئی آواز بھی نہیں اٹھا سکتا ، اس کو ختم کرنے کے لئے عملی اقدامات پیش کریں ۔

اس کے علاوہ جناب! میں پینشن کے سلسلے میں انور بھنڈر صاحب کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے تجویز کروں گا کہ آئندہ ریٹائر ہونے والے سرکاری ملازمین کو پینشن کی جگہ اگر رہائش کے لئے گھر دیاجائے تو یہ ایک بہت ہی مثبت اقدام ہوگا ۔ رہائش اور جب ہم housing industry کو آگے لے جانا چاہتے ہیں ۔تو ایسے اقدامات جس کی بنیاد پر اور یہ تجربہ فوج میں ہو چکا ہے ۔ اسی طرح کا تجربہ Civil side پر اور پرائیویٹ سیکٹر میں encourage کیا جانا چاہیے ۔ کہ ہر ریٹائر ہونے والے ملازم کو ریٹائرمنٹ کے موقع پر ایک گھر دیا جائے ۔ اس گھر کے ساتھ ساتھ گریجویٹی اور دوسری جو lump sum amounts ہیں ان کو اتنا بڑھایا جائے کہ وہ خود کفیل ہو کر مستقبل میں چل سکے ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ یہ جو ہمارے ملک میں environment issue ہے ۔ اس کے اندر industrial development کے ساتھ ساتھ industrial waste کی treatment جو ہے۔ اور جو affluent treatment ہے اس کے plant نہ ہونے کی وجہ سے پوری قوم اس وقت ایک خطرے سے دوچار ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جو شہروں کا waste ہے ۔ وہ براہ راست دریاؤں میں ڈالنے کی وجہ سے بھی ہمیں خطرے کا سامنا ہے ۔پوری قوم کو ایک solid and liquid treatment کی کوئی صورت اس ملک میں نہ ہونے کی وجہ سے بے انتہا بیماریوں میں مبتلا کرتے ہیں ۔ میں تجویز کروں گا کہ کوئی بھی انڈسٹریل اسٹیٹ بنے اس میں ٹریٹمنٹ پلانٹ ہونا چاہیے ۔ اور جتنی انڈسٹریز ہیں ان کو اس چیز کے لئے پابند کرنا چاہیے ۔ کہ وہ اس ایریا کے اندر positively respond کریں ۔ اور کوئی انڈسٹری ٹریٹمنٹ کے بغیر اپنا waste جو ہے وہ دریاؤں میں یا ویسی جگہوں پر نہ dispose کریں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ، شکریہ۔

جناب محمد علی درانی: جناب! مجھے ظفر صاحب نے اپنا وقت دے دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ Public Order of Safety کے ریفرنس سے میں یہ چاہوں گا ----

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ Practice ابھی تک ہم نے شروع نہیں کی ہے۔ مجھے پتا نہیں ہے۔ آپ ختم کریں۔

جناب محمد علی درانی: اچھا میں ختم کر رہا ہوں۔ اس کے بعد یہ ہے کہ fire protection کا یہ انتہائی افسوسناک بات ہے اس ملک کے اندر آج بھی fire protection کا کوئی نظام موجود نہیں ہے۔ اور جب multi storey buildings میں آگ لگتی ہے تو کوئی بجھانے والا نہیں ہوتا اور یہی صورت ہمارے جیل خانہ جات کے نظام کی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان تمام شعبوں کے اندر اس چیز کی گنجائش ہے کہ اس پر صحیح اقدامات اٹھائے جائیں۔ ایک آخری بات جو میں کرنا چاہوں گا computer and IT industry کے اوپر جو 5% ڈیوٹی لگائی گئی ہے یہ ایک بہت nominal duty ہے لیکن اس کی وجہ سے اور مستقبل میں جب اردو سافٹ ویئر بھی آ رہا ہے تو اس کا استعمال بہت بڑھے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس صورتحال کے اندر یہ 5% issue نہیں ہے لیکن custom department کی involvement کا مسئلہ ہے۔ اس لئے ہر صورت میں اس مسئلے کو deal کرنا چاہیے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much Durrani Sahib.

جناب محمد علی درانی: اور اس سے قوم کو نجات دلانی چاہیے۔ اس تقریر کو ختم کرتے ہوئے میں یہ بات کہوں گا جناب! یہ بہت اہم نکتہ ہے اس کے لئے اگر آپ کو extra time بھی دینا پڑے تو ضرور دیں چونکہ آج تک اس floor کے اوپر اس پر بحث نہیں ہوئی وہ مسئلہ یہ ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اپوزیشن کو بڑا objection ہو گا۔

جناب محمد علی درانی: اپوزیشن کو ہوگا مجھے بھی ان پر objection ہے کہ وہ پہلے بہت بول چکے ہیں۔ آپ جب کوئی positive چیزیں اور non repetitional acts کو آپ اس

میں ----

جناب قائم مقام چیئرمین : آپ وقت ضائع نہ کریں ۔ بولیں ۔ you have just thirty seconds.

جناب محمد علی درانی : میں جناب وزیرخزانہ کی یہ speech quote کروں گا " کہ تاہم ہمیں چاہیے کہ حکومت کے قرضے لینے کے اختیار پر کوئی حد لگائی جائے تاکہ ایک مخصوص حد سے زیادہ قرضے لینا ممکن نہ رہے اس مقصد کے لئے ہم نے اس معزز ایوان میں fiscal responsibility law کا draft پیش کیا ہے جو مستقبل میں حکومت کے قرضے لینے کے اختیار پر حد لگائے گا "میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا اقدام ہے جس کے نتیجے میں اس ملک کی آئندہ کی fiscal policies کو ان ایوانوں کے ماتحت کردیا گیا ہے۔ یہ وہ اقدام ہے جس کے نتیجے میں اس ملک کے اندر آئندہ کوئی بھی حکمران اس پوزیشن میں نہیں ہوگا کہ وہ عوام کو بتائے بغیر قرضہ لے اور اس کو اپنے بیرونی اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کردے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اقدام کے نتیجے میں ان Houses کو اور ان کے توسط سے اس ملک کے عوام کو وہ اختیار دیا گیا ہے جو گزشتہ چھپن سال میں انہیں نہیں دیا گیا تھا ۔یہ وہ اقدام ہے جس کے نتیجے میں ، میں یہ خواہش کرسکتا ہوں اور سوچ سکتا ہوں کہ انشاء اللہ مستقبل کے اندر اس ملک کو لوٹنے والے حکمران انشاء اللہ کچھ ایسا نہیں کرسکیں گے بلکہ اس کی جگہ اس ملک کے عوام کی خوشحالی کے لئے کام کرنے والے اور اس ملک کو خوشحال دیکھنے والے اس ملک کے اندر کارفرما ہوں گے ۔ شکریہ ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : درانی صاحب شکریہ۔ جی آپ کچھ بولنے والی ہیں ۔

مسز سعدیہ عباسی : I would like to expunge the remarks about the judiciary from his speech.

جناب قائم مقام چیئرمین : Judiciary میں آج آپ نے کچھ تھوڑی سی زیادتی نہیں کردی؟وہ کیا کہ

I thought somebody will object , I thought somebody will object but I thought it was accepted facts so, I did not say any thing.

جی ۔ میرے خیال میں expunge کردیں ۔ وہ judiciary کے remarks جو ہیں please expunge, Durrani sahib you can't...... گالی تو نہیں دے سکتے ۔

(مداخلت)

جناب محمد علی درانی: اگر ایسی کوئی limitation ہے تو میں کرلیتا ہوں ۔ دیکھیں جی میرے الفاظ تو expunge ہو جائیں گے لیکن public کے mind and brain میں سے یہ چیز expunge نہیں ہوسکتی ۔

Mr. Acting Chairman: I actually wanted to do that but I thought it is acceptable. All right,

نواب صاحب باری تو آپ کی ہے لیکن بلور صاحب نے request کی ہے کہ انہیں پہلے بولنے دیا جائے کیونکہ پتا نہیں کہتے ہیں کہ گالف کھیلنی ہے کہ کیا کرنا ہے ۔تو بلور صاحب بولیں۔

(مداخلت)

مسز سعدیہ عباسی: ہم تو اعتراض کرتے ہیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب وہ بیٹھے ہیں وکیل لوگ judiciary والے ۔ I did not object it is you who objected.

(مداخلت)

قائم مقام چیئرمین: جی وسیم صاحب ۔

Mr. Wasim Sajjad: Sir, I think it should be expunged because neither the constitution nor the rules allow to cast any aspersion.

Mr. Acting Chairman: It is derogatory remark. Raza you are a lawyer. It is derogatory remark.

Mian Raza Rabbani: Sir, it is not a derogatory remark: it is a statement of fact; it is not a derogatory remark.

Mr. Acting Chairman: It is statement of fact because you say

so I do not think that statements of .... No.No..

(Interruption)

Mr. Acting Chairman: There is no more room for it; sit down please.

میاں رضا ربانی: جناب پھر اس طرح تو you are killing motions in the chamber.

Mr. Acting Chairman: I am not killing any thing.

Mian Raza Rabbani: By you, I mean the chair, the chair is killing motions in the chamber, its killing questions in the chamber and now we are not even allowed to express our views on the floor of the House. Why are we sitting here?

جناب الیاس احمد بلور: شکریہ جناب چیئرمین' میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ یہ جو پچیس روپے لگائے گئے ہیں یہ صرف ٹیلی ویژن کارپوریشن کے ایم ڈی اور ان کے چیئرمینوں کو فائدہ دینے کے لئے لگائے گئے ہیں اور غریب آدمی کو اس سے اتنی زیادہ تکلیف ہوگی۔ ہر Bill میں آئے گا' کون واپڈا کے چکر لگائے گا کہ میرے پاس ٹی وی ہے یا نہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ 100 یونٹ سے زیادہ پر ہوگا۔ 100 یونٹ تو ایک پنکھا اور ایک بجلی کا بلب لگائیں تو مہینے میں لگ جاتا ہے۔ Mr. Chairman, they should be withdrawn اس کو عوامی بجٹ نہیں کہا جا سکتا ہے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ایک letter میرے ہاتھ میں آیا ہے جو پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن کا ہے جس میں ڈائریکٹر نے خود کہا ہے کہ پچھلے سال 48 ملین ہمارا profit تھا اس سال اسی period میں 343 ملین ہمیں نقصان ہوا ہے اور وہ 343 ملین نقصان پورا ہو سکتا تھا Indo Pak کی ایک CD آئی تھی وہ تیرہ کروڑ روپے میں لی گئی تھی۔ میں خوش قسمت ہوں کہ ایک آدھ منسٹر صاحب تو بیٹھے ہوئے ہیں یہ تیرہ کروڑ میں پی ٹی وی نے لی تھی۔ تیرہ کروڑ پر ان کو ملی تھی' انہوں نے تیرہ کروڑ پر Inter Flow دو اور کمپنیوں کو بیچ دی۔ میں یہ سمجھتا

ہوں کہ They should be on the record یہ انہوں نے بیچی اور یہ inter flow نے آگے پچپن کروڑ میں بیچی۔ ان کے Inter Flow والوں کے ساتھ کیا relation ہیں this Indo Pak CD) خود انہوں نے کیوں نہیں چلائی۔ ان کو خود چلانا چاہیے تھا یہ 43 کروڑ روپے دوسری کمپنیوں کو زیادہ کیوں دیا گیا۔ جیسے ہمارے دوست رانجھا صاحب نے کہا کہ Finance Bill میں انہوں نے punishment دی ہے ۔یہ بالکل illegal ہے Finance Bill میں No. 73. that was wrong اور میں نے move کیا ہے and I have gone to the Senate Committee and I have just given them کہ یہ بھی غلط ہے ' یہ بالکل ناجائز ہے ۔ یہ لوگوں کو پھنسانے کے لئے، لوگوں کو trap کرنے کے لئے کیا گیا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

(اس مرحلے پر پریذائیڈنگ آفیسر (جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھہیم) نے کرسی صدارت سنبھالی)

سب سے پہلے یہ ہے کہ You are welcome here اور یہ کہ جو چیئرمین صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے تھے ان کو بھی پتا تھا کہ پشاور میں کنٹونمنٹ میں گھسنے کے لئے ہمیں آرمی سے اپنی گاڑیوں کے نمبر سے پرمٹ لینے پڑتے ہیں۔ مجھے تو بہت افسوس ہے کہ یہ کون سی ایسی بات ہے even ہر ایک آدمی جو پشاور کنٹونمنٹ میں رہتے ہیں۔ ان کے گھر ہیں۔ پرمٹ لینے کے لئے بھی اتنی تکلیف ہوتی ہے تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ آرمی اتنی کیوں ڈرتی ہے، فوج کیوں ڈرتی ہے پھر کس سے ڈرتی ہے ۔ خدا کے لئے فوج کو اتنا ڈر تو نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ہمارے ملک کی فوج ہے، ہمارے دفاع کے لئے ہے، کیوں ڈرتی ہے۔

دوسری بات میں یہ ضرور کہوں گا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ this budget is business friendly budget, investment oriented budget میں اس بات پر وزیر خزانہ کو ضرور مبارکباد دوں گا اور چیئرمین سی بی آر کو اور کامرس وزیر کو ، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جو انہوں نے 469 items پر ڈیوٹی کم کی ہے اس پر کامرس منسٹر نے کافی ہمت کی ہے۔ جہاں تک agricultural implements کا تعلق ہے اس پر ڈیوٹی کم ہے یہ بھی بڑی خوش آئندہ بات ہے لیکن بدقسمتی سے جو ٹریکٹر پر انہوں نے کی ہے یہ غلط ہے۔ ٹریکٹر پر ایک سے لیکر سو ہارس پاور تک totally duty کم ہونی چاہیے تھی۔ ۳۰ ہارس پاور کے ٹریکٹر ہاتھ کے بنے ہوئے

ٹریکٹر تھے وہ کون چلاتا ہے اور سو ہارس پاور کے ٹریکٹر کوئی لاتا نہیں ہے! ایک تو اس بات پر بھی میں تھوڑا سا خوش ہوں کہ میرے دوست نے کل تقریر میں کہا کہ پریذیڈنٹ ہاؤس میں صدر صاحب نے کسان convention کیا - I am really happy کہ صدر صاحب نے کسانوں کی convention کی اور صدر صاحب نے ان کے لیے reforms کیے لیکن دوست نے کہا کہ صدر ہاؤس میں بیچارو پر کسان آئے تو میرے دوست! صدر ہاؤس میں کوئی غریب بندہ، زمیندار نہیں گیا۔ اس side پر بیٹھے ہوئے سارے وڈیرے، جاگیردار اور چوہدری گئے ہیں۔وہ لینڈ کروزروں میں گئے ہیں۔ کوئی ایسا بندہ نہیں تھا جو زمیندار بیچارہ پنجاب سے یا سندھ سے کوئی ہاری چادر لیکر آیا ہو، وہ کوئی نہیں گیا۔آپ ہاؤس میں یہ غلط باتیں نہ کریں۔

جہاں تک GDP 6.4 کا تعلق ہے ۔ میں اس پر اعتراض کرتا ہوں اور جس کا جی چاہے آ کر مجھ سے بحث کر لے کہ GDP 6.4 increase ہوئی نہیں ہے ۔ یہ 5.7 سے زیادہ increase نہیں ہے۔ آپ کی تین بڑی crops ہیں۔ نمبر۱ کاٹن ، نمبر۲ شوگر، نمبر۳ گندم ، ایک شوگر کے علاوہ باقی تو آپ کی crops totlly خراب گئی ہیں۔ کاٹن کتنی ہوئی ہے ۔ nine million bales آپ کی ہوئی ہیں۔ wheat بہت کم ہوئی ہے آپ کے پاس wheat reserve بھی نہیں تھے۔یہ باتیں کہنا کہ GDP 6.4 ہو گیا ہے، میں یہ کہتا ہوں کہ خدا کے لیے اس ملک کو ، اس پارلیمنٹ کو اچھے اور صحیح figure بتانے چاہئیں ، یہ بہت ضروری ہے ۔جہاںتک بجلی میں reduction کا تعلق ہے ۔ I really appreciate it کہ یہ اچھی reduction ہے لیکن انڈسٹری کے لیے ابھی کافی نہیں ہے ۔2005 میں جب ہم نے WTO کا مقابلہ کرنا ہے تو اس کی further reduction ہونی چاہیئے اور وہ reduction بہت ضروری ہے ۔ انڈسٹری میں جو مشینری duty free کی گئی ہے ، یہ بھی اچھی بات ہے میں اسے appreciate کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! جو چیزیں اچھی ہوں گی میں اسے aapreciate کروں گا اور جو غلط ہیں میں کہوں گا کہ میں ان کو چیلنج کرتا ہوں ۔ GDP کے اوپر جس دوست کا جی چاہے آ کر میرے ساتھ بحث کر لے۔پاکستان کی اس دفعہ GDP 6.4 نہیں ہے ۔ یہ غلط figures دیئے گئے ہیں۔ جہانتک منسٹر صاحب نے affluent plant کے متعلق اپنی تقریر میں کہا ہے اور آج درانی صاحب نے بھی کہا ہے میں یہ کہتا ہوں کہ یہ تقریر کا حصہ نہیں ہونا چاہیے ۔ ہر Industrial

Estate میں گورنمنٹ کو affluent plants خود لگانے چاہیئں اور وہ بڑے positive ہیں ورنہ اس ملک کی عوام pollution کے ہاتھوں تباہ ہو جائے گی۔دوسری بات یہ ہے کہ جس طریقے سے انڈیا میں سپریم کورٹ کے جج نے ایک suo moto action لے کر انہوں نے فیصلہ کر دیا کہ دہلی میں کوئی گاڑی بغیر CNG کے نہیں چلے گی ۔ اس طریقے سے ہمیں بھی کوئی ایسا law pass کرنا چاہیے کہ ہمارے ہاں اگر آپ پشاور میں آئیے تو شام چار پانچ بجے آپ کو اتنا دھواں ملے گا کہ سانس لینے کو جی نہیں چاہتا ۔ سانس لے نہیں سکتے ،جی کیا چاہتا ہے ۔ سانس لیتے تو ہیں لیکن لے نہیں سکتے ۔ دھواں اندر جاتا ہے ۔

Mr. Presiding Officer: Bilour Sahib, your time is going to be over.

Mr. Ilays Ahmad Bilour: No problem sir, I have not started even. People are sitting here. You can sit late.

secondly میں affluent plant کے بارے میں ، یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ وہ گورنمنٹ کو خالی اس پر خوش نہیں ہونا چاہیئے ۔ اب 202 billion جو PSDP رکھا گیا ہے ، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پچھلے سال سے زیادہ ہے لیکن میں یہ عرض ضرور کرنا چاہوں گا کہ اس میں میرے صوبے کا کوئی حصہ نہیں ہے ۔ میرے صوبے کے لیے ایک پراجیکٹ بھی نہیں ہے اور یہ جو ایک رپورٹ آئی ہے جس میں points دیئے گئے ہیں اس میں page 4137 کے اوپر ۲۰ نمبر جو ہے ، اس میں لکھا ہوا ہے ۔ میں زیادہ پڑھنا نہیں چاہتا کیونکہ time ضائع ہوتا ہے ۔ ۲۰ نمبر میں یہاں بھی ایک بلین روپے ڈیفنس ڈویژن کو دیا گیا ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہم 2002 دے رہے ہیں اور بنگلہ دیش نے 2220 ٹکہ دیا ہے ، اپنے PSDP کے لیے ۔بنگلہ دیش جس کو ہمارے دوست جب ملک توڑ رہے تھے اس وقت کہہ رہے تھے کہ بنگلہ دیش ہمیں کھا گیا ۔ وہ اپنے PSDP کے لیے 2220 ملین ٹکہ دے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے صوبے کے لیے کوئی mega project نہیں ہے ۔ یہ میرے ساتھ بہت ظلم ہے ۔ہاں میں اپنے دوستوں کو چیلنج کرتا ہوں درانی صاحب کو ، دوسرے باقی جو دوست ہیں وہ مجھے بتائیں کہ human development index

میں اس ملک کا کتنا نمبر ہے۔ ۱۴۳ ممالک ہم سے اوپر ہیں۔ our number is 144 in Human Development index. اس میں ہمارے ملک کا ۱۴۴ واں نمبر ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ آپ development کر رہے ہیں۔ میں اس پر بات کروں گا ' اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تعلیم کے لئے انہوں نے 13 billion دیے ہیں۔ صحت کے لئے 6 billion دیے ہیں اور پاپولیشن ویلفئر کے لئے 2.6 billion دیے ہیں۔ ان تینوں کو ملاکر تو ہمارا GDP جو ہے وہ 955 billion ہے۔ آپ نے 0.5 فیصد GDP دیا ہے ان تین items کے لئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تین items کے لئے 0.5% جو ہے یہ تو افریقہ کے جو ممالک ہیں ان کا بھی یہ rate نہیں ہے۔ یہ بہت اہم چیزیں ہیں۔

جناب چیئرمین! دوسرا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ اور تھوڑے سے غلط figures دیے گئے ہیں جو جناب وزیر خزانہ کے پچھلے سال کی تقریر میں یہ کہا گیا تھا کہ ہمارے جو loans ہیں وہ 35.7 billion ہیں وہ تقریر میرے پاس پڑی ہے میں آپ کو دکھا سکتا ہوں۔ اس تقریر میں یہ کہا گیا ہے کہ ہم نے loans کم کئے ہیں 35.8 billion ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ 100 million is not a big amount. لیکن یہ ہے کہ غلط figures نہیں دینے چاہئیں۔ ہمیں کوئی شک نہیں ہے کہ 1.6 billion ہم نے reduce بھی کیا ہے۔ جہاں تک گوادر کا تعلق ہے۔ میں گوادر کے متعلق ایک بات ضرور کہنا چاہتا ہوں۔ جس طرح یہ گوادر گوادر کر رہے ہیں اور ہمارے بلوچستان کے دوستوں کو یہ دکھا رہے ہیں۔ سب سے پہلے میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ گوادر کو free economic zone کہہ رہے ہیں۔ اس کا ایک time frame fix کریں' کتنے عرصے تک یہ free zone ہوگا؟ کیا یہ رہتا رہے گا یا پھر یہ بلوچستان کے بھائیوں کا وہی گدون امازئی کی طرح حشر ہوگا جس طرح گدون امازئی کو بند کر دیا اور آج وہ انڈسٹری کا قبرستان بنا ہوا ہے۔ میں دوسری بات یہ کہتا ہوں کہ government کے پاس will نہیں ہے کوئی writ of the government نہیں ہے کہ وہ smuggling کو روک سکے۔ اگرگوادر کو آپ free industrial zone بناتے ہیں تو free industrial zone کے بعد یہ سارا مال ' سارے پاکستان میں آئے گا اور پاکستان کے local industrialists پھر شور مچائیں گے۔ تو آپ قوم کو بے وقوف کیوں بنا رہے ہیں۔ اللہ کا واسطہ ہے خدا کا خوف کریں یہ گوادر کے لئے کوئی time بھی

fix کریں۔

جہاں تک گندم کا تعلق ہے۔ میں افسوس سے کہتا ہوں کہ گندم جو ہے۔ MINFA government کا ایک ادارہ ہے جو ہمیشہ گندم import کرتا رہا ہے right from the beginning جب سے creation of Pakistan ہوئی ہے لیکن یہ پہلی دفعہ ہے کہ گندم import کرنے کے لئے PASSCO کو دی گئی ہے۔ PASSCO کے پاس کچھ نہیں ہے۔ آج PASSCO کے بعد نیا فیصلہ کیا گیا ہے کہ گندم TCP import کرے گا۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ TCP کی کیا value ہے کس طرح import کریں گے؟

Mr. Presiding Officer: Bilour Sahib, wind up please.

جناب الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! MINFA کو experience ہے۔ I am so grateful to you. میں سمجھتا ہوں کہ جس کا کام اسی کو ساجھے۔ پچھلے سال بھی جو گندم کی قلت آئی ہے اور پاکستان میں آٹے کا ریٹ ۲۲۰ روپے پشاور، بلوچستان اور کراچی میں بکا ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ کہاں کمی ہوئی ہے؟ مجھے بتائیں کہ کیا نہیں بکا ہے؟ آج گندم کی پالیسی کیا ہے؟ صوبہ سرحد کی، پختونخواہ کی، سندھ اور بلوچستان کی ساری ملیں بند ہیں اور پنجاب سے آٹا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے بھائیوں کو یہ چاہیے کہ آٹا بھیجنے کی بجائے تندور بنالیں اور ہمیں پکی پکائی روٹیاں بھیجیں۔ تندور والوں کی کمائی بھی وہ کھالیں۔ ہماری تو ساری ملیں بند ہیں۔

جناب جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ conclusion ہے۔

جناب الیاس احمد بلور: اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ راستہ تو یہ ہے کہ جس طرح جنرل مشرف صاحب نے 2000 میں announce کیا تھا کہ Everything will be free and trade will be free, no restriction. اور یہ ہمارے Constitution کے Article 151 میں categorically لکھا گیا ہے کہ

no province can have, even Cabinet can't have even President can'thave this restriction but only Parliament.

Parliament سے مراد یہ ہے کہ دونوں کا joint session ہوگا تب آپ کسی movement پر پابندی لگائیں گے۔ جناب چیئرمین! اتنے غیر قانونی کام کئے جا رہے ہیں۔

Mr. Presiding Officer:Bilour Sahib, you have only 30 seconds.

Mr. Ilyas Ahmed Bilour: Sir, I understand that the Finance Minister of Pakistan did not have much funds.

جہاں تک آرمی کے pension کا تعلق ہے۔ میرے دوستوں نے بات کی ہے میں وہ repeat نہیں کروں گا، میں دوسری بات کروں گا۔ آرمی کا جو pension ہے اگر آرمی کے بجٹ سے نہیں دیا جاتا تو خدارا وہ فوجی فاونڈیشن سے دیا جائے۔ فوجی فاونڈیشن کے پاس billions of rupees ہیں۔ ہر چیز کا کاروبار وہ کرتے ہیں۔ شوگر ملیں، سیمنٹ فیکٹریاں اور fertilizer ان کے پاس ہے، سب کچھ ان کے پاس ہے۔ آرمی کا جو pension ہے وہ کم از کم فوجی فاونڈیشن سے دیا جائے۔ جہاں تک 5 years plan کا تعلق ہے تو

it is a very good thing

Mr. Presiding Officer: We do not have the time for it.

Mr. Ilyas Ahmad Bilour: I am sorry, sir, one second.

جو Five Years Plan کے بارے میں Finance Minister نے کہا ہے، it is very appreciable لیکن خدا را! وہاں Deputy Chairman کون بیٹھا ہوا ہے، یہ بھی تو دیکھیں، کہیں حفیظ پاشا جیسا آدمی، کہیں IPA کا Ex-Principal منگوائیں، LUMS سے منگوائیں، ہمارے Frontier سے Economist کو منگوائیں، ان کو بٹھائیں۔ وہاں پر بیٹھے ہوئے اس آدمی کا case اگر Engineering Board میں دیا جائے، اس نے جو کچھ گھپلے کئے ہیں، آپ ان کو دیکھیں۔ وہ کون ہے؟ ایک retired officer بیٹھا ہوا ہے۔ آپ اچھا کرتے ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو positively چاروں صوبوں کے economists کو بلا کر Five Years Plan بنایا جائے۔ الحمد للہ ہمارے پاس بہت economists ہیں، LUMS میں سے آدمیوں کو بلائیں، IPA کے آدمی بلائیں، ایک retired bureaucrat.....

Mr. Presiding Officer: Bilour sahib, we have gone away, beyond your time.

Mr. Ilyas Ahmad Bilour: Sir, just one second.

Mr. Presiding Officer: No, no, Durrani sahib has been compensative.

جناب الیاس احمد بلور: ایک one second sir, میری ایک عرض ہے۔ میں نے ابھی پندرہ منٹ بھی نہیں لئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کے پندرہ سے سولہ منٹ ہو گئے ہیں، you got 30 seconds at least, I will shut your mike otherwise

جناب الیاس احمد بلور: جناب بہت شکریہ۔ میں یہ عرض کرتا کہ Planning Commission can be اس کو rebuild کرنا چاہیے اور Five Years Plan بنانا بہت اچھی بات ہے لیکن کوئی positive آدمی بیٹھے ہوں جو uprighteous قسم کے آدمی ہوں، آپ اس کے Deputy Chairman بن جائیں اور بن جائے، کسی کو بنائیں جو سمجھتا ہو، اس کو بنائیں، ایک retired آدمی کو بٹھا کر-----

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Abida Saif sahiba.

عابدہ سیف صاحبہ please, بولیں۔ بلور صاحب thank you very much, very good speech, thank you. ہم نے ابھی تک یہاں پر ایسی ریت نہیں نبھائی ہے، جب یہ شروع ہو گئی ہے تو پھر کریں گے۔

مسز عابدہ سیف (ایڈوکیٹ): شکریہ جناب چیئرمین۔ سب سے پہلے میں وزیر اعظم جناب ظفر اللہ خان جمالی، وفاقی کابینہ خصوصاً شوکت عزیز صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ایک نہایت متوازن، business friendly, اقتصادی اور معاشی ترقی کے حصول کے لئے ایک بہترین بجٹ پیش کیا۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ کی اہم بات تعلیمی شعبہ کے لئے مختص کی گئی، وہ 13 ارب روپے کی رقم ہے۔ پچھلے سال یہ رقم 6 ارب روپے تھی یعنی تعلیم کے شعبے میں 134 فیصد اضافہ کیا گیا ہے جوکہ خوش آئندبات ہے اور اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ حکومت تعلیم کے شعبے پر خصوصی توجہ دی رہی ہے۔ یقیناً اس اقدام سے تعلیمی میدان میں ترقی ہو گی اور شرح خواندگی جو ماہرین کے مطابق 35 فیصد ہے، اس میں اضافہ ہو گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ تعلیم یافتہ قومیں ہی جلد ترقی کرتی ہیں، میں آپ کے توسط سے یہ بات کہنا چاہوں گی کہ ہمارے ملک میں رائج دوہرے اور طبقاتی نظام تعلیم کو ختم کرکے، یکساں نظام تعلیم رائج کیا جائے تاکہ 98 فیصد عوام کے احساس محرومی کو ختم کیا جاسکے۔

جناب چیئرمین! پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے اور اس کی دیہی آبادی جو ملک کی آبادی کا ایک بڑا حصہ ہے اور زراعت سے وابستہ ہے۔ اس اکثریتی غریب آبادی کو صدر جنرل پرویز مشرف نے خصوصی زرعی package کے ذریعے relief دینے کا بندوبست کیا۔ بعد ازاں اس خصوصی package کو زیر بحث بجٹ کا حصہ بنا دیا گیا۔ اس package کے ذریعے زراعت سے وابستہ لوگوں کو زرعی قرضوں کے حصول کے لئے سہولت مہیا کی گئی ہے، mark up یعنی شرح سود 14 فیصد سے کم کر کے 9 فیصد کر دی کی گئی ہے ۔ زرعی ساز و سامان کی قیمتوں میں نمایاں کم کی گئی ہے، زرعی ادویات کی قیمتیں کم کی گئی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ آبپاشی کی سہولتیں بہتر بنانے کے لئے کھالوں کی پختگی کا ایک crash programme بھی شروع کر دیا جائے گا۔ حکومت کے ان اقدامات سے زراعت اور زرعی شعبے میں نمایاں ترقی کی توقع ہے اور یہ بھی امید ہے کہ زراعت سے وابستہ غریب لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس سے مستفید ہو گی۔

جناب چیئرمین! صحت کے شعبے میں 6 ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو پچھلے سال سے زیادہ ہے جوکہ یقیناً ایک اچھا اقدام ہے۔ جیساکہ میں نے پچھلی بجٹ تقریر میں کہا تھا کہ پاکستان میں سرکاری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی حالت انتہائی دگر گوں ہے جو کہ اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ اس شعبے میں مزید رقم کا اضافہ درکار ہے لہٰذا میری رائے اب بھی یہی ہے کہ صحت کے شعبے میں ایک بار پھر نظرثانی کی جائے کیونکہ جان ہے تو جہان ہے۔

جناب چیئرمین! موجودہ بجٹ، اقتصادی اصلاحات اور معاشی پالیسیوں میں تسلسل کی ایک کڑی ہے۔ یہ بجٹ جو اقتصادی اصلاحات اور معاشی ترقی کا ضامن ہے اور اس بجٹ کے تحت نہ صرف یہ کہ اقتصادی ترقی کی رفتار تیز ہو گی بلکہ معیشت بھی مستحکم ہو گی۔ بیرونی سرمایہ کاروں کی دلچسپی پاکستان میں سرمایہ کاری کے لئے بڑھے گی۔ یہ ایسے دوررس اقدامات ہیں جن کے ذریعے مستقبل میں پاکستان میں بیروزگار افراد کے لئے روزگار کے لیے بے پناہ مواقع پیدا ہوں گے اور جیسا کہ وزیر خزانہ شوکت عزیز صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا ہے کہ تقریباً دس لاکھ افراد کے لئے روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔ اس کے علاوہ 127000 پاکستانیوں کو بیرون ملک روزگار دلانے میں بھی مدد کی جائے گی۔ لہذا اس بجٹ اور حکومتی اقدامات سے اس ملک کے بیروزگاروں کو کسی حد تک نئے مالی سال کے دوران روزگار مہیا کر دیا جائے گا اور امید ہے کہ بیروزگاروں میں بڑھتی ہوئی frustration کو کسی حد تک control کیا جا سکے گا اور غربت بھی کم ہو گی۔

جناب چیئرمین! یوں تو بجٹ میں تعلیم کے لئے بڑی رقم مختص کی گئی ہے جو کہ خوش آئند ہے، ایک نعمت ہے، جس سے امید ہے کہ شرح خواندگی میں مزید اضافہ ہو گا اور شرح خواندگی میں اضافہ حکومتی پالیسی کا حصہ ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ Computer literacy میں اضافہ کرنا بھی حکومتی پالیسی کا حصہ ہے۔ پچھلے دو سالوں میں اس شعبے میں خاطرخواہ کامیابی بھی حاصل کی گئی ہیں لیکن اب کمپیوٹر مصنوعات کی درآمد پر 5 فیصد، Central Excise Duty کا نفاذ کمپیوٹر مصنوعات کو مہنگا کرنے کا سبب بنے گا اور یوں متوسط طبقے کے لوگوں کی اس field میں حوصلہ شکنی ہو گی اور بڑھتی ہوئی Computer literacy ایک دم سے انحطاط کا شکار ہو جائے گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کمپیوٹر مصنوعات کی درآمد پر 5 فیصد، PED کے نفاذ پر نظرثانی کی جائے۔ لہذا میں اس ہاؤس کے ذریعے سفارش کرتی ہوں کہ کمپیوٹر مصنوعات پر ڈیوٹی کے فیصلے کو واپس لیا جائے تا کہ غریب اور متوسط طبقے کی Computer literacy م کے حوالے سے حوصلہ شکنی نہ ہو اور Computer literacy ملکی شرح میں اضافہ ہوتا رہے۔

جناب چیئرمین! سرکاری ملازمین کی مکمل تنخواہوں میں 15% مہنگائی الاؤنس کے اضافے سے یقیناً غریب کے آنسو پونچھے جا سکتے ہیں لیکن اگر گریڈ ایک سے 15 گریڈ تک کے ملازمین کو 15 کی بجائے 20% مہنگائی الاؤنس دیا جائے تو یہ اضافہ یقیناً مہنگائی سے relief کا ایک خصوصی

اہتمام ہو گا۔ ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن میں 8 سے 16 فیصد اضافہ کیا گیا ہے جو کہ ایک خوش آئند اقدام ہے لیکن ان ریٹائرڈ ملازمین اور ان کی بیواؤں کے پاس کوئی اور source of income نہیں ہوتا لہذا تمام ریٹائرڈ ملازمین اور ان کی بیواؤں کی پنشن میں یکساں 16 فیصد اضافہ کیا جائے تا کہ وہ اپنی زندگی بہتر انداز میں گزار سکیں۔

جناب چیئرمین! ترقیاتی پروگرام کے لئے 202 ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ پچھلے بجٹ کے 160 ارب کے مقابلے میں 20% زیادہ ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ 5.4 ارب روپے تعمیر پاکستان کے لئے رکھے گئے ہیں، پچھلے سال یہ رقم 4 ارب روپے تھی یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس مد میں 38% اضافہ کیا گیا ہے جس سے ہماری اقتصادی اور معاشی ترقی میں تیزی پیدا ہو گی اور اس کے ثمرات متوسط طبقے کو مستقبل قریب میں حاصل ہوں گے۔ یہ ایک خوش آئند اقدام ہے۔

جناب چیئرمین! 2004ء کو ہم IMF سے نجات کا سال بھی قرار دے سکتے ہیں، پچھلے 4 یا 5 سالوں کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ وزیر خزانہ اس پوزیشن میں تھے کہ اقتصادی اصلاحات اور معاشی حکمت عملی کا فیصلہ آزادی سے کر سکتے تھے اور انہوں نے ایسا کیا بھی۔ یہ پہلا موقع ہے کہ IMF کی جانب سے ہماری معاشی اور اقتصادی پالیسیوں پر جو قدغن عائد تھی وہ تقریباً ختم ہو چکی ہے۔ لہٰذا اس بجٹ کے ذریعے ایسی اقتصادی، معاشی اصلاحات کا نفاذ عمل میں آیا ہے جس کے ذریعے اقتصادی ترقی کی رفتار تیز ہو گی اور اس کے ثمرات جلد نچلے طبقے تک پہنچ جائیں گے۔

جناب چیئرمین! NFC Award پر بہت کچھ کہا جا چکا ہے، میں صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ اس کا حل یہی ہے کہ محصولات کی تقسیم ادائیگیوں کے تناسب سے کی جائے یا پھر اس جھگڑے کو ختم کرنے کے لئے تمام صوبوں کو صوبائی خودمختاری دے دی جائےجو کہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! موجودہ بجٹ اقتصادی ترقی کی رفتار تیز کرنے اورمعیشت کی ترقی اور استحکام میں نہایت اہم کردار ادا کرے گا لیکن موجودہ دور کی معاشی دنیا کا یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ اقتصادی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے کے ساتھ ساتھ آدمی کو فائدہ نہیں پہنچایا جاتا لیکن موجودہ حکومت نے صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کی قیادت اور شوکت عزیز وزیر خزانہ کے ماہرانہ

معاشی اقدامات نے موجودہ بجٹ کو اس طرح سے design کیا ہے کہ اقتصادی ترقی کی رفتار بھی تیز ہو اور عام آدمی کو بھی کسی حد تک اس کے ثمرات پہنچیں یعنی عام آدمی کی تکالیف مکمل نہ سہی لیکن کسی حد تک کم ہوں اور یہ ایک انتہائی خوش آئند امر ہے کیونکہ اقتصادی ترقی تسلسل ہی کے ذریعے حاصل کی جا سکتی ہے اور امید ہے کہ اگر یہ تسلسل چند سال اور قائم رہا تو پاکستان کو اقتصادی اور معاشی طور پر نہایت مستحکم پائیں گے اور پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی ریاست نہ بنا سکیں ، ایک ایسی ریاست کہ جہاں عام آدمی کی تعلیم ، صحت، روزگار اور ہر بنیادی ضرورت کی ذمہ دار ریاست ہوتی ہے۔ آخر میں میں یہی کہوں گی کہ اچھے کی امید کرنی چاہیے کہ امید پر دنیا قائم ہے اور بقول شاعر مشرق علامہ اقبال ، انہوں نے خوب کہا ہے کہ

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

شکریہ ، پاکستان پائندہ باد۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : Thank you very much لگتا ہے آپ کے نوٹس کچھ زیادہ لمبے تھے۔ متین شاہ صاحب۔

جناب متین شاہ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، شکریہ جناب چیئرمین ! کہ آپ نے مجھے بجٹ 2004-2005 پر بولنے کا موقع دیا ۔ بجٹ ہر سال آتے رہتے ہیں ۔ ایوان میں دونوں طرف سے بجٹ پر تقریریں ہوتی رہتی ہیں مگر بدقسمتی سے حکومت نے خاطرخواہ توجہ نہیں دی ۔ بات رہی غریب عوام کی ، ان کی بھوک ، افلاس ، دکھ ، درد اس کے مداوے کے لئے حکومت کے بلند و بانگ دعووں کے ساتھ پندرہ فیصد relief کو ایک ممتاز کارنامے سے تعبیر کیا جا رہا ہے ۔

جناب چیئرمین ! میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے رہنے والوں میں سے 95 فیصد عوام گریڈ ایک سے لے کر گیارہ تک ملازمت سے منسلک ہیں اور عوام کی اتنی کثیر تعداد کے لئے صرف پندرہ فیصد relief حکومت کا کارنامہ نہیں بلکہ عوام کی توہین ہے ۔ جناب والا! یہی لوگ اپنی قلیل تنخواہوں میں جو بمشکل پانچ یا سات ہزار بنتی ہے اس میں بجلی ، گیس ، رہائش ، صحت اور بچوں کی تعلیم کا خرچہ برداشت کرتے ہیں یا کثیرالعیال کنبے کے افراد کے کھانے کا خرچ برداشت کرتے ہیں۔ جناب والا ! اگر ہم ایک وفاقی بجٹ سے یہ بھی توقع نہیں کر سکتے تو پھر یہ

بجٹ عوام کا دوست بجٹ نہیں ہے۔

جناب والا! فاٹا کے حوالے سے وزیر خزانہ کے 92 صفحات پر مشتمل بجٹ میں فاٹا کا صرف لفظ بھی موجود نہیں ہے۔ اگر کہیں ذکر ہوا ہے تو وہ بھی کچھ اس طرح کہ بجٹ کے صفحہ 55 پر ٹی وی سیٹ رکھنے والے افراد پر لمبی قطار بنانے کی بجائے 25 روپے ماہانہ فیس بارہ مساوی قسطوں میں وصول کی جائے گی۔ مزید کہا ہے کہ یہ سکیم فاٹا پر لاگو نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میں کہنا چاہتا ہوں کہ کوئی فاٹا میں آئے تو سہی، وہاں بجلی نہیں ہے، وہاں گیس نہیں ہے، road نہیں ہے، سکول، ہسپتال نہیں ہے، پانی کی بوند بوند کے لئے وہاں کے عوام ترستے ہیں اور وہاں کے عوام، ٹی وی، موبائل وغیرہ جانتے تک بھی نہیں اور یہاں ہم پر احسان جتاتے ہوئے مذاق اڑایا جارہا ہے کہ فاٹا پر یہ سکیم لاگو نہیں ہے۔

جناب والا! فاٹا بھی اس ملک کا حصہ ہے۔ فاٹا والوں کو اگر relief دیتے ہیں تو ایسے مسائل میں دیں کہ عوام کی جو مشکلات ہیں وہ حل ہو جائیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ متین شاہ صاحب۔ طاہرہ لطیف صاحبہ۔

مسز طاہرہ لطیف: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ Respected Chairman, ملک کے موجودہ سیاسی، معاشی، اور اقتصادی حالات کے پیش نظر یہ بجٹ مثالی اورمتوازن ہے جس سے غریب عوام کو relief ملے گا۔ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ اکتوبر 1999 میں جب فوج نے اقتدارسنبھالا تو اس وقت ملک کے حالات انتہائی خراب تھے۔ ایک طرف بدانتظامی اور corruption تھی تو دوسری طرف مالی بحران کا سامنا تھا اور ملک قرضوں کے بوجھ تلے جکڑا جا چکا تھا۔ پچھلی حکومت نے "ملک سنوارو، قرض اتارو" کے کھوکھلے نعرے لگائے اور لوگوں کے ڈالر بھی freeze کر دیئے گئے تھے اور قرض اترنے کی بجائے ملک دیوالیہ ہونے کے قریب پہنچ گیا تھا۔

جناب چیئرمین! جب کہ موجودہ حکومت نے 2 ارب 70 کروڑ ڈالر کا قرض اتارا اور reserve میں بھی 12 ارب ڈالر ہے بلکہ اس سے بھی تجاوز کر گیا ہے جس کے لئے میں وزیر خزانہ شوکت عزیز صاحب کو ایک اعلیٰ متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اس بجٹ میں صنعت اور تجارت سے وابستہ لوگوں کو کافی مراعات دی گئی ہیں خصوصاً کسانوں کے لئے

خصوصی مراعات کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس طرح سے اس بجٹ کو ہم عوام دوست بجٹ کہہ سکتے ہیں۔ یہ کیسے کہتے ہیں کہ یہ عوام دوست بجٹ نہیں ہے۔ اس میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 15% اضافہ کیا گیا ہے، دیگر مراعات خوش آئند ہیں۔ اس طرح پنشن میں بھی خاطر خواہ اضافہ کیا گیا ہے۔ بجلی کے نرخوں میں کمی کی گئی ہے۔ نئی کاروں کی duty میں کمی کی گئی ہے۔ بزرگ شہریوں کے لئے مراعات کا اعلان کیا گیا ہے۔ عمارتی، تعمیراتی سامان کی قیمتوں میں کمی گئی ہے۔ یہ تمام ایسے اقدامات ہیں جن سے ملک میں سرمایہ کاری بڑھے گی اور بیروزگاری دور ہو گی اور غربت میں مزید کمی واقع ہو گی۔ اس موقع پر میں صدر مملکت جنرل پرویز مشرف کا ذکر کرنا چاہوں گی جنہوں نے خصوصی طور پر زرعی شعبہ کے لئے وسیع مراعات دینے کا اعلان کیا ہے اور اس بجٹ میں زرعی قرضوں پر سود میں 5% کمی، آلات پر تمام قسم کے ٹیکس ختم کر دیئے گئے ہیں۔ ٹریکٹروں کی درآمد پر 10% مزید duty ادا کرنی ہوگی۔ کھاد کی قیمت میں 100 روپے فی بوری کمی کی گئی ہے۔ اس طرح قرضہ کی واپسی پر تاخیر میں کاشتکار کی گرفتاری کا حکم واپس لے لیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! ان تمام اقدامات اور مراعات سے یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان میں سبز انقلاب آئے گا اور پاکستان حقیقی معنوں میں ترقی یافتہ زرعی ملک بن جائے گا۔ صدر مملکت اور وزیر خزانہ کے ان اقدامات کے باوجود، Opposition ان کی صلاحیتوں کو ماننے سے انکاری ہے اور ان کی مخالفت میں سوچے سمجھے بغیر بیانات جاری کیے جا رہے ہیں لیکن ہماری حکومت خصوصاً صدر مملکت کے حوصلے بلند ہیں اور ہم ان کے ساتھ ہیں۔ میرا پیغام صدر صاحب کے لیے ہو گا کہ

تندی باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

جناب چیئرمین! آخر میں میری چند تجاویز بھی ہیں۔ ان پر میں اپنی تقریر ختم کروں گی، آپ کو کہنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

میری پہلی تجویز یہ ہے کہ چائے کی درآمد پر duty کم کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ چائے کی کھپت کو کم کرنا چاہیے۔ دوسری بات، بڑی گاڑیوں پر duty کم نہ کی جائے بلکہ چھوٹی گاڑیوں کی قیمتوں میں کمی ہونی چاہیے تاکہ متوسط طبقے کے لوگ بھی گاڑی خرید سکیں۔

نمبر 3، ٹی وی لائسنس فیس بجلی کے ذریعے وصول کرنے کی تجویز ہے اس رقم کو اگر 25 روپے مہینہ سے بڑھا کر مزید پانچ یا دس روپے کا اضافہ کردیا جائے تو بجٹ کا خسارہ کافی کم ہوجائے گا۔ Mobile Phone connection fee Rs.1500/- کردی جائے کیونکہ یہ fees ایک ہی مرتبہ ادا کرنی ہوتی ہے۔ سرکاری ملازمین ایک پسا ہوا طبقہ ہے۔ آپ سب جانتے ہیں کہ تنخواہ میں 15% اضافہ، میں تو یہ کہتی ہوں کہ تنخواہوں میں مزید اضافہ کیا جانا چاہیے اور سرکاری گھروں میں رہنے والے ملازمین کی تنخواہوں سے جو 5% کٹوتی ہوتی ہے وہ نہیں کرنی چاہیے کیونکہ وہ پیسہ ان کے گھروں کی repair پر خرچ نہیں ہوتا بلکہ پتا نہیں کدھر جاتا ہے۔ اس سے کچھ نہ کچھ ان کو relief مل جائے گا۔ خواتین کی ترقی کے لیے مزید technical ادارے کھولنے چاہئیں کیونکہ آجکل کی عورتیں بھی کام کرنا چاہ رہی ہیں اور کام کر رہی ہیں، مردوں کے شانہ بشانہ کام کر رہی ہیں، اس لیے ان کے لیے technical ادارے کھولنے اور ان کی حوصلہ افزائی کرنا ضروری ہے اور اس دعا کے ساتھ میں اختتام کروں گی کہ "میرے پیارے وطن پاکستان کو اللہ تعالیٰ امن کا گہوارہ بنائے اور دنیا کے لیے مثالی ملک بنائے بلکہ پاکستان کو اللہ اسلام کا قلعہ بنائے"۔ آمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ طاہرہ لطیف صاحبہ۔ نواب صاحب۔

جناب ایاز خان مندوخیل: شکریہ جناب چیئرمین! میری ایک request ہے آپ سے۔ میں چاہتا تھا کہ ایک point of order پر ایک مسئلہ اٹھاؤں اور اس پر آپ سے بات کروں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایسی discussions میں point of order ہوتا نہیں ہے۔ اس کو بعد میں کسی وقت لے لیں گے۔

جناب ایاز خان مندوخیل: ایک مسئلہ ہے Sui Northern Gas کی طرف سے Rs.20000/- کا Bill میرے پیچھے بھیجا ہے۔ میں J09 میں رہتا ہوں تقریباً پچھلے سات مہینوں سے اور باقاعدگی سے جتنے بھی J09 Bill کے نام سے آئے ہیں وہ جمع ہو چکے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایاز صاحب میری بات سنیں۔ یہ personal matter ہے، میرے پاس chamber میں آجائیں، I will sort it out with you.

جناب ایاز خان مندوخیل: نہیں، اس کے ساتھ بہت سارے مسئلے ہیں۔ یعنی

ٹیلیفون کے لیے میں نے درخواست دی، ٹیلیفون کے لگنے سے ایک مہینہ پہلے سے bill آنا شروع ہوگئے، ابھی ٹیلیفون نہیں لگا تھا۔ پھر جب ٹیلیفون میں نے دو مہینے رکھا لیکن اس کو استعمال نہیں کیا لیکن پھر بھی -/Rs.1500 اور -/Rs.2000 کا bill آ رہا تھا۔ پھر میں نے درخواست دی کہ اس کو کاٹ دیں۔ ٹیلیفون کو کٹے ہوئے دو مہینے ہوچکے ہیں، کل بھی میرے پاس bill آیا ہے ٹیلیفون کا۔ اس کے علاوہ نہ وہاں پر ہمارے flats محفوظ ہیں، نہ وہاں پر ہماری گاڑیاں محفوظ ہیں، ان کے wheel caps نکالے جا رہے ہیں اور canteen کی حالت یہ ہے کہ جو rates پہلے تھے وہ اب double ہوچکے ہیں۔ یہ ہمارے Parliament Lodges کی حالت ہے جو کہ direct آپ کی ذمہ داری میں آتے ہیں۔ تو میرا یہ point of order ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ تو میں نے پہلی دفعہ سنا ہے ناں آپ سے۔ آپ ایسا کریں یہ سب لے آئیں میرے پاس

and let us sort it out; we will call a meeting of the House Committee and sort this out. Now, you please proceed with the discussion.

جناب ایاز خان مندوخیل: جناب چیئرمین! یہاں اس بجٹ پر اس لگثری بجٹ جو صرف VIPs کے لئے بنایا گیا ہے۔ ہمارے ساتھیوں نے باتیں کی ہیں۔ اچھی تجاویز بھی دی ہیں۔ اپنے ذہن میں جو ملک کی تکالیف تھیں وہ بھی بیان کی ہیں لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اس پر کہاں تک عمل ہوگا۔ ہم تو آتے ہیں، یہاں سے ٹی اے، ڈی اے لیتے ہیں، یہاں بولتے ہیں لیکن اس کا کتنا اثر ہوتا ہے؟ میرا یہ خیال نہیں کہ ہماری مثبت تجاویز کو حکومت بجٹ کا حصہ بنائے گی۔

جناب چیئرمین! مسائل اتنے زیادہ ہیں کہ جو points میں نے نوٹ کئے ہیں شاید یہ ایک گھنٹے میں بھی مکمل نہ ہوسکیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بارہ منٹ میں کرنے ہیں۔

جناب ایاز خان مندوخیل: کوشش کرتا ہوں۔ میں ان facts and figures میں نہیں جاتا۔ میں ان اعداد و شمار میں نہیں جاتا کیونکہ یہاں پر ماہر معاشیات اپوزیشن میں بیٹھے ہیں

نہیں جانتا ۔ میں ان اعداد و شمار میں نہیں جاتا کیونکہ یہاں پر ماہر معاشیات اپوزیشن میں بیٹھے ہیں انہوں نے اس پر بات کی ہے لیکن میں اپنے علاقے کے حوالے سے جو تجربہ ہے اس پر بات کروں گا ۔

ہمارا علاقہ اس ملک کی boundary پر ہے اور اس ملک کا حصہ ہے ۔ ہر حکمران اس ملک میں جب آیا ہے تو اس کا پہلا statement یہ ہوتا ہے کہ ماضی میں بلوچستان کے ساتھ بڑی زیادتیاں ہوئی ہیں ، اب ہم یہ تیر چلائیں گے ۔ اب ہم ان کی محرومیوں کا ازالہ کریں گے لیکن یہ بات وہیں رہ جاتی ہے ۔ ہمارا ازالہ ابھی تک نہیں ہوا ہے ۔ اب تو ہمارے کھاتے میں ، جب ہم بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ کو ہم نے وزیر اعظم دیا ہے ۔ ایک بھاری بھرکم وزیر اعظم دیا ہوا ہے لیکن ہمارے وزیراعظم صاحب کی حالت یہ ہے کہ ڈالا تو ہمارے کوٹے میں ہے ، ہمارے کھاتے میں ہے ، لیکن وہ براہ راست اسلام آباد سے ڈیرہ مراد جمالی تک ، انہوں نے اپنی وزیراعظمی ، ان کے وسائل سب ڈیرہ مراد جمالی تک محدود کئے ہوئے ہیں ۔ دوسری طرف ہمارا پورا province بشمول قاتا ، پچھلے سات آٹھ سال سے drought affected area ہے ۔ وہاں پر تقریباً ہمارا 95% livestock جس پر وہاں کے لوگ گزارہ کرتے تھے ، یہ تباہ اورختم ہو چکا ہے ۔ وہ لوگ جو livestock پالتے تھے ، وہ migrate ہوکر شہروں میں آگئے ۔

زراعت کی حالت یہ ہے ، کیونکہ ہمارا زرعی علاقہ ہے ۔ ہر سال پچیس سے تیس فٹ water table نیچے جا رہا ہے ۔ ہمارے پورے agriculture کا future زیادہ سے زیادہ آٹھ یا دس سال کا ہے کیونکہ پانی جس حساب سے جا رہا ہے اور نیچے rock ہے ۔ پانی اتنا رہ گیا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ آٹھ یا دس سال چلے گا ۔ ہماری زراعت کی زندگی یہی رہ گئی ہے یعنی livestock فارغ، زراعت فارغ لوگوں کی حالت یہ ہے بڑے شرم کی بات ہے ۔ کہ 2000ء میں دوکیس مجھے خود معلوم ہیں کہ غربت کی وجہ سے دو آدمیوں نے ایک نے اپنی آٹھ سال کی بیٹی دس ہزار روپے میں فروخت کی اور دوسرے نے تیرہ سال کی بیٹی دس ہزار روپے میں فروخت کی ۔ یعنی کتنے افسوس کی بات ہے ۔ غربت کی انتہا ہوچکی ہے لیکن ہمارے حکمران ، ہمارے وزیرخزانہ صاحب جو کہ باقاعدہ IMF کا ملازم ہے ۔ پیسہ اکٹھا کرنے میں بڑا ماہر ہے عوام کے بدن سے خون کا ایک ایک قطرہ نکال کر انہوں نے بڑا کام دکھایا reserves بڑھائے ۔ اچھا ہے اس نے

پیسہ جمع کیا ہے ہم پھر خرچ کرنا جانتے ہیں وہ ہمیں دے اور دیکھے ہم کیسے خرچ کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہمارے صوبے کی یہ حالت ہے کہ 58سال ہوئے اس ملک پاکستان کو بنے ہوئے۔ دو جڑواں صوبے شمالی پشتونخواہ اور ہمارا جو پشتون بلوچ صوبہ ہے جنوبی پشتونخواہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر! یہ پشتونخواہ کوئی صوبہ ہے!

جناب ایاز خان مندوخیل: ہمارے لئے ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اچھا، اچھا میں سمجھا کوئی officially ہے۔

جناب ایاز خان مندوخیل: تو یہ دو صوبے آپس by metal road link نہیں ہیں۔ by railway linkنہیں ہیں۔ ایک فوکر فلائٹ کچھ سال پہلے چلتی تھی ہفتے میں دو تین دن اس کو بھی درمیان میں بند کردیا۔ ابھی ہفتے میں ایک دفعہ چلتا ہے۔ یعنی ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہم دو صوبوں کو آپس میں نہیں ملایا جا رہا۔ ہمارے علاقے میں بڑی پیداوار سیب کی ہو رہی، ٹماٹر کی، گاجر کی یہ ساری پیداوار صرف دو تین منڈیوں میں جاتی ہے۔ لورالائی کے راستے ڈیرہ غازی خان، ملتان، لاہور۔ اگر یہ روڈ بن جائے، یہ سب سے shortest routeہے۔ ہمارے زمیندار کو پانچ چھ نئی منڈیاں مل جائیں گی اور ان کو اپنی پیداوار کی ایک اچھی قیمت مل جائے گی۔

جناب والا! پچھلے دس سال سے جب میں 1993میں ایم این اے تھا۔ اس وقت سے میں اس کے پیچھے پڑا ہوا ہوں لیکن اس سال میرے خیال میں دو ارب روپے اس کے لئے رکھے ہیں۔ جناب! ادھر سے باتیں ہو رہی ہیں کہ چھاؤنیاں بنائی جائیں بلوچستان میں چھاونیاں بنائی جائیں۔ بلوچستان کو پولیس کے حوالے کیا جائے۔ بلوچستان میں کون سی آفت آئی ہے کہ وہاں پر فوج کے لئے چھاونیاں بنائی جا رہی ہیں۔ وہاں پولیس راج قائم کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! ہم نے اس ملک سے انگریزوں کو نکالا۔ ہم نے قربانیاں دیں۔ اس لئے کہ اپنی دھرتی پر، اپنی مٹی پر آزادی کی زندگی گزارسکیں۔ لیکن ابھی تک ہمیں آزادی حاصل نہیں ہوئی۔ ابھی تک ہم اپنے علاقے میں غلامی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ انگریز جو سسٹم چھوڑ گیا تھا۔ ابھی جو ہمارے باریش، بزرگ لوگ ہیں اس کے پیچھے پشیمانی کر رہے ہیں۔ اس انگریز کے نظام کو واپس مانگ رہے ہیں۔ کیونکہ اس میں law and orderتھا، انصاف تھا۔

ایک ملک کو جمعدار لیویز کی پوسٹ دے دیتے تھے اور ان کی قوم میں سے پانچ لیویز کے سپاہی دے دیتے تھے وہ اپنے پورے علاقے کا ذمہ دار ہوتا تھا۔ چوری ہوتی، قتل ہوتا، پولیٹکل ایجنٹ اس کو بلا لیتا کہ میں یہ آپ سے مانگتا ہوں اس کے آپ ذمہ دار ہیں۔ ایک ہی دن میں وہ لوگ پکڑے جاتے تھے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ذرا wind up کرنا شروع کریں۔

جناب ایاز خان مندوخیل: ابھی تک 95% علاقہ levies کے under ہے، 5% پولیس کے پاس ہے۔ 95% بجٹ جو لاء اینڈ آرڈر پر خرچ ہوتا ہے اس میں سے 5% پولیس کے پاس ہے جو ان کو مل رہا ہے اور 95% area جو levies کے پاس ہے اس کو صرف 5% مل رہا ہے۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ حکمران کیوں اتنے بضد ہیں کہ ہمارے پورے علاقے کو وہ disturb کرنا چاہتے ہیں۔ ہاں! ٹھیک ہے levies کو refine کریں، تراش خراش کریں، Communication کا سسٹم، وائرلس سسٹم دیں لیکن اگر اس کو چھیڑا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے حالات سخت خراب ہوں گے۔

میری آپ سے گزارش ہے کہ ہمارا صوبہ زرعی صوبہ ہے۔ پچھلے تیس سالوں سے بے نظیر دور میں، پھر نواز شریف دور میں، کئی دفعہ ہم نے یہ درخواست کی کہ کوئٹہ شہر میں ایک food processing plant لگایا جائے۔ ہم پورے ملک کو سبزی دے رہے ہیں۔ میوے دے رہے ہیں اور دنیا کے اعلیٰ ترین قسم کے میوے دے رہے ہیں۔ ہم پھل، سبزیاں بھاری کرایہ ادا کرکے ہم پنجاب پہنچاتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بس یہ آخری مثال ہو۔

جناب ایاز خان مندوخیل: اعلیٰ قسم کی گاجر ہمارے علاقے میں، میری تحصیل میں ہوتی ہے۔ اس گاجر کی ایک تھیلی جو پچاس کلو کی ہوتی ہے یہ جب فیصل آباد پہنچتی ہے تو یہ ڈیڑھ سو سے دو سو روپے تک بکتی ہے۔ فیصل آباد میں ایک آدمی نے ایک چھوٹا سا equipment لگایا ہے، اس میں ڈال کر grading کر لیتا ہے، wash کر لیتا ہے پھر اس کو چار گتے کے چھوٹے cartons میں بند کر لیتا ہے۔ ہر شام کو ایک special flight شارجہ جاتی ہے۔ ان چار

cartons کا ایک تھیلہ سے بناتا ہے وہ اس فلائٹ سے شارجہ پہنچاتا ہے۔ وہاں پر ان کو چار cartons سے ایک ہزار روپیہ ملتا ہے۔ دو سو زمیندار کے نکالو، تین سو آپ خرچہ نکالو یعنی باقی پانچسو بچے ۔وہ چیز جس پر ہم چار مہینے محنت کرتے ہیں، اس کے جو محاصل ہیں، اصل آمدن ہے وہ کوئی اور کھاتا ہے۔ ہمیں یہ سہولت کیوں نہیں دی جاتی۔

Mr. Presiding Officer: Ayaz sahib, you have gone beyond time.

جناب ایاز خان مندوخیل : جناب ایک منٹ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : پھر ایک منٹ ہی ہو گا، زیادہ نہیں ہو گا۔

جناب ایاز خان مندوخیل : ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ سہولت کوئٹہ میں دی جائے۔ ہمیں کوئٹہ سے فلائٹ دی جائے۔ فیصل آباد سے شارجہ تک دو اڑھائی گھنٹے لگتے ہیں، کوئٹہ سے سوا گھنٹہ لگتا ہے۔ زمیندار کو کرایہ بھی کم پڑے گا۔ ٹرک کا کرایہ بھی کم پڑے گا اور ان کی پیداوار کی اصل قیمت ان کو ملے گی۔ اس ڈبیٹ کا فائدہ کیا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ کم از کم ایک مہینے اس اہم ایشو پرہمیں بات کرنے کا موقع دیا جاتا لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ وہ کہتے ہیں ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ یہ صرف دکھائی دیتے ہیں، کھانے والا جی ایچ کیو میں بیٹھا ہوا ہے۔

Mr. Presiding Officer: Ayaz Sahib, please, please Brohi Sahib

جناب محمد علی بروہی : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کرنے کا وقت دیا۔ پہلے تو میں بہت شکرگزار ہوں، صدر صاحب، وزیراعظم صاحب، شوکت عزیز صاحب کا کہ وہ ایک اچھا اورمتوازن بجٹ ایوان میں لائے ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ زرعی package دیا گیا ہے۔ ہیلتھ کے حوالے سے، ایجوکیشن کے حوالے سے وہ اچھا اورمتوازن package دیا گیا ہے اور انشاء اللہ گورنمنٹ کی طرف سے، صدر صاحب کی یہ policies ہیں جن کی وجہ سے تین چار سال میں ایک بجٹ آیا ہے اور ملک کے لیے اچھی تجاویز آئی ہیں جس سے انشاء اللہ بیروزگاری کچھ کم ہونے کی بھی امید ہے کیونکہ پاکستان میں کافی

بیروز گاری ہے وہ بھی ختم ہو جائے گی ۔جیسے shares میں CVT 1% ہے گزارش یہ ہے کہ اس کو اگر return کیا جائے تو بہتر ہے کہ cvt کے 1% shares کو withdraw کیا جائے ۔ rate of electricity KESC اور واپڈا کے ایک جیسے کیے جائیں۔ کراچی اور سندھ میں واپڈا اور KESC کے ریٹ میں کافی فرق ہے ۔

جناب عالی ! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہاں پر ہمارے مختلف ساتھیوں نے ،بجٹ کےحوالےسے تقریریں کی ہیں اور جو گورنمنٹ benches پر ہیں' ظاہری بات ہے انہوں نے گورنمنٹ کےحوالے سے کی ہیں' جو ہمارے دوسری ساتھی ہیں ' ان کی اچھی تجاویز بھی ہیں کچھ تنقید بھی ہے ۔ میں ان تمام ساتھیوں سے اپیل کروں گا کہ وہ اپنے ادوار میں بھی دیکھیں کہ ان کے ادوار میں جو بجٹ آئے تھے اور اس مرتبہ ہمارے منسٹر صاحب نے جو بجٹ دیا ہے اس میں کتنا فرق ہے ۔ اس دور میں غریبوں کے لیے کیا کیا گیا اور اب ان کی بہتری کے لیے جو کیا جا رہا ہے میں یہ چاہ رہا ہوں کہ positive تنقید ہونی چاہیئے اور اچھی چیز آنی چاہیئے مگر تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہیئے ۔ اچھی چیزیں یہ ہیں کہ ہم سب نے مل کر پاکستان کو مضبوط کرنا ہے ۔ ملک تب مضبوط ہوگا جب ہم اپنے ملک کی بہتری کے لیے مل کر کام کریں گے ۔ میں یہ کہوں گا کہ صوبہ سرحد میں جو گورنمنٹ ہے وہ اپنے آپ کو جمہوریت پسند تو کہلاتی ہے مگر آپ دیکھیں کہ وہاں پر مزدور کسان پارٹی والے پریس کانفرنس کرنے گئے تو ان کو مار مار کر صوبہ بدر کیا گیا۔ صوبہ سندھ کے گورنر کے خلاف باتیں کی جاتی ہیں جو دن رات محنت کر رہے ہیں۔ 98% غریب متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اس لیے اس کے خلاف بات کی جاتی ہے مگر جو جمہوریت پسندی کے چمپئین ہیں' جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بغیر اور کوئی جمہوریت پسند ہے ہی نہیں ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ایسا جو رویہ ہے کم از کم منافقانہ باتیں نہیں ہونی چاہیئں ۔ سیدھی اور realism or practicalism کی باتیں ہونی چاہئیں ۔ حقیقت پسندی اور سچائی کی باتیں ہونی چاہئیں ۔ سندھ میں سندھ کی گورنمنٹ نے اور گورنر صاحب نے وہاں کے حالات کے حوالے سے سندھ کے کام کے حوالے سے جتنے بھی کام کیے ہیں وہ آپ سب کے سامنے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ ابھی جو دہشت گرد پکڑے گئے ہیں وہاں امام علی رضا مسجد پر جو حملہ ہوا تھا اور کور کمانڈرصاحب پر تو ان کا تعلق بھی وزیر داخلہ صاحب نے اپنی تقریر میں بتا دیا تھا کہ یہ سب لوگ

وانا سے تعلق رکھتے ہیں۔

جناب چیئرمین ! میں گزارش کروں کہ ہم حقیقت پسند ہیں اور ہم نے ملک کو بنانا ہے ، ملک کو بچانا ہے ، ملک کی ترقی کے لیے کام کرنا ہے تو بہتر یہ ہے کہ مل جل کر ایک مکا بن جائیں ۔ تب جا کر ہم دشمن کو بتا سکتے ہیں ۔ اگر ہم تنقید برائے تنقید رکھیں گے اور حقیقت پسندی سے چیزوں کو نہیں دیکھیں گے اور کچھ ہم اپنے گریبان میں بھی جھانکیں ۔ ہم لوگوں نے کیا کیا ہے ۔ پچھلے ادوار میں کیا ہوتا رہا ہے ۔ اب جو اپنے آپ کو یہ سمجھتے ہیں کہ جمہوریت پسندی کے چمپئین ہم ہی ہیں وہ کم از کم یہ چیزیں تو دیکھیں کہ اس گورنمنٹ نے ، صدر صاحب نے ، پرائم منسٹر صاحب نے بڑی کوششوں اور کاوشوں سے ایک بڑی اچھی مملکت بنانے کے لیے ، پاکستان کی ترقی کے لیے کام کیا ہے ۔یہاں پر صحت میں percentage بڑی اچھی بڑھی ہے ۔ ایجوکیشن کے حوالے سے بھی یہ عرض کروں گا کہ ماشاء اللہ ایجوکیشن کی بہت اچھی increase ہوئی ہے لیکن اس کو تھوڑا اور increase کیا جائے ۔ میری رائے اور گزارش ہے کہ والدین کو پابند کیا جائے کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیم دلائیں جو غریب بچے ہیں۔ جو تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ کم از کم میٹرک تک تو ان کو پابند کیا جائے کہ فری ایجوکیشن کے حوالے سے گورنمنٹ نے جو پالیسی شروع کی ہے ۔ ہمارا سب کچھ تعلیم ہے ۔ تعلیم ہی انسان کا زیور ہے اور ملک تب ہی ترقی کرے گا جب یہاں پر تعلیم ہو گی ۔ ہمارے ملک کی پائیداری اسی چیز سے ہو گی۔

جناب چیئرمین ! میری چند گزارشات ہیں۔ وہ یہ ہیں جس طرح pension میں اضافہ کیا گیا ہے تو میں یہ کہوں گا کہ تمام ریٹائرڈ ملازمین کے لئے same percentage رکھی جائے تو بہتر ہوگا اور اس میں تھوڑا سا اضافہ بھی کر دیا جائے۔ بھنڈر صاحب نے بھی بات کی تھی اور رانجھا صاحب کی speech میں نےسنی ہے جس میں چند تجاویز بہت اچھی دی گئی ہیں۔ انہوں نے judiciary کے حوالے سے بھی بات کی تھی۔ اگر جنوری کے مہینے میں یہاں سینیٹ اور قومی اسمبلی میں بھی ساتھیوں سے بجٹ کے بارے میں discussion کی جائے تو یہ اچھی بات ہے۔ اگر اس طرح حکومت کو تجاویز دی جائیں۔ یہاں پر ہمارے جو ممبران ہیں اگر ان کو پہلے بٹھایا جائے اور ان سے مشورہ کیا جائے تو اچھا ہو گا۔

ہمارے ہاں senior citizens کے حوالے سے کوئی پالیسی نہیں ہے۔ میں حکومت

سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے ہاں جتنے senior citizens ہیں ان کو کم از کم ۵۰ فیصد رعایت دی جائے۔ ان کو کوئی حقوق نہیں مل رہے ہیں۔ خاص طور پر ان کو بسوں اور ریلوے وغیرہ میں رعایت دی جائے تاکہ ان کی کچھ نہ کچھ مدد ہو سکے۔ اسی طرح health کے حوالے سے بھی ان کی مدد کی ضرورت ہے کہ سرکاری اور نیم سرکاری ہسپتالوں میں ان کے لئے علاج معالجے کا بندوبست ہو۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہمارے ملک میں جو صنعتیں ہیں -----' اس ملک میں خدا تعالیٰ نے ہر چیز دی ہوئی ہے۔ یہ مالک کا احسان ہے کہ ہمارے ہاں ہر چیز ہے۔ ہم صرف یہ گزارش کریں گے کہ ملک کی ترقی اور پائیداری تب ہوگی جب ہم لوگ خود ایک ہو جائیں اور اس ملک کے امن کے لئے کوشش کریں۔ ہمارے ہاں بڑی بڑی تقاریر کی جاتی ہیں مگر عملی طور پر کچھ نہیں ہوتا۔ یہاں پر یہ اعتراض بھی کیا گیا کہ President Sahib نے ایوان صدر میں کسان کنونشن بلاکر پتا نہیں کیا کیا ہوگا۔ میں ان تمام ساتھیوں سے پوچھوں گا کہ آپ لوگوں نے اپنے ادوار میں کیا کیا ہے؟ کم از کم اپنا گریبان دیکھیں پھر اس کے بعد آپ جو بھی چیزیں ہیں ان پر بات کریں۔ آپ لوگ حقیقت پسندی سے کام لیں۔ جو کام اچھا ہو رہا ہے اور ملک کی بہتری کے لئے کام ہو رہا ہے------- میں یہ کہوں گا کہ کسان کنونشن میں جو زرعی پیکج دیا گیا ہے وہ بہت اچھا پیکج دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں اپنی تقریر ختم کر رہا ہوں لیکن میں ایک دفعہ پھر کہوں گا کہ Finance Minister شوکت عزیز صاحب نے جو بجٹ پیش کیا ہے وہ بہت اچھا ہے اور یہ غربت کے خاتمے کے لئے انشاء اللہ ثابت قدم رہے گا۔

Mr. Presiding Officer: Thank you so much. Barohi Sahib, you were very considerate in timing. Prof. Ibrahim Sahib.

پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! شکریہ۔

الحمد لله و کفیٰ و سلام علی عباده الذین اصطفیٰ اما بعد فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم۔ بسم الله الرحمٰن الرحیم۔ فامّا یاتینکم منی هدی فمن تبع هدای فلا یضل ولا یشقیٰ و من اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا و نحشره یوم القیمة اعمیٰ۔ قال رب

لم حشرتنی اعمیٰ و قد کنت بصیراً۔ قال کذٰلک اتتک ایٰتنا فنسیتہا و کذٰلک الیوم تنسٰی -

نہ دل بدلا نہ تم بدلے نہ دل کی آرزو بدلی
میں کیسے اعتبار انقلاب آسمان کر لوں

اس وقت اس بات کا اظہار دونوں اطراف سے ہوا کہ یہ پہلا بجٹ ہے کہ جس میں Opposition موجود ہے۔ گزشتہ سال Opposition موجود نہیں تھی۔ اس وقت ایک اچھے ماحول میں بحث ہو رہی ہے۔ میں اس ماحول کو تلخ نہیں بنانا چاہتا لیکن اس حقیقت کا اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر پچھلے سال Opposition موجود نہیں تھی اور ایک سال Opposition نے desk thumping پر گزارا تو اس کی ساری ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ سترھویں ترمیم اگر سال کے آغاز میں پاس کی جاتی تو نہ desk thumping کی ضرورت ہوتی اور نہ Opposition کو walk out اور boycott کی ضرورت پڑتی ۔ اس لئے اس کا طعنہ Opposition کو دینا درست نہیں ہے، بہرحال اس وقت Opposition بھی موجود ہے اور Treasury Benches بھی موجود ہیں۔ بجٹ کے حوالے سے میں عرض کروں گا کہ یہ انسانی دستاویز ہے اور انسانی کاوش عموماً نہ شر محض ہو تا ہے نہ خیر کلی ہو تا ہے، اس میں صحیح باتیں بھی ہوتی ہیں اور اس میں خامیاں بھی ہو سکتی ہیں۔ اس بجٹ میں بعض باتیں ایسی ہیں جن کو سراہا جا سکتا ہے لیکن بعض نکات ایسے ہیں کہ تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ میں شاید اس پر مکمل بحث نہ کر سکوں ، بہرحال چند چیزوں کیطرف توجہ دلانے کی کوشش ضرور کروں گا۔ وزیر خزانہ محترم نے اپنی تقریر میں یہ بات کہی کہ law and order اور image ایک دوسرے سے وابستہ ہیں، مجھے اس سے مکمل اتفاق ہے۔ جناب چوہدری محمد انور بھنڈر صاحب کی بھی اس بات سے مجھے اتفاق ہے کہ جس ماحول میں یہ بجٹ pass کیا گیا، ہماری سرحدیں اور ہم چاروں طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ میں مزید اضافہ کروں گا کہ اس وقت اندرون ملک اور بیرون ملک بھی انتہائی مخدوش حالات سے ہم گزر رہے ہیں، law and order situation بہت ہی serious ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس situation کو seriuous کس نے بنایا ہے؟ Law and order situation بین الاقوامی اور ملکی طور پر کیسے بنی ہے۔ جناب چیئرمین! America کی پوری دنیا

میں بدمعاشی ہے اور اس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا' اس وقت Bush administration ڈوب رہی ہے اور اپنی بدمعاشیوں کے نتیجے میں ڈوب رہی ہے۔ ہم اس بات پر بغلیں بجا رہے ہیں کہ ہمیں non NATO allies status دے دیا گیا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ America جس کا دوست ہو پھر اس کو شاید کسی دشمن کی ضرورت نہ رہے۔ اس لئے اس بات پر ہمیں خوش نہیں ہونا چاہیے کہ America نے ہمیں اپنا دوست بنا لیا ہے۔ America کے اصل دوست اسرائیل اور ہندوستان ہیں اور یہ triangle of the evil ہے اور اس نے پوری دنیا کے law and order کو جکڑ رکھا ہے اور ملک میں جو صورت حال ہے' وہ اسی وجہ ہے کہ ہم America کے دوست بنے ہوئے ہیں۔ America کی دوستی میں ہم WANA operation کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین صاحب! میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ Shakai agreement کے بعد یہ مسئلہ حل ہو چکا تھا لیکن Governor سرحد نے یہ اعلان کر دیا کہ America نے اس پر عدم اطمینان کا اعلان کیا اور اس کے بعد Governor سرحد نے ایک لشکر تشکیل دیا اور جب لشکر واپس آیا تو اس نے اعلان کیا کہ ہمیں کوئی غیر ملکی ہاتھ نہیں لگا۔ اس کے بعد Governor سرحد نے WANA میں جرگے کے اندر ان کو سخت سست کہا اور ان لوگوں سے کہا کہ تم لوگوں نے ڈرامہ کیا ہے ۔ اور جرگے سے احمد زئی وزیر قبائل کے مشیران کو گرفتار کیا گیا جو قبائلی روایات کے خلاف ہے اور انصاف کے خلاف ہے۔ جناب چیئرمین! دوسرا لشکر تشکیل دیا گیا' اس کا بھی result آنے والا تھا لیکن اس کے بعد operation شروع کر دیا گیا اور اس operation نے law and order situation کو بگاڑا ہے۔ جناب چیئرمین! مجھے بولنے دیا جائے۔ جناب چیئرمین! وزیر داخلہ جب یہ کہتا ہے کہ کراچی کی صورت حال WANA سے ملتی ہے' کراچی کا امن تہ و بالا ہے اور کراچی میں جو دہشت گرد پل رہے ہیں' وہ ہر کسی کو معلوم ہے۔ میں نصیر اللہ بابر کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس نے اپنے دور وزارت داخلہ میں وہ torture cells کھول دیئے تھے اور پوری دنیا کو بتا دیا تھا کہ دہشت گرد کون ہیں اور کون دہشت گردی کر رہا ہے۔ جناب چیئرمین! بشریٰ زیدی کے جاں بحق ہونے کے بعد پٹھانوں کے خلاف ایک جنگ چھیڑ دی گئی' کچھ عرصہ بعد بلوچوں کے خلاف....law and order situation

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: پروفیسر صاحب! بات بجٹ کی ہو رہی ہے۔

پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! میں law and order کی بات کر رہا ہوں، بجٹ تقریر میں یہ بات ہوئی تھی اور یہ بات ہر طرف ہے، مجھے بات کرنی دی جائے۔ جناب مجھے بات کرنے دی جائے۔ پھر پٹھانوں کے بعد بلوچوں سے جنگ چھیڑ دی گئی، بلوچوں کے بعد سندھیوں سے اور پھر اس کے بعد مہاجر مہاجر کا گلا کاٹنے لگا، کراچی کی صورتحال اس لئے برباد ہے۔ جناب چیئرمین! 12 مئی کو ضمنی انتخابات میں جب ان لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ کوئی سیٹ ان کے ہاتھ آنے والی نہیں ہے تو کلاشنکوف کا استعمال کیا گیا اور MMA کے گیارہ کارکنان کو شہید کیا گیا۔ جب الیکشن کمیشن نے یہ اعلان کر دیا کہ یہ انتخاب کالعدم ہے تو پھر اس کے بعد کور کمانڈ کے Convoy پر حملے کا واقعہ ہوا۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: اب آپ بجٹ پر آ جائیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: آپ please بیٹھ جائیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کمیلی صاحب یہ general discussion ہے، جیسے President کی speech پر لوگ بولتے ہیں، اس پر بھی بول سکتے ہیں۔ آپ بیٹھیئے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیئے پروفیسر صاحب! تھوڑا سا بجٹ کا بھی mention کر دیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: اب بجٹ کی طرف آ رہے ہیں۔

(مداخلت)

پروفیسر محمد ابراہیم خان: ذرا حوصلہ رکھیں۔ جناب چیئرمین! وزیر خزانہ محترم نے مہنگے قرضوں کی بات کی----

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کمیلی صاحب یہ general speech ہے۔ please آپ بیٹھ جائیں۔ جی پروفیسر صاحب۔

پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! محترم وزیر خزانہ نے ایک اور بات ارشاد فرمائی ہے کہ ہم نے مہنگے قرضوں کی قبل از وقت ادائیگی کر دی۔ یہ بہت ہی خوش آئند اقدام ہے لیکن میں عرض کروں گا کہ صوبوں کو بھی یہ حق دیا جائے، اس وقت صوبوں سے قرض کی صورت میں، سود کی صورت میں، نئے بجٹ میں 25952 بلین وصول کیا جا رہا ہے اور قرض کی صورت میں 13238 بلین وصول کیا جا رہا ہے اور یہ 14 سے 18 فیصد شرح سود پر ہے جبکہ 3 ، 4 فیصد شرح سود پر ہمیں open market سے سرمایہ مل سکتا ہے۔ ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم وفاق کا یہ قرض ادا کر سکیں اور جس طرح وفاق بیرون ملک مہنگے قرضوں سے تنگ ہے اسی طرح ہم بھی اس سے تنگ ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ ہمارے ساتھ بھی یہ رعایت کی جائے۔

محترم وزیر خزانہ نے ایک بات یہ ارشاد فرمائی کہ ڈوبے ہوئے قرضوں کے لئے سٹیٹ بنک نے Active Settlement Arrangement کے ذریعے سے ایک پروگرام بنایا، میں عرض کروں گا یہ میرے ہاتھ میں سٹیٹ بنک کی New Guideline On Write Off Irrecoverable Loans and Advancesاس میں جناب 0.5 million سے اوپر کے قرضے، اس کے بارے میں بھی کہا گیا ہے کہ "Where no tangible security is available, effort should be made to recover maximum possible amount." اور اس طرح 2.5 million سے اوپر کے قرضوں کے بارے میں بھی کہا گیا کہ

"Where no tangible security is available, effort should be made to recover maximum possible amount."

لیکن .5 million سے نچلے قرضے جس میں 40 ، 50 اور 60 ہزار کے قرضوں کا ذکر کروں گا کہ اس کے بارے میں guide lines یہ ہیں۔

"The management should obtain a resolution from Board of Directors

empowering it or its Committee to write off such loans on case to case basis without going for litigation. However, Bank NBFI should formulate internal policy/guidelines spelling out the criteria to write off these loans."

جناب چیئرمین صاحب! بڑے قرضوں کے لئے تو " بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی صحیح" کا اصول اپنایا گیا لیکن چھوٹے قرضداروں کو اب بھی تنگ کیا جا رہا اور میرا خیال ہے جس نے 40/50 ہزار اس سے اصل زر کے سوا سود بھی لیا اور ابھی تک اس سے زیادہ اس کے ذمے واجب الادا ہے۔میری یہ درخواست ہو گی کہ ان پر بھی رحم کیا جائے اور اگر لاکھوں اور کروڑوں' اربوں والوں کو معاف کیا جا سکتا ہے تو ان کو بھی معاف کیا جائے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: اب آپ wind up شروع کریں پروفیسر صاحب۔

پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! میں یہ عرض کروں گا کہ تعلیم، صحت اور زراعت کے لئے جو کچھ رکھا گیا ہے وہ بہت ہی کم ہے اور اس کے مقابلے میں عام سرکاری خدمات اور دفاع اور انتظامی امور کے لئے بہت کچھ رکھا گیا ہے ' وقت کی کمی کی وجہ سے میں figures پیش نہیں کروں گا۔ ان چیزوں کو صوبوں کی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے ۔ بلاشبہ یہ صوبوں کی ذمہ داری ہے لیکن صوبوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے ؟ این ایف سی ایوارڈ کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا' جناب چیئرمین! میں عرض کروں گا کہ این ایف سی ایوارڈ کے Pass نہ ہونے کا باعث ایک شخص ہے' اس پر تقریباً اتفاق ہو چکا ہے لیکن سندھ کے وزیر خزانہ نے بات نہیں مانی اور ان کو انگلینڈ سے ہدایات مل رہی ہیں اور ایک British national وہاں پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کی ہدایات کے تحت این ایف سی ایوارڈ پاس نہیں ہو سکا۔ جناب چیئرمین! اگر این ایف سی ایوارڈ پاس ہو تا۔۔

Mr. Presiding Officer: Prof. Sahib, stay within the bounds of NFC Award.

پروفیسر محمد ابراہیم خان: این ایف سی ایوارڈ کے بارے میں میں یہ عرض کروں گا کہ وفاقی حکومت نے یہ بات تسلیم کی تھی کہ 48.5 فیصد صوبوں کو ملے گا لیکن پاس نہ ہونے

کی صورت میں حکومت اپنے وعدے سے پھر گئی اور 37.5 فیصد پر پھر آ گئی ۔ میں درخواست کروں گا کہ جو چیز انہوں نے تسلیم کر لی تھی اس کو نبھایا جائے اور صوبوں کو اس میں 48.5 per cent کے حساب سے حق دیا جائے۔

جناب والا! میں عرض کروں گا کہ اس وقت صوبہ سرحد کی پوزیشن یہ ہے کہ واپڈا کے جو بقایا جات ہیں وہ صوبہ سرحد کو نہیں مل رہے' چھ ارب پر کیس کیا گیا ہے اور آٹھ ارب کا وعدہ کیا گیا تھا لیکن آٹھ ارب روپے کا وعدہ بھی نہیں نبھایا جا رہا اور جناب چیئرمین آٹھ ارب کی گرانٹ ہمیں نہیں مل رہی اس لئے صورتحال یہ ہے کہ شاید صوبے کا بجٹ پاس نہ ہو سکے اور شاید دوسرے صوبوں میں بھی یہی صورتحال ہو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کے پاس ایک منٹ ہے۔

پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! میں آخری بات عرض کروں گا' باقی کو چھوڑ دیتا ہوں کہ اسلامی اصول معیشت کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ بہت ہی خوش آئند ہے لیکن میری گزارش یہ ہے کہ اسلام کو مکمل طور پر لیا جائے ۔ بجٹ کے اندر اگر تین اصولوں کا لحاظ رکھا جائے تو یہ بہترین بجٹ بن سکتا ہے ۔ پہلی بات حلال و حرام کی تمیز' دوسری بات امانت و دیانت کا لحاظ اور تیسری بات اسراف و تبذیر سے پرہیز ۔ اگر اس پر عمل درآمد ہو تو عوام دوست بجٹ بھی بنے گا investment oriented بھی ہوگا اور میں آخری بات عرض کردوں کہ میں نے شروع میں جو آیات تلاوت کی تھیں ان کے ترجمے پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میری طرف سے تمہارے پاس میری آیات پہنچیں جو کوئی ان آیات کی تابعداری کرے وہ نہ گمراہ ہوگا دنیا میں اور نہ بدبخت ہوگا آخرت میں اور جو کوئی میری نصیحت سے منہ موڑے گا' اس کی دنیا کی معیشت کو تنگ کر دیا جائے گا اور آخرت کے دن وہ اندھا کرکے اٹھایا جائے گا اور وہ پوچھے گا کہ اے میرے رب میں کیوں اندھا ہوں جبکہ میں تو دیکھ رہا تھا' اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا کہ میری طرف سے تمہارے پاس میری آیات پہنچی تھیں تو نے ان کو بھلا دیا تھا آج میں نے تجھے بھلا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کی توفیق دے ۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: شکریہ جناب -

(interruption)

Mr. Presiding Officer: No. There is no discussion, no points of order. Please sit down. Mohtarma Nighat Mirza.

جناب محمد علی بروہی: پروفیسر محمد ابراہیم صاحب نے الطاف بھائی کے بارے میں جو الفاظ کہے ہیں وہ expunge کئے جائیں - دوسری گزارش یہ ہے کہ آپ سب کو relevant رکھیں - جب یہ امریکہ سے ڈالر لیتے تھے تو وہ ان کے لئے میٹھا میٹھا تھا اب وہ امریکہ ان کا دشمن ہو گیا تو میں clear بات کرنا چاہ رہا ہوں کہ ایسی باتیں نہ ہوں -

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ general discussion ہے اس میں کافی subjects آجاتے ہیں آپ کو پتا نہیں ہے- نگہت مرزا صاحبہ، آپ بولیں اور clarification دیں if you want to give i t.

مسز نگہت مرزا: عرض احوال کی عادت بھی نہیں ہے ہم کو

اور حالات کا شاید یہ تقاضا بھی نہیں

2004-05 کے مالی سال کے بجٹ کا اگر اجمالی جائزہ لیا جائے تو بیشتر جگہوں پر ایسا لگتا ہے کہ سرکاری افسران نے اسے تیار کر کے خانہ پری کے لئے عوامی نمائندوں کے حوالے کر دیا تاکہ وہ اس پرجمہوری حکومت کی موجودگی کا ٹھپہ لگا سکیں- دراصل ہر مالی سال کے اختتام سے دو تین ماہ قبل اراکین پارلیمنٹ کو اس بات کی دعوت دینی چاہیے کہ وہ مل بیٹھ کر زمینی حقائق اور عوامی مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی بہترین تجاویز حکومت کو پیش کریں جس کی روشنی میں economists ایک مخصوص frame میں بجٹ تیار کریں- اس میں کوئی شک نہیں کہ گزشتہ چھپن سال میں پچھلے تین سال بجٹ ایسے پیش ہوئے ہیں جن میں کچھ نہ کچھ بہتری کا رجحان رہا ہے لیکن اس کے باوجود موجودہ بجٹ میں بھی خواہ مخواہ لفظوں کے لبادے اڑھا کر اس کی ظاہری صورت کو بہتر بنانے کی کوشش کی گئی ہے حالانکہ اس کی چنداں ضرورت نہیں تھی-

وزیر خزانہ مسٹر شوکت عزیز نے اپنی تقریر میں یہ بھی خوشخبری سنائی ہے کہ ملک میں

غربت میں کمی ہوئی ہے لیکن ان کے علم میں خود بھی ہے کہ بیروز گاری ملک میں بحران کی شکل اختیار کرتی جا رہی ہے یہی وجہ ہے کہ متوسط طبقہ جو کسی بھی ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، بہت تیزی سے ختم ہوتا جا رہا ہے اور عنقریب ایسا ہو گا کہ ہمارے ہاں صرف دو طبقے رہ جائیں گے، امیر اور غریب اور جہاں یہ دو طبقے باقی رہ جاتے ہیں وہاں طبقاتی جنگ کا آغاز ہو جاتا ہے۔ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے جس پر حکومت کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔ وزیرخزانہ نے اپنی تقریر میں نشاندہی کی ہے کہ بیرون ملک پاکستانیوں کی جانب سے 3.8 ارب ڈالر کی خطیر رقم زر مبادلہ کی صورت میں موصول ہوئی ہے جبکہ 3.6 ارب کا target تھا۔ وزیر خزانہ صاحب اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ ہم ہمیشہ بیرون ملک پاکستانیوں کو رعایتیں دینے سے محروم رہے ہیں۔ آج زر مبادلہ میں زیادتی کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ 11 ستمبر کے بعد پوری دنیا کی بدلتی ہوئی صورتحال میں، تمام دنیا میں، ہر جگہ غیر ملکیوں نے اپنی دولت کو محفوظ رکھنے کا حل یہی جانا کہ وہ اپنی دولت کو اپنے ملکوں میں واپس لے جائیں۔ بالکل اسی طرح بیرون ملک پاکستانیوں نے حفاظت کی خاطر یہ رقم اپنے ملک بھیجی ہے۔ ہم اس سلسلے میں وزیر خزانہ سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ وجہ کچھ بھی ہو ایک خطیر زر مبادلہ موصول ہونے کے بعد بھی ہم کچھ سہولتیں Overseas پاکستانیوں کو دے سکیں گے! ہم صرف انہیں شناختی کارڈ بنا دینے کی بھی ایک بھاری فیس وصول کرتے ہیں۔ خود میں نے پچھلے سوا سال کے دوران متعدد بار کراچی میں Overseas University کے قیام کی کوشش کی ہے اور بار بار متعلقہ لوگوں کو یاد دہانی کرائی ہے لیکن اس سلسلے میں ابھی تک کسی مثبت جواب سے محروم ہوں۔ یہ تو شاید بہت بڑی باتیں ہیں۔ یہاں تو عالم یہ ہے کہ رحیم یارخان کی ایک بستی ٹھل حمزہ ہے۔ جہاں ایک کلومیٹر دور پہلے سے ٹیلیفون کی سہولت موجود ہے۔ ٹھل حمزہ میں اس سہولت کے لئے میں نے متعلقہ وزیر صاحب سے بات کی ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ آج تک وہ بستی ٹیلیفون سے محروم ہے جب تک وہاں کے زیادہ تر لوگوں کا تعلق Overseas سے ہے اور وہ اپنے لوگوں سے بات کرنے سے بھی محروم ہیں۔ Overseas والوں کی جانب سے تو ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ

آپ نے کوشش نہ فرمائی سمجھنے کی کبھی
ورنہ میری داستان مبہم نہیں ہے، کم سے کم

صدر مملکت پرویز مشرف صاحب نے ایک دانشمندانہ حکمت عملی یہ اختیار کی ہوئی ہے کہ انہوں نے سابقہ حکومت کی positive پالیسیوں کو ضد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ نہ کرتے ہوئے جاری رکھا ہے جس کی وجہ سے business community کا خاصی حد تک اعتماد بحال ہوا ہے۔ بڑے بڑے میگا پراجیکٹس launch کیے گئے ہیں۔ یہ بھی تاریخی اقدامات رہے ہیں جس سے بیرون دنیا اور خاص طور سے صنعکاروں میں یہ حوصلہ پیدا ہوا کہ وہ یہاں آ کر سرمایہ کاری کر سکیں۔ گو کہ مشرق میں، زیادہ تر ممالک خاص طور پر مسلم ممالک میں، جو جنگ و جدل کی کیفیت طاری ہے جس کی وجہ سے سرمایہ کاروں میں عدم تحفظ تو موجود ہے اور وہ رہے گا لیکن اگر ہم سابقہ حکومتوں میں قریب ترین حکومت کو دیکھیں تو 1999ء میں پاکستان میں reserves نہ ہونے کے برابر تھے۔ بڑے بڑے قومی ادارے کروڑوں اور اربوں روپے سالانہ خسارہ دے رہے تھے۔ سٹیل مل، ریلوے، PIA اور nationalized banks یہ سب دیوالیہ ہونے کے قریب تھے۔ اب جو اعداد و شمار حکومت بتا رہی ہے کہ یہ فائدے میں جا رہے ہیں اگر ان پر اعتبار نہ بھی کیا تب بھی یہ بات باعث اطمینان ہے کہ اگر یہ کچھ دے نہیں رہے تو لے بھی نہیں رہے۔ اور ان تینوں شعبوں میں emergency declare کرکے اس طرح اصلاحات کی جائیں کہ اس کے ثمرات عوام کو مل سکیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح چین نے emergency declare کرکے بڑھتی ہوئی ناخواندگی پر control کیا۔

اب آئیے اس جانب کہ ہم ایک زرعی ملک سے وابستہ ہیں، جس کی بنا پر ہماری ترقی صرف Industry سے مشروط نہیں ہوسکتی۔ کوتاہی یہ ہے کہ زرعی بنک چھوٹے کسانوں کے لیے قرضے کے حصول میں ہمیشہ reluctant رہا ہے۔ دوسری طرف چھوٹے کسان زرعی قرضہ بنکوں سے لیتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ وہ لاشعوری طور پر خوفزدہ ہیں۔ اس کی وجہ سے صرف بڑے بڑے زمیندار، جاگیردار اور وڈیرے ہزاروں، لاکھوں ایکڑ زمین رکھتے ہوئے بنک کے قرضوں سے لطف اندوز ہوتے رہے ہیں اور پھر خشک سالی اور قدرتی آفات کا بہانہ بناتے ہوئے اور اپنے سیاسی اثر و رسوخ سے اسے معاف کرانے میں بڑی حد تک کامیاب ہوتے رہے ہیں۔

دوسرا، زراعت میں سب سے بڑا خطرہ ان لوگوں کا ہے جو بڑے بڑے زمیندار ہیں۔ وہ اپنی زمینوں کو ٹھیکے پر چلاتے ہیں جبکہ قریب قریب یہ نظام ساری دنیا سے ختم ہوچکا ہے۔ اس

نظام میں زمین پر ہل چلانے والے کو تو دو وقت کی روٹی بہ مشکل میسر آتی ہے اور پٹے پر دینے والا اس آمدنی سے دنیا بھر کے عیش کرتا ہے۔ غالباً علامہ اقبال نے یہ شعر انہی لوگوں کے لیے کہا ہے کہ'

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

اب آئیے بیروزگاری کی جانب تو اس کا خاتمہ صرف حکومتی ملازمت کی صورت میں نہیں ہوسکتا بلکہ اس کے لیے جو آہستہ آہستہ private sector کام رہے ہیں وہی سودمند ثابت ہوگا اور اسی سے بیروزگاری کی شرح میں کمی واقع ہوگی۔ رہا banking کا نظام تو اس سے صاحب حیثیت تو فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن غریب آدمی کے لیے یہ نظام بھی مشکل ترین ثابت ہو رہا ہے۔ دس لاکھ، پچاس لاکھ، ایک کروڑ اور اس سے زیادہ کے قرضے لینا انتہائی آسان جبکہ پچاس ہزار کا loan لینا انتہائی مشکل ہے۔ اسے سہل بنانے کی اشد ضرورت ہے'

آدمی اس زندگی سے بچ کے جائے تو کہاں
مے کشی بھی جرم ہے اور خودکشی بھی جرم ہے

موجودہ بجٹ عوام کے لیے تو اتنا خوش آئند نہیں ہے۔ یہ بجٹ ایک long term policy پر بنایا گیا ہے اور اس میں حکومت کی نیک نیتی پر شبہ نہیں کیا جاسکتا لیکن اس کو لوگ مختلف انداز سے دیکھتے ہیں۔ کچھ لوگ اسے سرمایہ کاروں کا بجٹ کہہ رہے ہیں تو کچھ اسے صنعتکاروں کے لیے خوش آئند قرار دے رہے ہیں لیکن عوام کے لیے فوری relief کا بجٹ یہ نہیں ہے۔

وزیرخزانہ صاحب نے موجودہ بجٹ میں 1994ء سے پہلے کے pensioners کے لیے 16% اور اس کے بعد کے pensioners کے لیے 8% کا اضافہ کیا ہے۔ میں وزیرخزانہ صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ 1994ء سے قبل جو لوگ retire ہوئے، کیا وہ ابھی تک حیات ہیں' ان کی تعداد اب ہوگی بھی تو انگلیوں پر گننے کے برابر تو پھر یہ مراعات بعد والوں کو ملنی چاہییں تھیں تاکہ وہ اس رعایت سے مستفید ہو سکتے۔

یہ حسن اتفاق ہے یا حسن اہتمام
ہے جس جگہ فرات وہیں کربلا بھی ہے

اکثریت محکموں میں غریب سرکاری ملازمین سے تو medical کی سہولتیں بھی واپس لے لی گئی ہیں۔ اس لیے کم از کم پندرہ سولہ گریڈ تک کے ملازمین کے لیے سرکاری ہسپتالوں میں دی گئی طبی سہولتیں بحال کی جائیں۔

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ بجٹ کا خسارہ 3.9% قرار دیا گیا ہے جو کہ اس 21 million کے بعد ہے جو saving schemes کے interest کو کم کرکے حکومت کو ملے ہیں اور جو خالصتاً عوامی پیسہ ہے۔ جناب! آپ ایسا کریں کہ عوام کے پاس جمع شدہ سارا پیسہ لے لیں تو پھر تمام خسارہ ایک ساتھ سمٹ جائے اور آپ 100% نفع کے حقدار بن جائیے۔ عوام کو رعایتیں دینے کے بجائے خود ان سے لوٹ کھسوٹ کہاں کی دانشمندی ہے۔

میں وزیر صاحب خزانہ سے عرض کروں گی کہ اگر موجودہ بجٹ آپ نے long term policy پر بنایا ہے تو short term policy کو بھی اس کے پہلو بہ پہلو چلائیں کیونکہ دنیا کی political اور economical situation ہر لمحہ silent نہیں ہے۔ اب اگر آپ نے پوری توجہ long term پر مرکوز رکھی جیسا کہ اس بجٹ سے ظاہر ہے تو اگر کہیں اندازے کی ذرا سی بھی غلطی ہوگئی تو ملک کی پوری معیشت دھڑام سے نیچے گر پڑے گی۔ اسی لیے احتیاط کو مدنظر رکھیے تاکہ کہیں کوئی بین الاقوامی طور پر سیاسی اور اقتصادی crises آئیں تو short term policy ایک pillar کی صورت میں آپ کے پاس موجود ہو۔ میں اس شعر کے ساتھ اپنی تقریر کا اختتام کروں گی کہ

اس راہ سے ہو کر گزرے ہیں کچھ رہبر بھی کچھ رہزن بھی
اب نقش قدم پہچان کر چلنا آپ کی ذمہ داری ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، شکریہ۔

The House is adjourned to meet at 1700 hours today the 17th of June, 2004.

[The House then adjourned to meet again at 1700 hours today the 17th June, 2004.

[The House reassembled at 5.45 p.m on same]

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اعوذبا اللہ من الشیطٰن الرجیم - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ولنبلونکم بشی من الخوف والجوع ونقص من اموال ولا انفسھم وثمرات وبشرالصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبت قالو اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ترجمہ: اور بے شک ہم تمہیں ڈرائیں گے خوف سے بھوک سے اور مال و جان اور پھلوں کے نقصان سے اور آپ خوشخبری دیں ان لوگوں کو جن پر جب مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے لئے ہیں اور اللہ ہی کی طرف جانے والے ہیں - جی جناب رضا ربانی صاحب۔

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! مجھے نہایت ہی دکھ کے ساتھ یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے ایک بنیادی founder member جنہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کے لیے، کراچی شہر کے لیے، صوبہ سندھ کے لئے اور وفاق کے لئے طالبعلمی سے اپنی زندگی کو وقف کیا اور جو اس وقت پاکستان پیپلز پارٹی سندھ کے سیکرٹری اطلاعات تھے - پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن محترمہ بے نظیر بھٹو کے کراچی میں spokesman تھے اور کراچی میں ہماری co-ordination committee کے ممبر تھے، اور میرے ذاتی دوست تھے - ان کو تقریباً اڑھائی بجے کراچی میں گرومندر کے علاقے میں وہ اپنی گاڑی سے جب اتر رہے تھے تو فائرنگ کرکے ہلاک کردیا گیا اور جب ان پر گولیاں چلیں تو اس وقت شاید غالباً جو اطلاعات ہمیں ملی ہیں ایک رکشہ وہاں سے گزر رہا تھا اور اس رکشے کو انہوں نے ہاتھ دیا اور کہا کہ میں زخمی ہوں اور مجھے آغا خان ہسپتال لے جاؤ - بقول رکشے والے کے جب انہوں نے نیوٹاؤن تھانہ cross کیا تو اس کے بعدمنور سہروردی اپنا ہوش کھونے لگے اور جب ان کو آغا خان پہنچایا گیا تو ان کو آپریشن تھیٹر میں لے کر گئے - میری وہاں ان کے ماموں سے بات ہوئی جیسے ہی وہ وہاں پر پہنچے تو انہوں نے مجھے بتایا کہ آپریشن ہو رہا ہے - میں نے کوئی پندرہ منٹ کے بعد پھر فون کیا تو انہوں نے کہا ابھی بھی آپریشن چل رہا ہے اور ڈاکٹر کچھ بتا نہیں رہے - اور جب میں نے تیسرا فون کیا تو وہ

رو پڑے اور فون بند کردیا۔

جناب چیئرمین! یہ ایک مہینے کے اندر دوسرا واقع ہے جس میں target کرکے پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگوں کو مارا گیا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ کچھ دن پہلے اسی ہاؤس میں یہ میری بدقسمتی تھی کہ مجھے ایک اور دوست کی ہلاکت کی اطلاع اس ہاؤس کو دینی پڑی اور وہ عبداللہ مراد تھا۔

لیکن اس وقت بھی ہم نے یہ بات کہی تھی کہ یہ حکومت اپنے آئینی فریضے کو پورا کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہوگئی ہے۔ عام شہری کی جان و مال کو تحفظ فراہم کرنے میں یہ حکومت مکمل طور پر ناکام ہوئی۔ میں نہیں سمجھ پاتا کہ اور کتنے نوجوانوں کا خون کراچی اور پورے پاکستان کی سڑکوں پر بہے گا تو اس حکومت کی آنکھیں کھلیں گی۔ آج کراچی کے اندر پھر اور یہاں پر جو کراچی سے دوست ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ دوسری side سے بھی ہیں۔ پروفیسر صاحب بھی یہاں پر موجود ہیں جو منور کو بڑی اچھی طرح جانتے تھے۔ آج کراچی کی سڑکوں پر پھر اس نوجوان کا خون بہایا گیا ہے، یہ سلسلہ کب تک چلے گا۔ سندھ کی حکومت مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے اور ہم نے اس وقت بھی یہ بات کہی تھی جب عبداللہ مراد کا قتل ہوا تھا تو ہمیں کہا گیا کہ جی انکوائری کمیشن بیٹھ رہا ہے اور انکوائری کی رپورٹ آئے گی۔

جناب چیئرمین! آج دن تک اس انکوائری کی رپورٹ ہمارے سامنے آئی ہے، نہ ہی اس کی کوئی finding آئی ہے، نہ ہی اس کے لواحقین کے کہنے کے اوپر کوئی ایف آئی آر درج کی گئی ہے۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ یہی حشر منور کے ساتھ بھی ہوگا۔ لیکن اگر یہ قوتیں یہ سمجھتی ہیں کہ اس طرح پاکستان کے نوجوانوں کا اور پیپلز پارٹی کے متوالوں اور کارکنوں کا خون کر کے وہ پارٹی کو اپنے راستے سے ہٹا سکتے ہیں، یا وہ پارٹی کو اصولوں پر compromise کروا سکتے ہیں تو وہ کسی بھول میں رہ رہے ہیں۔ کیونکہ پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت نے جو راستہ ہمیں دکھایا ہے، وہ راستہ شہادت کا راستہ ہے۔ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے بھی آمریت کے سامنے سر نہیں جھکایا، لیکن اس نے اپنا سر کٹوا دیا تھا۔ ہم شہید ذوالفقار علی بھٹو کے پیروکار ہیں۔ اگر آج ہمیں پھر اپنے ایک بھائی، اپنے ایک ساتھی، اپنے ایک دوست کے جنازے کو کندھا دینا پڑ رہا ہے تو ہم وہ کندھا دینے کے لئے تیار ہیں۔ ہمیں یہ بھی پتا ہے کہ ہم میں سے جو دوست یہاں پر بیٹھے ہوئے

ہیں اس میں سے پتا نہیں کس کی باری اگلی دفعہ ہوگی۔ ہو سکتا ہے کہ چار پانچ دنوں کے بعد ان میں سے کوئی کھڑا ہو کر آپ کو کسی اور کی اطلاع دے رہا ہو۔

جناب چیئرمین! وانا کے بارے میں یہاں پر assurance دی گئی کہ وہاں پر جو killings ہوئی ہیں اس کے بارے میں رپورٹ آئے گی۔ شیرپاؤ صاحب نے یہاں پر assurance دی لیکن اس کی finiding بھی ہمارے سامنے نہیں آئی۔ اسی طرح منور نے بھی اپنی جان پارٹی کے لئے، ملک کے لئے اور اپنے صوبے کے لئے دی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : یہ ایک انتہائی اندوہناک اور المناک واقعہ ہوا ہے۔ جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہی ہوگی۔ مجھے اس کا کوئی ساڑھے تین بجے پتا چلا تو میں سیدھا ادھر آیا and I wanted to get hold of the Interior Minister but I could not get anybody. پھر میں نے لیڈر آف دی ہاؤس کو بولا کہ ذرا پتا لگائیں کہ there should be somebody to answer it. I would like to express those who want to express here, please make it very short and brief and then we say the Fatcha and then proceed. Prof. Ghafoor sahib.

پروفیسرغفور احمد : منور سہروردی شہید کا تعلق گو پاکستان پیپلز پارٹی سے تھا لیکن میں انہیں اپنے بچوں کی طرح عزیز رکھتا تھا اور ان کے تعلقات تمام سیاسی جماعتوں کے ساتھ تھے۔ ان کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی تھی کہ پاکستان مستحکم ہو، یہاں پر امن ہو، یہاں پر جمہوریت ہو، یہاں پر ہر ایک کی جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت ہو۔ جناب چیئرمین، دو دن قبل جنرل پرویز مشرف صاحب کراچی تشریف لے گئے تھے میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ ان کی جان کی پوری حفاظت ہونی چاہیے اس میں کوئی کمی اور اس میں کوئی کوتاہی نہ برتی جائے لیکن انہوں نے خود یہ کہا تھا کہ میری آمد پر سڑکیں دس سے پندرہ منٹ سے زیادہ بند نہ کی جائیں لیکن کل آپ نے اخبارات میں رپورٹ پڑھی ہوگی کہ تقریباً تین گھنٹے سے زائد شاہراہیں بند کر دی گئیں۔ ان سے ملنے والی سڑکوں کو بند کر دیا گیا یہانتک کہ ایمبولینس بھی ہسپتالوں تک نہیں جاسکتی تھی۔ جناب چیئرمین! کراچی میں کب تک خون بہتا رہے گا، کراچی کی دھرتی کب تک ہمارے

راہنماؤں کے خون سے رنگین ہوتی رہے گی اس سے قبل عبداللہ مراد صاحب کی شہادت ہوئی ' مفتی شامزئی صاحب کو جب وہ تدریس کے لیے جا رہے تھے ان کو تین اطراف سے گھیر کر شہید کیا گیا اور آج منور سہروردی کی یہ خبر آئی ہے۔

جناب چیئرمین ! ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ کسی منصوبے کا کوئی حصہ ہے کراچی کو بدامنی کے لیے target بنایا گیا ہے ' کراچی ملک کا economic capital ہے۔ اگر کراچی میں امن نہیں ہوگا تو ظاہر بات ہے پورے ملک میں امن نہیں ہو سکتا۔ کوئی سرمایہ کاری نہیں ہو سکتی کراچی کو target بنانے کا منصوبہ بنایا گیا ہے ' سازش کیا ہے ' کیا کرنا چاہتے ہیں؟ آج تک کوئی قاتل نہیں پکڑا گیا۔ کراچی کی پولیس بڑی ماہر ہے کہ قتل کے فوراً بعد اخبارات میں خاکے چھپ جاتے ہیں کہ یہ قاتل ہیں اور یہ اعلان ہوتا ہے کہ جو ان کو پکڑنے میں مدد کرے گا ' انہیں لاکھوں روپے انعام ملیں گے۔ جناب چیئرمین ! قاتل نہیں پکڑے جاتے ' یہی حال ملک کے دوسرے علاقوں میں بھی ہو رہا ہے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آخر ہر آدمی کی جان ویسے ہی عزیز ہے جیسے ہمارے حکمرانوں کی جان عزیز ہے ' سیاسی راہنماؤں کے ' اور دینی راہنماؤں کے قتل کی سازشیں ہمارے ملک کو غیر مستحکم کرنے والی ہیں۔ جناب چیئرمین ! بھارت کی سب سے بڑی ریاست اترپردیش کے الیکشن میں دو آدمیوں کی ہلاکت ہوتی ہے اور ۱۲ مئی کے ضمنی انتخاب میں جس میں تین قومی اسمبلی کی نشستوں کا انتخاب تھا ' تقریباً ایک درجن آدمی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ میں نے ان لاشوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور جس وقت شہید لوگوں کی نماز جنازہ قاضی حسین احمد پڑھا رہے تھے تو عقب سے فائرنگ کی گئی۔ ہماری پولیس کہاں ہے ؟ جناب چیئرمین ! میں عینی شاہد ہوں کہ جب گولیاں چل رہی تھیں ' جب لوگ شہید اور زخمی کیے جا رہے تھے تو ہم نے وہاں رینجرز اور پولیس سے کہا کہ یہ آپ کا فرض ہے آپ اسے روکیں۔ انہوں نے کہا نہیں ' ہمیں اس بات کا حکم نہیں ہے۔ کیا یہ رینجرز اور پولیس جو ہمارے خزانے سے تنخواہیں پاتے ہیں یہ عوام کی جان کی حفاظت کرنے کے لیے نہیں ہیں ؟ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک شخص یا اشخاص کا قتل نہیں ہے یہ پاکستان کے نظریے کا قتل ہے ' یہ پاکستان کے استحکام کا قتل ہے' یہ پاکستان کی سالمیت کا قتل ہے' اس کی چھان بین ہونی چاہیئے اور یہ نہ ہو کہ ہم نے کمیشن بٹھا دیا ہے اور قاتل نہ پکڑیں جائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ ۔ اسحاق ڈار صاحب ۔

جناب محمد اسحاق ڈار: شکریہ جناب چیئرمین! میں اپنی ---

Mr.Presiding Officer: please make it short.

جناب محمد اسحاق ڈار: جی، میں مسلم لیگ (ن) کی طرف سے اس بڑے سنگین اور غمناک واقعہ کی پرزور مذمت کرتا ہوں ۔ جناب! یہ ایک واقعہ نہیں ہے ۔یہ ایک trend اس ملک میں set ہو رہا ہے ۔ ایک طرف کور کمانڈر کراچی پر حملے ہوتے ہیں۔ اس ملک کا جو آرمی چیف ہے اس پر حملے ہوتے ہیں اور حکومت ہر واقعہ کے بعد بڑے tall claim کرتی ہے اور پھر کچھ بھی نہیں ہوتا ۔ وانا کے آپریشن میں آپ کی موجودگی میں یہ وعدہ کیا جاتا ہے کہ ۱۰ دن میں رپورٹ پیش کی جائے گی ۔ جناب چیئرمین! یہ ایک tendency جو ہے ۔ ہم کہیں یا نہ کہیں آپ کو اس کا نوٹس لینا چاہیئے۔ آپ ان سے جواب طلبی کریں there should be a mechanism جس کے تحت اس ہاؤس میں کوئی بھی commitment کرے یا statement دے یا کوئی undertaking دے ۔ جناب! اس کا کوئی follow up ہونا چاہیئے ۔

Mr. Presiding Officer: We have a committee for that.

Mr. Muhammad Ishaq Dar: Sir, but nothing is happening ,

اس ہاؤس میں ایک وزیر نے وانا کے اوپر commitment کی کہ جناب! دس دن کے اندر ایک High power committee بن گئی ہے اور رپورٹ پیش کی جائے گی اور کبھی رپورٹ پیش نہیں ہوئی۔ تو جناب! جیسے آپ نے فرمایا --

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وسیم صاحب! یہ assurance committee کو ذرا کہیں کہ they do something

جناب محمد اسحاق ڈار: جناب! آپ سیکریٹریٹ کو ایک standard ہدایت فرمائیں ۔ ظاہر ہے کہ آپ کے پاس یا لیڈر آف دی ہاؤس کے پاس شاید اتنا time نہیں ہوگا ۔ ایک standard procedure ہونا چاہیئے کہ جو یہاں فیصلہ ہو، جو یہاں commitment ہو، اس کو لکھا جائے اور اس کو follow up کیا جائے ۔تو میں یہی عرض کروں گا کہ ہمارے دوسرے جو

ساتھی ہیں رضا ربانی صاحب ان کے منور سہروردی بہت قریب تھے ۔ مجھے بھی ایک دو دفعہ ان سے ملنے کا موقع ملا تو جناب! اس طرح جمہوریت نہیں چلے گی۔ ایک طرف آج ہم بجٹ پر تقریر کر رہے ہیں ۔ پاکستان کی معیشت پر تقریر کر رہے ہیں، کسی ملک میں economic stability and growth نہیں ہوسکتی جب تک وہاں political stability نہیں ہوگی ، جب تک law & order improve نہیں ہوگا۔ جب تک وہاں political stability نہیں ہوگی۔ جب تک وہاں Law and Order improve نہیں ہوگا ، جب تک وہاں good governance نہیں ہوں گی ۔ unfortunately جب ہم normal حالات میں یہ suggest کرتے ہیں تو اس کو بالکل brush aside کر دیا جاتا ہے۔ جب ایسا کوئی جذباتی موقع آتا ہے۔ خدانخواستہ کوئی صدمہ آتا ہے تو اس وقت ہمیں sympathy کے words بول دیے جاتے ہیں اور اس کے بعد سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ آپ ان کو فرمائیں کہ Interior Minister کو locate کریں وہ یہاں آکر واقعے کی تفصیل بتائیں اور پھر مہربانی کرکے اسے follow up کریں۔ بہت شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. Mohim Khan Sahib, make it short please.

جناب مہیم خان بلوچ : جناب چیئرمین! سیاسی ورکر ہو یا شخصیت اس کا جس پارٹی سے بھی تعلق ہو وہ ملک کے اندر جمہوریت کا سرمایہ ہوتا ہے۔ آج کا یہ واقعہ صرف منور سہروردی کا واقعہ نہیں ہے بلکہ یہ ملک میں جمہوریت کے خلاف ایک بہت بڑی یلغار شروع کی گئی ہے، وہ بھی کراچی میں، جو اس ملک کا سب سے بڑا شہر ہے کراچی کی ماضی کی مثال موجود ہے کہ اس ملک میں جب بھی کوئی جمہوری جدوجہد شروع ہوئی ہے تو کراچی کے عوام نے، وہاں کے سیاسی دوستوں اور قیادت نے ہمیشہ ایک مثبت ہراول دستے کا کردار ادا کیا ہے۔ جس طرح دوستوں نے کہا کہ کچھ ماہ پہلے عبداللہ مراد کا، ابھی ایک ماہ کے دوران مفتی نظام الدین شامزئی صاحب کا اور الیکشن کے دوران مختلف پارٹیوں کے workers سرعام مارے گئے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس ایوان میں بیٹھے ہیں اور مختلف سیاسی پارٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم ان واقعات کو سمجھیں کہ اس ایوان کی موجودگی میں، اس پارلیمنٹ کی موجودگی میں اور یہاں پر ایک منتخب حکومت کی

موجودگی میں یہ واقعات افسوسناک ہیں۔ لہذا میں treasury کے حوالے کہتا ہوں کہ یہ ہم حکومت والوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم بہت سختی کے ساتھ آج کے واقعہ کا نوٹس لیں۔ وہ اس لیے کہ جب ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔ ہم عوام کے منتخب نمائندے کی حیثیت سے بات کرتے ہیں۔ تو یہ کراچی میں جو سلسلہ ہے یہ یقینی طور پر پاکستان کے دوسرے شہروں میں بھی ہو سکتا ہے۔ یہ ہم سب کے لیے نقصان دہ ہے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. Maulana Sahib.

سید ہدایت اللہ شاہ: آج کراچی میں جو حادثہ ہوا ' جناب منور سہروردی شہید ہوئے۔ اس سے پہلے بھی عبداللہ مراد شہید ہوئے، مفتی نظام الدین شہید ہوئے اور اس وقت تک تقریباً ۷۲ آدمی کراچی میں شہید ہو چکے ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ حکومت پاکستان آج تک ان کے قاتلوں کو گرفتار نہیں کر سکی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے اندر اس وقت جو دہشت گردی کی لہر دوڑ رہی ہے یا لہر کا دور آ رہا ہے۔ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ حکومت امن و امان قائم کرنے میں بالکل fail ہو چکی ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بجٹ جو پیش کیا جا رہا ہے اس پر بحث ہو رہی ہے۔ میں نے اپنی تقریر میں بھی کہا تھا کہ ملک کے اندر جب تک امن نہیں ہوگا' امن و امان کا معاملہ ٹھیک نہیں ہوگا اس وقت تک ہمارا اقتصادی نظام کسی صورت میں بہتر نہیں ہو سکتا بالخصوص کراچی کا مسئلہ انتہائی خطرناک مسئلہ ہے۔ پوری قوم اس پر پریشان ہے۔ برائے مہربانی آپ وزراء کو اور وزیر داخلہ جو ہمارا ہے اس کی توجہ دلائیں اگر وہ امن و امان قائم نہیں کر سکتا تو وہ مستعفی ہو جائیں۔ کراچی میں شہادتوں کا جو لگاتار سلسلہ ہے یہ جاری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے بیرونی دنیا میں ہوتا ہے کہ اگر کوئی وزیر بھی اپنی کارکردگی بہتر ثابت نہیں کرسکتا تو وہ فوراً خود بخود مستعفی ہو جاتا ہے لیکن ہمارے وزیر داخلہ نے آج تک استعفی دیا ہے اور نہ ہی یہ جواب دیا۔

جناب چیئرمین! آج تک قوم کو صرف اس پر ٹرخایا جا رہا ہے کہ commission بن گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس کا commission بنا دیا جاتا ہے' committee بنا دی جاتی ہے' آج تک ان کا مسئلہ حل نہیں ہوا' یہ سرد خانے میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ اس نسبت سے میں

یہ سمجھتا ہوں کہ امن و امان کا مسئلہ بہتر نہیں ہے' آپ برائے مہربانی توجہ فرمائیے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: شکریہ۔ الیاس بلور صاحب' make it short please.

جناب الیاس احمد بلور: آج کا واقعہ ایک بڑا سانحہ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کراچی میں جو ہو رہا ہے' یہ بڑی خوفناک turn لے رہا ہے جو حالات بن رہے ہیں' دنیا کے کئی Heads of the States پر تو attacks ہوتے رہے ہیں' ہمیشہ ہوتے رہے ہیں' کینیڈی مرا ہے' اندرا گاندھی' راجیو۔۔۔ اللہ نہ کرے کہ President صاحب کو کچھ ہو لیکن ان پر attacks تو ہوئے ہیں' وہ تو ہوتے رہتے ہیں لیکن Corps Commander پر attack پھرجس طریقے سے آج منور سہروردی صاحب شہید کئے گئے ہیں' وہ day light murder ان کو گرو مندر میں شہید کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ سیاسی ورکروں کے ساتھ خواہ وہ کسی side پر بھی بیٹھے ہوں' خواہ وہ Government میں ہوں' Opposition میں ہوں' کسی party سے بھی تعلق رکھتے ہوں' ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ وہ ایک بہت بڑا سیاسی worker تھا' ایک پیارا دوست تھا' ایک بہت پیارا آدمی تھا اور اس نے اپنی party کی خدمت کی ہے۔ یہ تو کوئی گناہ نہیں ہے کہ آپ کسی party کے ساتھ منسلک رہیں اگر آپ کسی party سے منسلک رہیں تو اس کی سزا اگر یہ ہے تو پھر سزا ہمیں بھی ملنی چاہیے' پھر آپ کو بھی ملنی چاہیے' پھر دوسروں کو بھی ملنی چاہیے جو وہاں بیٹھے ہوئے ہیں' اس side پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے' ہم 69 سے ایک party سے منسلک ہیں' آج تک ہیں تو اس کی سزا ہمیں مل گئی۔ وہ شریف آدمی بھی party سے منسلک تھا' وہ partriot نہیں بنا' وہ بکا نہیں' وہ جھکا نہیں' آج اس کو شہید کر دیا گیا' کتنا افسوس ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر تو بڑا جیسے ہمارے دوستوں نے کہا' Treasury Benches نے کہا کہ یہ تو خدا کے لئے اب اس کو روکا نہ گیا تو یہ کہاں کہاں پھیلے گا اور کیا ہو گا؟ اب آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ اس ملک میں anarchy لانا چاہتے ہیں' anarchy سے کیا ہو گا' anarchy is very dangerous for the country, please. I think, please, take notice of this.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : بلور صاحب شکریہ ۔ کمیلی صاحب let us add somebody from this side. رضا خان اس کے بعد آپ کی باری ہے۔

جناب محمد عباس کمیلی : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! آج کراچی میں جو واقعہ پیش آیا ہے اور جناب منور سہروردی صاحب کی شہادت پرہمیں بے حد افسوس ہے۔ وہ میرے ذاتی دوست بھی تھے' بھائی کی طرح سے تھے۔ لہذا' مجھے انتہائی افسوس ہے اور جتنا افسوس کیا جائے کم ہے لیکن ابھی ابھی جیسے کہا گیا' کراچی میں اس سے پہلے جناب عبداللہ مراد صاحب کو قتل کیا گیا' مفتی نظام الدین شامزئی صاحب کی بات کی گئی کہ انہیں شہید کیا گیا لیکن اس سے بھی دو بڑے بڑےواقعات پیش آئے' مجھے افسوس ہے کہ اس وقت کسی نے ذکر نہیں کیا' دو مسجدوں میں عین نماز کے وقت اتنے بڑے بڑے واقعات ہوئے یہ خود کش حملے ہوئے اور ان دونوں واقعات میں شہیدوں کی تعداد 80 کے قریب ہے اور 100 سے 150 افراد زخمی ہیں جو سسک رہے ہیں اور وہ زخمی جو ہیں' وہ ایک ایک کر کے شہید ہوتے ہیں۔ جناب عالی! یہ ایک سازش ہے' میرے معروضات پر میرے بھائی غور کریں' یہ ایک multi dimensional سازش ہے۔ کبھی شیعہ' سنی جھگڑا کرانے کی کوشش ہے' کبھی سیاسی پارٹیوں کو آپس میں گتھم گتھا کرانے کی سازش ہے اور ایک سازش بھی ہوئی ہے کہ مہاجر پٹھان جھگڑا کرا دیا جائے۔ ہم نے شیعہ' سنی واقعہ کو بھی روکنے کی کوشش کی اور اس سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔ مہاجر' پٹھان تصادم کرانے کی بھی سازش ہوئی ہے' سہراب گوٹھ کی طرف۔ ہم نے اس کو بھی پوری کوشش کر کے روکنے کی کوشش کی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ذرا short رکھیں کیونکہ بولنے والے بہت ہیں۔

جناب محمد عباس کمیلی : لیکن یہ بڑا گھمبیر مسئلہ ہے' اگر اس پر وقت تھوڑا زیادہ دیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔ جناب! اس کے پیچھے کچھ اور قوتیں ہیں' یہ حکومت کی ناکامی تو ہم ہمیشہ کہتے رہے لیکن کوئی حکومت ایسی نہیں ہوسکتی جو جڑوں کو کھوکھلا کرے اور اپنی ہی حکومت کو ناکام کرے۔ ماضی میں یہی واقعات Peoples Party کے دور میں بھی ہوتے رہے ہیں۔بے نظیر بھٹو صاحبہ کے دور میں خود ان کا بھائی قتل ہوتا ہے۔ سندھ کے وزیر اعلیٰ عبداللہ

شاہ کے ہوتے ہوئے ان کے بھائی کا قتل ہوا۔ خود لیاقت جتوئی صاحب جو مسلم لیگ کے وزیر اعلیٰ تھے ان کے دور میں قتل و غارت گری ہوئی ہے۔ کوئی حکومت پہلے چاہتی تھی اور نہ آج چاہتی ہے کہ اس کے دور میں ایسا ہو اور وہ ناکام ہو۔ میں یقین کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ اس کے پیچھے ایجنسیوں کا ہاتھ ہے۔ ایجنسیوں پر نظر رکھی جائے۔ میں نے کراچی میں بھی پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا تھا اور بڑے وثوق کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ کچھ ایجنسیاں چاہتی ہیں کہ یہ نظام ناکام ہو، یہ حکومت ناکام ہو، پرویز مشرف صاحب ناکام ہوں، ان پر بھی حملے ہو رہے ہیں، دو دو بار حملے ہوئے، کورکمانڈر پر حملہ ہو رہا ہے۔ کیا یہ چھوٹے موٹے دہشت گرد کر سکتے ہیں؟ اتنے بڑے واقعات کیسے ہو سکتے ہیں۔ نہیں جناب عالی کچھ اقدامات کرنے ہوں گے، جب تک اوپر سے لے کر نیچے تک تطہیر نہیں ہوتی، صرف کسی ایجنسی کے top man کو بدلنے سے یا کسی ادارے کے سربراہ کو بدلنے سے کام نہیں چلے گا۔ مسجد حیدری میں جو واقعہ پیش آیا ہے اس میں خودکش حملے والا ایک پولیس اہلکار تھا جو حاضر ڈیوٹی تھا، وہاں سے اس کی بیلٹ ملی ہے۔ اورنگی میں جو مسلسل واقعات پیش آ رہے تھے وہاں پر بھی ایک پولیس کا وائرلیس آپریٹر پکڑا گیا تو اس کے بعد وہ واقعات رکے تھے۔ خدا کے واسطے جب تک تمام اداروں کی تطہیر نہیں ہوتی یہ واقعات نہیں رکنے والے، خواہ موجودہ حکومت ہو، خواہ آنے والی حکومت ہو یا اس کے بعد آنے والی حکومت ہو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ کمیلی صاحب۔ جی رضا خان۔ ذرا اسے short رکھیں۔

جناب رضا محمد رضا: جناب چیئرمین! پختونخواہ ملی پارٹی اور "پونم" کی نمائندگی کرتے ہوئے پاکستان پیپلزپارٹی کے راہنما شہید منور کی شہادت کو ہم تمام جمہوری پارٹیوں کے لئے اور جمہوریت کی تمام قوتوں کے لئے ایک سانحہ قرار دیتے ہیں اور اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ساتھیوں کے احساسات کیا ہوتے ہیں۔ آج ہم اس غم میں پیپلزپارٹی کے ساتھ برابر کے شریک ہیں لیکن جناب چیئرمین! یہ جو مسلسل یکے بعد دیگرے واقعات ہوتے رہے ہیں، کہنے کی حد تک تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ عام واقعات ہیں لیکن جہاں تک واقعات کے تسلسل کو دیکھا جائے تو یہ ایک منظم پلان ہے، آمریت کی قوتوں کا، اس ملک میں جمہوریت کا راستہ

روکنے کے لئے اور جمہوری قوتوں کو ہراساں کرنے کے لئے، ان کو اپنے مطالبات سے دستبردار کرنے کے لئے اس کے علاوہ کوئی سبب نہیں۔ یہ پیغام ہے اس ملک کی تمام جمہوری قوتوں کے لئے کہ وہ آمریت کے عزائم کا ادراک کریں۔ وہ دور اب گزر چکا ہے کہ آمریت کی قوتیں ایک سازش کے ذریعے، ایک بار ایک شکل میں اقتدار پر قائم رہیں، دوسری بار کسی اور شکل میں اقتدار پر قائم رہیں۔ اب جمہوری قوتیں بہت منظم ہیں۔ ان شہادتوں سے ان کو تقویت ملے گی، شہداء کے لہو سے جمہوری قوتیں مزید منظم ہوں گی۔ پختونخواہ ملی پارٹی اور "پونم" کی پارٹیاں ہم اس ملک کے عوام کو یہی پیغام دیتے ہیں کہ نجات کا راستہ یہی ہے کہ شہادت کے واقعات کے اس موقع پر ہم پختہ عزم کے ساتھ آگے بڑھیں اور اس وقت تک ہماری جدوجہد جاری رہے جب تک ہمیں آمریت سے مکمل نجات نہیں مل جاتی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اسفند یار ولی۔

جناب اسفند یار ولی: جناب چیئرمین! مجھے ابھی یہاں آ کر پتا چلا ہے حقیقتاً اس ملک کا کوئی بندہ ایسا نہیں ہوگا جو ان واقعات کو condemn نہ کرے لیکن انسان یہ سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ یہ واقعات کیوں ہو رہے ہیں۔ آیا اس ملک میں روزبروز جو یہ واقعات ہو رہے ہیں اور ہر روز لوگ قومی اسمبلی میں یا سینیٹ میں لوگ اٹھ کر چلا رہے ہیں، کیا یہاں کوئی قوت ہے جو اس ملک کے عوام کو اور اس ملک کے سیاسی کارکنوں کو تحفظ فراہم کر سکے۔ یہاں تو الفاظ کا بڑا ہیر پھیر کرکے ہمارے وزیر داخلہ ہم سب پر رعب داب بھی جما لیتے ہیں،

but Mr. Chairman sir, instead of going in for words, you have got to judge a man by the performance that he has done. Knowing the late personally, I don't feel it is a loss for the Peoples Party only or for that family, the loss is for the democratic movement of this country, the loss is for the liberal forces of this country. I don't know how long are we just going to sit down or just get up condemn certain incidents and then keep quiet about it. Now, what we would demand Mr. Chairman sir, from the Government is

firm action not as Shakespeare said I think, that is what came into my mind when I heard the Interior Minister the other day " with full sound and fury, signifying nothing". If he had been serious sir there are two ways that you have got to judge the issue either a person does not do it or he is incompetent. If he does not want to do it, he should have the courage to get up and say that he does not want to do it. If he is incompetent, the people of Pakistan, the political forces of Pakistan, the liberal and democratic forces of Pakistan are paying a price for his incompetence and the government's incompetence. Sir, I feel the time has come when they have got to stand up, put their house in order. This thing cannot go long, it can't go on like this. How long do you think people are going to just sit and take it. .

ایک ایک کرکے targetting ہو رہی ہے -

whichever political party it is, I will not go into those details.

ہم تو ان لوگوں میں سے ہیں جو سیاست میں--- میرے خیال میں یہاں سب اس بات پر متفق ہوں گے کہ سیاست میں تشدد کا تصور ہی غلط ہے۔ اپنے سیاسی مخالف کو اس طریقے سے سیاست سے out کرنا this, within a few days یہ کراچی میں دوسرا واقعہ ہوا ہے۔ جناب چیئرمین، شامزئی صاحب ان کو خدا بخشے، ان کا واقعہ سامنے آیا، آج سہروردی صاحب کا واقعہ سامنے آیا -یہاں پر کس کو یہ پتا ہے کہ کل ہم میں سے کس کی باری آئے گی

It is not a light matter, through you Mr. Chairman sir, I would once again request the Government for God's sake wake up, wake up to the seriousness of the issue, it is not a minor issue.

اگر یہ targetted killing شروع ہوتی ہے تو پھر ہر ایک بندے کے ذہن میں یہ واضح ہو کہ گولی کی آنکھیں نہیں ہوتیں کہ وہ کون سے سینے میں جا رہی ہے۔ آج ہماری باری ہے کل کو

خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ دوسری طرف کی باری آئے۔ کورکمانڈر صاحب کو تو پتا نہیں۔۔ لیکن ہماری پشتو میں کہتے ہیں کہ مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہے، اس کو تو وہ بچا گیا لیکن یہ واقعات دن بدن ہوتے رہے ہیں۔

Mr. Chairman, in the strongest words possible I have to condemn it and on behalf of ANP not only do I stand by the sentiments of the Pakistan Peoples Party or by the sentiments of the family of the victim, I also stand for all liberal and democratic forces that are struggling in these conditions in this country.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Kakar Sahib.

جناب رحمت اللہ کاکڑ صاحب: جناب چیئرمین! آج کے اندوہناک سانحہ کی خبر پورے ملک میں نہایت افسوس سے سنی گئی ہے۔ ایم ایم اے کی طرف سے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ اس سانحہ پر وہ الفاظ دہراؤں، انتہا ہے کہ اب تو Treasury Benches سے بھی ہمارے دوست چیخ اٹھے ہیں، اب تو اس کا notice لیا جانا چاہیے۔ اگر یہی بات Opposition کی طرف سے اٹھی تھی تو اس کا کوئی notice نہیں لیا گیا بلکہ آپ کی presence میں ہمیں جو ہار پہنائے گئے جسے آپ نے ریکارڈ سے expunge بھی کیا، اب ان کے پاس اپنے ساتھیوں کی طرف سے کیا جواب ہے؟ سب سے پہلے جو دو جامعہ مساجد کراچی میں ہیں، جن کے شہدا کے فاتحہ پر بلوچستان کی جماعت مولانا شیرانی کی قیادت میں گئی۔ ہم نے ان جلے ہوئے لوگوں کو دیکھا جو لیاقت نیشنل ہسپتال اور آغا خان میں زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھے۔ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں، اس کے بعد یا اس سے پیشتر جو بھی واقعات ہوئے ہیں یا ہونے والے ہیں۔ یہ pre-planned game ہے۔ اس کو accident کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ یہ ایک سفید سوزوکی اور دو نامعلوم موٹر سائیکل سوار، اب تو رکشا بھی ریس میں شامل ہو گیا۔ خدارا اس کا نوٹس لیجئے۔ سرکار دولت مدار، اس کا notice لے۔ اس ایوان بالا کی طرف سے ایک ruling pass ہو۔ کسی کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے، میری گزارش ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہمارے دونوں sides کے جو

ہمارے بھائی ہیں وہ اس کی تائید کریں گے کہ تین دن کے اندر یہ بتایا جائے کہ قاتل گرفتار ہو چکے ہیں اور چالان عدالت میں پیش ہو چکا ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سنگزئی صاحب لیکن اس دفعہ بہت short رکھیں۔

ڈاکٹر عزیز اللہ سنگزئی: جناب! میں بہت short بات کروں گا۔ عزت مآب چیئرمین صاحب! یہ سن کر بڑا افسوس ہوا، حد سے زیادہ افسوس ہوا۔ ہمارے پاس اس قسم کے الفاظ نہیں کہ ہم وہ ادا کریں۔ ہم تو صرف یہی کہیں گے کہ یہ جتنے لوگ جو کوششیں کر رہے ہیں، ہم تو اتنا کہہ رہے تھے کہ جناب والا! ان کا نوٹس لیا جائے۔ یہ جانے ہوئے لوگ ہیں۔ ہم چیخ رہے تھے لیکن آپ ہماری طرف توجہ نہیں دے رہے تھے۔ جیسے میرے ساتھی نے کہا، ہو سکتا ہے کل ہمارا نمبر بھی ہو لیکن ہم ان مارنے والوں کو، ان قوتوں کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ

ادھر آ اے ظالم ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

یہ یاد رکھیے، اس قسم کے اور بھی بہت شہید ہو سکتے ہیں لیکن اپنے cause سے پیچھے کوئی بھی نہیں ہٹ سکتا۔ اسی نمونے پر ڈپٹی سپیکر بلوچستان، سابقہ مولانا شمس الدین شہید کو شہید کر دیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جناب! ہم لوگ آج یہاں موجود ہیں۔ ہم پہلے سے فریاد کر رہے تھے کہ جناب والا! آپ کے روزانہ وزیر داخلہ اور پوری آپ کی گورنمنٹ بیان دیتی ہے کہ یہاں کوئی چڑیا پر بھی نہیں مار سکتی ہے اور جناب! وہاں تو پوری ریل گزر جاتی ہے۔ ہمیں یہ طفل تسلی نہ دیں، ایسا وقت نہ آ جائے جناب چیئرمین صاحب! کہ لوگ اٹھ کر کھڑے ہو جائیں اور اپنے بدلے خود لینا شروع کر دیں۔ میں دوبارہ یہی کہتا ہوں کہ

نظریہ جن کا پختہ ہو، نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

جناب چیئرمین صاحب! یہ جان جان آفرین کے سامنے پیش کی جاتی ہے، ہم اس شہید کو سلام کرتے ہیں کہ اس نے اپنے cause کے لئے جان دے دی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی امان اللہ صاحب۔

جناب امان اللہ کنرانی: جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کی جانب سے میں اپنی جمہوری وطن پارٹی کی طرف سے اور ان تمام سیاسی کارکنوں اور سوچنے سمجھنے والے لوگوں کی طرف سے جناب منور سہروردی کے بھیانک قتل پر ان کی پارٹی اور ان کے خاندان سے دلی افسوس، دکھ اور رنج کا اظہار کرتے ہوئے ہم اس بات کی مذمت کرتے ہیں کہ یہ جو عمل ایک عرصے سے کراچی میں شروع کیا گیا ہے اور کراچی سے شروع کیا جانے والا سلسلہ کسی پارٹی کے خلاف نہیں ہے، کسی ایک طبقے کے خلاف نہیں ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں، پاکستان کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں تو ماضی میں جتنی بھی تحریکیں ہیں، ماضی میں جتنے بھی تلاطم ہیں وہ سب کراچی سے اٹھے ہیں اور ان تلاطموں نے، ان سلسلوں نے پاکستان کے culture کو بدل ڈالا، پاکستان کے سیاسی نظام کو بدل ڈالا اور پاکستان میں ایک تبدیلی آ کر رہی۔ یہ سلسلہ جو کراچی میں بہت تواتر کے ساتھ جاری ہے، یہ صرف ایک معصوم جان کا قتل نہیں ہے، یہ صرف پیپلز پارٹی کے کارکن کا قتل نہیں ہے، میں سمجھتا ہوں سیاست میں ایک رجحان کا قتل ہے، سیاست میں کارکنوں کی شرکت کا قتل ہے، اس سیاست میں آمریت کو لانے کی ایک سازش اور اس ملک میں لوگوں کو دہشت زدہ کرکے، ان کو خوف زدہ کرکے سیاست سے دور کرنے کی سازش ہے اور اگر کوئی پارٹی سمجھتی ہے کہ اس سازش کے نتیجے میں کوئی حکومت قائم رہ سکتی ہے، اگر کوئی سمجھتا ہے کہ اس کے نتیجے میں یہ نظام چل سکتا ہے اور اگر کوئی سمجھتا ہے کہ اس کے نتیجے میں کسی کی حکومت مضبوط ہوسکتی ہے تو میں ان سے عرض کروں گا، وہ تاریخ پر نظر ڈالیں، پاکستان کی تاریخ پر نظر ڈالیں، اس طرح کے واقعات سے کوئی حکومت مضبوط نہیں ہوسکتی، کوئی سیاسی پارٹی اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتی اور کوئی نظام اس سے مضبوط نہیں ہوسکتا۔ اگر اس نظام کو چلانا ہے، اگر اس عمل کو چلانا ہے، اس ملک کو چلانا ہے تو یہ سمجھ لیں کہ اس ملک کو سیاسی کارکنوں نے آزادی دلائی ہے۔ اس ملک کو سیاسی جدوجہد کے ذریعے سے آزاد کیا گیا ہے اور اس ملک کو قائم بھی سیاسی جد و جہد کے ذریعے سے کیا جا سکتا ہے اور سیاسی کارکنوں کی موجودگی سے، ان کی زیادہ سے زیادہ تعداد کو بڑھانے سے اس ملک کو قائم و دائم رکھا جا سکتا ہے۔ کبھی بھی فوج نے

اس ملک کا تحفظ نہیں کیا۔ فوجیں بعد میں بنتی ہیں، عوام بناتے ہیں، لوگ بناتے ہیں، ایک سیاسی عمل کے ذریعے، سیاسی لوگ مل بیٹھ کر اپنے لیے فوج بھی تشکیل دیتے ہیں، اپنے لیے پولیس بھی تشکیل دیتے ہیں، اپنے لیے انتظامیہ بھی بناتے ہیں اور یہ سب کچھ لوگوں کی خدمت کے لیے، اس ملک کے انتظام کو چلانے کے لیے ہوتا ہے، کوئی فوج ملک کو چلانے کے لیے نہیں ہے اور اس ملک کو چلانے والے یہی سیاسی کارکن ہیں، ان سیاسی کارکنوں کا قتل کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ اس ملک کو قتل کیا جا سکتا ہے، اس ملک کو دو لخت کیا جاسکتا ہے۔ یہ ملک کے خلاف بہت بڑی گہری سازش ہے اس آمریت کے دور کو روکنے کے لیے اقدامات کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ہم تمام سیاسی قوتوں کو متحد ہو کر چاہے وہ مسلم لیگ کے کارکن ہوں، چاہے وہ ایم کیو ایم کے ہوں، چاہے وہ ایم ایم اے کے ہوں، سب کو متحد ہو کر اس ملک کے وجود کے لیے لڑنا ہوگا۔ اس ملک کا وجود اس وقت قائم رہ سکتا ہے جب سیاسی عمل میں فوج کے عمل دخل کو ختم کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ عباسی صاحب۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب چیئرمین! منور سہروردی ایک دوست تھا، جس کے ساتھ تقریباً ہم نے 22 سال گزارے ہیں۔ ہم نے اکٹھے کام کیا ہے ایک دوست سے زیادہ، میں اس کو یہ credit دوں گا کہ آج تک وہ کبھی پارلیمنٹ کا ممبر نہیں بنا، کبھی وہ کوئی بڑے ایوانوں میں نہیں رہا لیکن وہ ایک hard core political worker تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہت سی پارٹیوں میں political workers ہوں گے اور وہ اپنے نظریات پر قائم بھی ہوں گے اور کم از کم میری حد تک میں ہر اس political worker کی عزت کرتا ہوں جو اپنے نظریات کے حوالے سے، اپنے کام کے حوالے سے، اپنی پارٹی کے حوالے سے مخلص ہو۔

میرے نزدیک، منور سہروردی وہ سیاسی worker تھا کہ جس نے purely اپنے سیاسی کام کے ذریعے، نہ صرف کراچی میں، نہ صرف سندھ میں بلکہ پورے پاکستان میں، اپنے سیاسی کام، سیاسی عمل سے، سیاسی وابستگی سے، پاکستان پیپلز پارٹی کے تعلق سے، شہید ذوالفقار علی بھٹو کے نظریات کے ساتھ تعلق سے، محترمہ بے نظیر بھٹو کے نظریات کے ساتھ تعلق سے اس نے اپنا

ایک مقام بنایا۔ آج میں اپنے تمام بھائیوں کی جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں باتیں سن رہا ہوں۔ جب میں نے بلور صاحب کو سنا، جب میں نے اسفند یار کو سنا، جب میں نے پروفیسر غفور کو سنا تو میرا اس سے خون بڑھا۔ وہ شخص آج ہم میں نہیں رہا لیکن اتنا میں ضرور کہوں گا کہ کم از کم ان دوستوں نے باتیں کر کے ایک بات ثابت کی کہ جو political worker ہے، وہ چاہے کسی بھی level پر ہو، اگر اس کا عمل سچا ہے، اگر وہ درست سمت میں جا رہا ہے تو لوگ اس کا نام لیتے ہیں۔

آج یہ جو کراچی کے واقعات ہیں، خدارا! میں اپیل کروں گا اور میں بار بار یہاں کہتا رہا ہوں، میں اپیل کروں گا کہ خدا کے واسطے وہاں انارکی کی صورت حال ہے، اس کو سنبھالیں۔ یہاں کمیلی صاحب نے، پروفیسر صاحب نے، سب نے حالات و واقعات کی نشان دہی کی ہے۔ میں کسی واقعے کی نشان دہی نہیں کروں گا۔ ہم لوگ جو کراچی میں رہتے ہیں، ہم لوگ جنہوں نے کراچی سے کچھ حاصل کیا ہے، ہم لوگ جو کراچی کے اندر سیاست کرتے ہیں، ہم کہتے ہیں وہاں کا political worker غیر محفوظ ہے۔ دن دیہاڑے قتل ہوتے ہیں۔ جناب کسی واقعہ میں کوئی قتل ہو تو اپنی جگہ بات ہے لیکن یہ سیاسی workers کے قتل کیوں ہو رہے ہیں؟ Unknown لوگوں کے قتل کیوں ہو رہے ہیں؟ جو سر اٹھا کے چلتے نہیں ہیں ان کے قتل کیوں ہو رہے ہیں؟ یہ بات مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس قسم کے واقعات کیوں ہو رہے ہیں؟

جناب چیئرمین! یہ جو قتل ہیں یہ ہمیں depoliticisation کی طرف لے کے جا رہے ہیں، ایک سوسائٹی depoliticize ہو رہی ہے۔ سوسائٹی کے اندر اگر آپ politics کا خاتمہ کر دیں گے تو خدا کے واسطے میں یہ بتا دوں کہ یہ ملک سیاست کے نام پر بنا تھا، اگر آپ نے یہاں سیاست کو ختم کر دیا تو یہ ملک نہیں رہ سکتا۔ اس ملک کو اگر کسی نے دوام بخشا ہوا ہے تو میں credit دوں گا political parties کے ان workers کو جو اپنی سیاست کے نام پر، اس ملک کے نام پر اپنی پارٹیوں کے ساتھ مضبوطی سے کھڑے ہیں اور Federation کا نام لیتے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Thank you . Thank you, Abbasi Sahib.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب یہ جو vaccuum create ہو رہا ہے، یہ vaccuum

آپ کو ایسے انحطاط کی طرف لے کر جائے گا جس سے یہ ملک نہیں بچ سکتا۔ ٹھیک ہے ہمارے دوست ہم میں نہیں،ہم نے کئی دوستوں کی لاشیں اٹھائی ہیں اور جیسے رضا ربانی صاحب نے کہا کہ ہمیں کل کا پتہ نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ political worker جو اپنی پارٹی کے ساتھ sincere ہے، خدا کے واسطے اس کو protect کریں۔ یہ حکومت کا فرض ہے کہ اس political worker کو protect کرے جو اس ملک اور Federation کا نام لیتا ہے۔ خدا کے واسطے میں پھر یہ کہوں گا کہ خدا کے واسطے کچھ تو آنکھ کھولیں، آنکھ کھولیں اور یہ جو انحطاط ہے، جو vaccuum ہے، جو depoliticization اس ملک کے اندر ہو رہی ہے،خدا کے واسطے اس کو روکیں۔ بہت مہربانی جناب۔

Mr. Presiding Officer: Thank you, Abbasi Sahib Thank you. Thank you for being to the point. Pari Gul Sahiba.

مسز آغا پری گل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! مجھے بہت زیادہ سہروردی صاحب کا افسوس ہوا کیونکہ وہ ایک اچھے انسان تھے اور ایک اچھے دوست تھے۔ کبھی انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ کوئی مسلم لیگ کا ہے یا پیپلز پارٹی کا ہے۔ وہ دوستوں کا دوست رہا۔ آپ سوچیں! یہ میرا خیال ہے کراچی میں تیسرا چوتھا قتل ہو رہا ہے، مسجدوں میں قتل ہو رہے ہیں اور یہ افسوسناک بات ہے کیونکہ جیسا کہ میرے بھائیوں نے بتایا کہ گورنمنٹ کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں مگر افسوس کی بات ہے کہ کونسی گورنمٹ وہ ہمارا اچھا دوست تھا۔ ہمیں بھی اتنا ہی دکھ ہے جتنا آپ کو ہے۔ بالکل ہے، کیوں نہ ہو۔ مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کوئی بھی حکومت یہ نہیں چاہتی ہے کہ وہ بدنام ہو یہ شروع سے political لوگوں کے ساتھ اسی طرح ہوا ہے اور قتل ہوتے رہے ہیں۔ اب کیا پتا کس ظالم نے اسے قتل کیا۔ مگر یہ ہے کہ میں پھر یہ کہنا چاہتی ہوں کہ خدا کے لیے آپ حکومت پر زیادہ الزام نہ لگائیں۔ کوئی بھی اپنے ناخنوں کو خود کاٹ نہیں سکتا۔ کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اگر پیپلز پارٹی کا ہو یا مسلم لیگ کا، ہم ایک ہیں۔ آپ کا دکھ ہمارا دکھ ہے، ہمارا دکھ اگر سمجھیں تو آپ کا دکھ ہے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں میں اپنی حکومت سے پرزور سفارش کرتی ہوں کہ جیسا کہ میرے بھائیوں نے کہا کہ دو تین دن تک

معلومات بھی ہو جائے گی کہ یہ کون لوگ ہیں جو ایسا کر رہے ہیں ۔ اس وقت ہمارے وزیر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں تو میں ان سے بھی specially request کروں گی کہ please خدا کے لئے یہ بات ان کو بتا دیں اور ان کے قاتلوں کو فوراً پکڑیں تاکہ ہمارے بھائیوں کو ، ہمارے دوستوں کو دوبارہ کوئی گلہ نہ ہو ۔ آج یہ ہوا کل کوئی اور واقعہ ہوگا ' پرسوں کوئی اور واقعہ ہوگا تو اس لئے حکومت کو چاہیے ' میں آپ سے پرزور اپیل کرتی ہوں کہ اس مسئلے کا حل تلاش کریں ۔ میں آخر میں پھر یہ بات کہوں گی کہ ہم سب خواتین آپ کے اس دکھ میں برابر کی شریک ہیں اور آپ کے ساتھ ہیں ۔ شکریہ ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ جی کامل علی آغا صاحب ۔ جی نہیں کامل علی آغا صاحب کے بعد۔

جناب کامل علی آغا: جناب چیئرمین ! بہت افسوسناک واقعہ ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ منور سہروردی کا قتل نہیں ہے یہ جمہوریت کے خلاف سازش ہے اور بلکہ میں یہاں تک بھی کہوں گا یہ پاکستان کے خلاف سازش ہے اور ہم سب کو مل کر اس سازش کا مقابلہ کرنا ہوگا ۔ یہ جو کراچی کے اندر law and order کی situation پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اس کے اندر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی اور گھناؤنی سازش ہے جس کا مقابلہ پوری قوم کو مل کر کرنا ہوگا۔ ایک سیاسی کارکن ملک کا سرمایہ ہوا کرتا ہے اور خاص طور پر وہ کارکن جو ان ایوانوں میں آنے کی بجائے اپنی نمائندگی ایوانوں میں . بھیجتا ہے اور گلی کوچوں میں محنت کرکے ملک اور قوم کی خدمت کرتا ہے وہ ہم سب کے لئے قابل تعریف اور قابل احترام ہے ۔ ان کا تحفظ اور ان کی کارکردگی کو آگے بڑھانا اور ان کی سرپرستی کرنا یہ ہر جماعت کا اور بالخصوص حکومت کا فرض ہے کہ ان کی جان و مال کا تحفظ کرے ۔ یہ واقعات جو ہو رہے ہیں یہ لگتا ہے ایک chain ہے پاکستان اور پاکستان کی سالمیت کے خلاف ۔ اس کا مقابلہ ہمیں مل کر کرنا ہوگا۔ ہم پیپلز پارٹی کے ساتھیوں کے ساتھ اس غم میں برابر کے شریک ہیں اور اس معاملے میں اپنے آپ کو قطعی اکیلا نہ سمجھیں۔ پاکستان مسلم لیگ کا کلچر ہمیشہ سے اس بات کے خلاف رہا ہے اور ہمارا طریقہ کار اس بات کے خلاف رہا ہے ۔ ہم نے ہمیشہ جدوجہد کی ہے اور جدوجہد کی ہے اس بات کے لیے کہ

پاکستان میں جمہوریت کا تسلسل جاری رہے اور ہم نے جدوجہد کی سیاسی آزادی کے لئے ۔ہم نے ہمیشہ سیاسی قتلوں کا بھی مقابلہ کیا ہے اور ان کی مخالفت کی ہے ۔ تحریکوں میں حصہ لیا ہے ، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی ہیں اس کام کے لئے اور ہم اس بات کے سخت خلاف ہیں کہ پاکستان کے اندر اس قسم کی جو کارروائیاں ہیں وہ ہوں ، بالخصوص سیاسی کارکنوں کے خلاف ان کا تحفظ حکومت کی ذمہ داری ہے اور مطالبہ کرتا ہوں حکومت سے کہ اس سلسلے میں جو فوری اقدامات اٹھائے جاسکتے ہیں وہ اٹھائے جائیں ۔ شکریہ

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ جناب ۔ بلیدی صاحب after this your turn ان کے بعد آپ کی باری ہے ۔

جناب محمد اسلم بلیدی : شکریہ جناب چیئرمین ! میں اپنی نیشنل پارٹی کی طرف سے جناب منور سہروردی کی شہادت کی بھرپور مذمت کرتا ہوں اور ان کی پارٹی پاکستان پیپلز پارٹی ، جو شہدا کی پارٹی ہے اور ان کے خاندان کے ساتھ دلی تعزیت کرتے ہوئے اسے حکومت اور law enforcement agencies کی ناکامی قرار دیتا ہوں ۔

جناب چیئرمین ! سیاسی کارکن ، علما اکرام ، ٹیکنوکریٹ اس ملک کے ، اس سوسائٹی کی cream ہوا کرتے ہیں ۔ political worker اس ملک کا political future ہیں ۔ سیاسی مستقبل ہیں۔ جب ایک گورنمنٹ اس سوسائٹی کی cream کو تحفظ نہیں دے سکتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسی گورنمنٹ کو لوگوں پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ۔ محترمہ پری گل آغا فرما رہی تھیں کہ کوئی حکومت نہیں چاہتی کہ ان کی بدنامی ہو۔ میں بھی یہ کہتا ہوں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی نااہلی ہے۔ پورے ملک میں لاء اینڈ آرڈر کی حالت خراب ہے اور کراچی خصوصاً "تورا بورا "بن چکا ہے۔ کراچی کی حالت آج افغانستان سے بھی زیادہ خراب ہے۔ آیا لوگوں کو تحفظ دینا، امن و امان بحال کرنا یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے۔ آیا لوگوں کو protection دینا حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے۔ کیا ریاست اپنی ذمہ داریوں سے راہ فرار اختیار کررہی ہے؟

جناب چیئرمین ! ہر قتل کے بعد ، ہر سانحہ کے بعد ہم یہاں پر کھڑے ہو کر دو چار لفظ بولتے ہیں اور حکومتی بنچوں کی طرف سے کچھ طفل تسلیاں دے کر اس معاملے کو cool down

کیا جاتا ہے کب تک؟ کب تک آپ اس طرح اس ملک کو چلائیں گے۔ خدارا کوئی ایسا بندوبست کریں، کوئی ایسا arrangement کریں کہ اس ملک کے اندر لوگوں کو آپ کچھ اور تو نہیں دے سکتے کم از کم امن و امان تو دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ذرا short کریں گے۔ تقریر نہیں کرنی۔ ذرا اپنے expression یا جو اپنی feelings ہیں وہ بیان کریں۔ It is not a time to make speeches on the subject. please.

جناب محمد اسلم بلیدی : اس واقعہ کی دوبارہ بھرپور مذمت کرتا ہوں اور حکومت سے گزارش کرتاہوں کہ ملک میں لاء اینڈ آڈر کی جو حالت ہے اس کی بہتری کے لئے عملی اقدامات اٹھائیں۔ صرف ان کو کمیٹیوں تک، کمیشنوں تک محدود نہ کریں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ سانحہ کوئٹہ کے بعد یہاں پر یہ کہا گیا تھا کہ ہائی کورٹ کے جج کی سربراہی میں کمیشن بٹھایا جائے گا۔ کمیشن تو بیٹھ گیا، commitment بھی یہی ہوئی تھی کہ دس دنوں کے اندر یہاں پر رپورٹ پیش ہو گی۔ رپورٹ ابھی تک غائب ہے۔ خدارا ایسے کمیشنوں اور کمیٹیوں سے اس ملک کو نجات دلاؤ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ جناب، فرحت اللہ بابر۔

جناب فرحت اللہ بابر : منور سہروردی کے ساتھ میرا ذاتی اور خصوصی تعلق تھا۔ وہ کراچی میں پاکستان پیپلز پارٹی اور محترمہ بے نظیر بھٹو کے لئے انفارمیشن سے متعلق وہی کام کرتے تھے جو میں پارٹی کے لئے اور پارٹی کی چیئرپرسن کے لئے اسلام آباد میں کرتا ہوں۔ اس حوالے سے بھی۔

The murder of Munawar Suharwardi has deep personal significance for me , which I deeply condemn . Mr . Chairman , I will restrain from finger pointing but let me sound a warning . For God's sake , Mr . Chairman , do warn the friends on the treasury benches that the ship of Pakistan is creaky . The captain is without compass . The engineers though bulky and

steardy have a weak anchor. The sea is turbulant. The crew, according to the captain himself is tainted with corruption. If we do not heed the warning, Mr. Chairman, we all will sink with the Titanic. Thank You.

Mr. Presiding Officer : Thank you, very much. Nisar Memon.

جناب نثار احمد میمن : جناب چیئرمین! میں اس افسوسناک واقعہ کے لئے صرف اتنا کہوں گا کہ مجھے اور مجھے یقین ہے کہ میری پوری پارٹی پاکستان مسلم لیگ کو ان کے لواحقین کے ساتھ ہمدردی ہے ۔ ہم افسوس کرتے ہیں اور ہم اس غم میں پاکستان پیپلز پارٹی اور سارے پاکستان میں جو سیاسی شعور رکھتے ہیں اور جو پاکستان کی جمہوریت کا دفاع کرنا چاہتے ہیں ہم ان کے ساتھ ہیں اور ہم نہ صرف افسوس کرنا چاہتے ہیں بلکہ ہم اس واقعے کی مذمت کرنا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ واقعہ ایک شخص کے خلاف نہیں ہے' یہ واقعہ ایک پارٹی کے خلاف نہیں ہے ' بلکہ یہ واقعہ سیاست کے خلاف ہے اور اگر اس ملک میں سیاست نہ ہوگی تو جمہوریت کبھی نہیں ہوسکتی۔ لہذا ہم چاہتے ہیں کہ اس واقعہ کی پوری انکوائری فوری طور پر کی جائے اور اس ہاؤس میں چونکہ یہ ایوان بالا ہے اور یہ پاکستان کی سلامتی اور بقاء کا تحفظ کرتا ہے' یہاں پر رپورٹ آنی چاہیئے اور یہ دہشت گردی ' یہ تشدد ہم کسی طرح allow نہیں کر سکتے خاص طور پر سیاست میں کیونکہ سیاسی لوگ چاہتے ہیں کہ پاکستان مضبوط ہو اور ہم کو ہر وہ قدم لینا چاہیئے جو ضروری ہو اور ہم آپ کے ساتھ ہیں اگر آپ کوئی بھی اس طرح کا قدم لینا چاہتے ہیں جس میں وہاں کی ایڈمنسٹریشن کو سختی سے کہا جائے کہ وہ اپنی ایڈمنسٹریشن کو بہتر کر دیں ' گورنرز کو مضبوط کریں کیونکہ اب ملک دشمن عناصر وہ وہیں زیادہ operate کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ پاکستان کے کسی علاقے میں کسی پارٹی کے ' چاہے وہ opposition میں ہو یا treasury میں ہو' ان کے خلاف بھی قدم اٹھایا جائے ۔ تاکہ ایسا لگے کہ ملک میں ایک دوسرے کے خلاف---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ'

جناب نثار احمد میمن: ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ جناب پروفیسر ابراہیم صاحب ' لیکن short رکھیں وانا نہ جائیں stay with that

پروفیسر محمد ابراہیم خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب ! دو تین گزارشات عرض کروں گا سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ شہید منور سہروردی کی مغفرت فرمائے اور جنت میں ان کو درجات عالیہ سے سرفراز فرمائے ۔ ان کے اہل خانہ ' ان کے لواحقین' جماعتی دوستوں اور ذاتی دوستوں کو صبر جمیل سے نوازے۔ میری پہلی گزارش تو یہ ہے کہ میرے دوست بار بار اس سے پہلے بھی کہہ چکے ہیں اور آج بھی انہوں نے کہا کہ اس سے پہلے قتل ہوئے اور مقتول کے ورثاء نے FIR درج کرانے کی کوشش کی لیکن FIR درج نہیں ہوئی ۔میرا حکومت سے سوال ہے کہ ایسا کیوں ہے ؟ اس کا جواب دیا جائے ۔ عبداللہ مراد شہید کی FIR درج نہیں ہوئی۔ ۱۲ مئی کو ضمنی الیکشن کے دوران جو واقعات ہوئے ان میں مقتولین کے ورثاء نے ایف آئی آر درج کرانے کی کوشش کی لیکن ایف آئی آر درج نہیں ہوئی۔ مجھے یقین ہے کہ مفتی نظام الدین شامزئی شہید کے قتل کی بھی یہی صورت حال ہوگی ۔ میری پہلی درخواست یہ ہے کہ اس بات کا نوٹس لیا جائے اور مقتولین کے ورثاء جن پر دعویٰ کر رہے ہیں ان کے خلاف پرچہ کاٹا جائے اور ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے ۔

جناب چیئرمین صاحب ! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ اس وقت ہم انتہائی نازک صورت حال سے گزر رہے ہیں اور اس صورت حال میں سرکاری جماعت اقتدار کی جنگ سے دوچار ہے ۔سندھ کی حکومت کو جس انداز سے تبدیل کیا گیا ' وہ مناسب نہیں تھا ۔ میری درخواست ہوگی کہ وہاں کے منتخب نمائندوں کو آزاد چھوڑا جائے وہ جن پر اعتماد کریں حکومت انہی کے حوالے کی جائے۔ انشاء اللہ یہ صورت حال تبدیل ہو جائے گی ۔جناب چیئرمین! میں عرض کروں گا کہ وفاقی سطح پر اس وقت اخبارات میں جو کچھ چھپ رہا ہے اس کا نوٹس لیا جائے ۔ حکومت کی طرف سے اس کی واضح تردید کی جائے ۔ میں آخری بات یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ صدر مملکت اور وزیر اعظم شخصیات کا نام نہیں۔ یہ انتہائی محترم ادارے ہیں اور ادارے ہونے کی وجہ سے ہم پر ان کا احترام لازم ہے اور اداروں کے احترام کی نسبت سے ان اداروں پر جو افراد و شخصیات متمکن اور

فائز ہیں ان کا احترام بھی ہمارے اوپر لازم ہے لیکن ان اداروں کا اور ان مناصب کا تقاضا یہ ہے کہ جو شخصیات ان پر فائز ہوں وہ قانون پر عملدرآمد کرانے میں قوم کے سامنے مثال بنیں۔ وہ اپنے آپ کو قانون سے بالاتر نہ رکھیں بلکہ خود قانون کی پابندی کریں اور اس کے نتیجے میں ملک کے اندر قانون کی حکمرانی آئے گی اور پھر ہم ان حالات کامقابلہ کر سکتے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Rukhsana Zuberi sahiba, please don't make speeches. Just express your motions, feelings, passions whatever it is? But don't make speeches.

Eng. Rukhsana Zuberi: Sir, it's always in my turn to receive it. Sir, thank you very much. It is a very very sad occasion.

کہ ہمارے ایک عزیز ساتھی اور بھائی کے ساتھ یہ اندوہناک واقعہ پیش آیا۔ زیادہ افسوس اس بات کا بھی ہے کہ کچھ ہی دن پہلے ہم گڈاپ کی دو بچیوں کے لئے یہاں پر فکر مند تھے اور انہی جذبات کا اظہار کر رہے تھے۔ وہاں مسئلہ حل ہوتے ہوتے پھر کچھ نادیدہ ہاتھ آگئے اور وہ مسئلہ وہیں کا وہیں رہا اور کچھ بھی نہ ہوا۔ کچھ ایسےسقم FIR میں چھوڑ دیئے گئے جہاں ہر چیز بے معنی اور شک و شبے کا شکار ہوکر رہ گئی۔ اس کے بعد ہمارے ایک بہت ہی dynamic team member عبداللہ مراد کو قتل کیا گیا۔ ان کو کافی warnings مل رہی تھیں اس کے بعد ان کو ختم کیا گیا۔ آج تک ان کی FIR درج نہیں ہوئی ہے۔ حکومت نے نامعلوم افراد کے خلاف FIR درج کی ہے۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ سندھ اسمبلی کی floor پر ایک ہماری خاتون ممبر فرحین مغل کو ایک MPA نے on the floor of the House threat کیا It is on the record. کہ اب آپ کی باری ہے۔ خدا کے لئے کچھ کیجیئے اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ۔ دیکھیں جی۔ I have a communication from the Health Minister. انہوں نے کہا ہے کہ Interior Minister نیشنل اسمبلی میں ہیں اور وہ آئیں گے۔ تو آپ میں سے کسی کو پتا ہے کہ وہ آئیں گے یا آپ میں سے کوئی

Naseer Sahib, can you make sure that he comes here because جواب دے گا؟
a lot of conversation has gone here and he is not here.

Mr. Farooq Hamid Naek: Mr. Chairman.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اسی طرح تو We are opening an other debate. یہ دیکھیں۔

but we can do, that after this whole thing is over, we can bring in a motion and let us talk on it.

Mr. Farooq Hamid Naek: I will not make a speech.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی بولیں۔

Mr. Farooq Hamid Naek: Mr. Chairman, thank you to allow me to say a few words. I stand here with a very heavy heart. Munawwar Suharwardy was not only a friend, a party member but I was his lawyer also. My association with Munawwar Suharwardy goes very back. We remained in Jail together in 1983.

جب ہم نے military حکومت کی ناانصافیوں اورظلم کے خلاف آواز اٹھائی تھی اور ہم کو مارشل لاء regulation کے تحت قید کیا گیا تھا۔ منور سہروردی نے ہمیشہ ظلم کے خلاف آواز اٹھائی اور مظلوموں کا ساتھ دیا۔ آج وہ کسی ظالم کی گولیوں کا نشانہ بن گیا۔ اس نے ہمیشہ لوگوں کے کام کئے چاہے وہ دوست ہو یا دشمن ہو۔ اس نے کبھی یہ تفریق نہیں کی اور اس بات کی پری گل صاحبہ نے corroboration کی ہے۔ چیئرمین صاحب! آج کراچی کے جو حالات ہیں۔ میں کراچی سے belong کرتا ہوں۔ I was born and brought up in Karachi. کراچی کے جو حالات ہیں وہ ایک war zone بنا ہے۔ آپ ادھر جاکر دیکھیں کہ کیا حالات ہیں؟ جب پولیس کا SSP یا SP خود باہر سڑک پر نکلتا ہے تو ایک موبائلگاڑی اس کے آگے ہوتی اور ایک موبائل گاڑی اس کے پیچھے ہوتی ہے۔ اس کو تو حفاظت مل جاتی ہے مگر ایک شہری، کراچی کے عام رہنے والے کو

حفاظت کون دے گا؟ پولیس اپنی حفاظت کے لئے پولیس رکھتی ہے۔ جب آرمی کے آفیسر اور کور کمانڈر باہر نکلتے ہیں تو ان کے پیچھے بھی موبائل گاڑیاں ہوتی ہیں۔ ان کو بھی حفاظت مل جاتی ہے۔ جن کا کام شہریوں کی حفاظت کرنا وہ اپنی حفاظت خود کرواتے ہیں مگر ایک عام شہری کی حفاظت کون کرے گا؟ آج کراچی کے جو حالات ہیں وہ بالکل ایسے ہی ہیں جیسے ادھر ایک جنگ ہو رہی ہو۔ وہاں کوئی قانون نہیں ہے' بالکل لاقانونیت ہے۔ کوئی آدمی ادھر محفوظ نہیں ہے۔ اگر یہ حالات رہے تو جیسے میں نے کل بھی اپنی تقریر میں کہا تھا کہ اس فیڈریشن کے لئے بہت برا وقت آئے گا۔ Treasury Benches سے میری request ہے کہ خدارا! اس کو روکیں ورنہ یہ سب اس کے ذمہ دار ہوں گے اور کوئی نہیں ہو گا۔

Mr. Presiding Officer: Thahim sahib, you have got two minutes to say please.

we cannot open a discussion, you have to express your sentiments. دیکھئے

جناب جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھہیم : جناب والا! سہروردی صاحب کا قتل انسانیت کا قتل ہے۔ وہ ایک سیاسی worker تھا اس کی کسی سے دشمنی نہیں تھی۔ کل بھی میں نے عرض کیا' اس کو میں دہرانا نہیں چاہتا' terrorists نے کراچی کو target بنانا شروع کردیا ہے بلکہ بنایا ہے' May سے لے کر آج تک جتنے واقعات ہوئے ہیں' ہم اس ہر واقعہ کی مذمت کرتے ہیں اور خاص طور پر سہروردی صاحب کے قتل کی ۔ ابھی دو روز ہوئے ہیں' سیاسی کارکنوں کو قتل کیا جاتا ہے' وہ کہیں بھی ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس المناک حادثہ میں اپنے بھائیوں سے' ان کے ورثاء سے' سب سے ہمدردی کا اظہار کریں۔ خدا کرے! کہ کراچی پھر وہی شہر بنے' روشنیوں کا شہر بنے۔ شکریہ' thank you.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much.

وسیم صاحب۔ رضا ربانی صاحب!

I personally extend very heartfelt condolences myself. Wasim sahib, you wrap it up then the Minister will speak.

Mr. Wasim Sajjad: Mr. Chairman, the unfortunate murder of Munawar Suharwardy has shocked and stunned every person who had heard this sad news. He was a very sincere and dedicated party worker and his services for the Pakistan Peoples Party and for politics would long be remembered. On my own behalf and on behalf of the Government, on behalf of the Muslim League and the allied parties, I condemn this senseless murder in the strongest possible terms. I have no words to console his friends and colleagues; they had long association with him but I would like to assure them that on this sad occasion, we share their pain and agony with their family and colleagues are going through. I would like to pray that his soul may rest in peace and that his family members and his colleagues, may Allah give them courage to bear this loss. I really, have no words to console, it is very unfortunate incident.

Mr. Presiding Officer : Thank you. Babar Ghori sahib.

جناب بابر خان غوری: جناب چیئرمین! شکریہ۔ ایک ایسا واقعہ آج ہوا ہے کہ مجھے الفاظ نہیں مل رہے کیونکہ میں نے اور مرحوم شہید منور سہروردی ہم نے college life ساتھ شروع کی اور studentpolitics کا آغاز ساتھ ہی کیا حالانکہ میرا بعد میں کسی جماعت سے تعلق رہا، ان کا تعلق کسی اور جماعت سے تھا۔ Sir, ہمارے سیاسی اختلافات اپنی جگہ تھے لیکن کبھی بھی انہوں نے یا ہم نے یہ feel نہیں کیا کہ ہم الگ ہیں۔ ہمیشہ وہ جب بھی ملے، ان کا چہرہ مجھے ابھی بھی نظر آ رہا ہے، جب بھی کسی سے ملتے تھے، ایک مخصوص قسم کی مسکراہٹ تھی، وہ دیکھ کر ہنستے تھے۔ میں اپنے جذبات بیان نہیں کر پا رہا لیکن میری صرف ایک گزارش ہے جو میرے members ہیں، colleagues ہیں، جن کا تعلق ان کے ساتھ ہے، Peoples Party کے ہمارے ساتھی ہیں، جس طرح ان کا حوصلہ دکھائی دے رہا ہے، بڑی بات ہے کیونکہ جتنا پیارا

شخص وہ تھا، حوصلے کو control نہیں کیا جا سکتا لیکن میں صرف یہ چاہوں گا کہ ہم سب کو مل کر یہ دیکھنا ہے کہ کون لوگ ہیں جو سازش کر رہے ہیں؟ کون ہیں جو اس قسم کے واقعات create کر رہے ہیں اور کون ہیں جو ان واقعات کو سیاست میں استعمال کر رہے ہیں اور اس کا فائدہ اٹھا رہے ہیں؟ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اس واقعہ کی کڑیاں کہاں ملتی ہیں، ہمیں اس angle سے اسے دیکھنا ہو گا، ایک دوسرے سے تعاون کرنا ہو گا۔ اگر اس میں میری کوئی خدمات ہوں، میں حاضر ہوں۔ ہم سب کو مل کر سیاست کو ایک طرف رکھ کر یہ سوچنا ہو گا کہ آخر کون لوگ ہیں جو یہ واقعات کر رہے ہیں؟ لیاقت علی خان سے لے کر منور سہروردی شہید تھے کی شہادت تک وہ کون سے ایسے قاتل ہیں جو پکڑے نہیں جاتے اور اپنا کام کر کے چلے جاتے ہیں یا ان کے منصوبے کا پہلے سے پتا نہیں چل پاتا۔ ہماری agencies کو جن کا یہ کام ہے میں زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا، میں صرف یہ کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ میری ایک اور گزارش ہے، بجٹ کا Session تو ہے کیونکہ اب واقعہ ایسا ہو گیا ہے تو جو مرحوم کی تعزیت کے لئے کلمات ادا کرنا چاہیں، اس کے بعد اس House کو further adjourn کر دیا جائے--------

Mr. Presiding Officer: Thank you. Interior Minister sahib I don't think you are here when the speeches were made but you must have got the general draft because you are coming from the National Assembly ......It is not in order but since you are recommending and I will let him do it but make it very brief please and no more speech after Minister will speak.

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں ذرا دیر سے آیا شاید اس وجہ سے کہ آپ کی نظرکرم آج ہم پر مہربان نہیں ہے۔ میں ابھی recently کوئٹہ سے ائرپورٹ پہنچا تو مجھے پتا چلا کہ یہ واقعہ ہوا ہے۔ اول تو یہ ہے کہ اس ملک میں، اس ریاست میں جب ریاستی ادارے اس ملک کی سیاست کو زیر عتاب لانے کی کوشش کریں تو اس ملک کے

سارے گلی کوچے بیروت کا منظر پیش کریں گے اور اس کے اداروں میں آپ کو ایک سراسیمگی، پریشانی اور ہیجانی کیفیت نظر آئے گی۔ آج کراچی کے باسی یا پاکستان کے گرد ونواح میں دیگر شہروں میں رہنے والے لوگ اس ساری صورتحال سے دوچار ہیں اس کے ذمہ دار نہیں' اس ملک میں چند ایسے عناصر ہیں جو اس ملک کی سیاست کو' جو اس ملک کے تمام انتظامات کو اپنے زیر عتاب رکھ کر اس ملک کو وحدانی طرز پر ' اس ملک کو واحدنی خواہشات کے مطابق ' اس ملک کو وحدانی مفادات کی ترویج و ترقی کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ جناب والا! آپ دیکھ رہے ہیں کہ کراچی کے واقعہ کی وجہ سے پورے بلوچستان میں ایک unrest ' ایک سراسیمگی اور ہیجانی کیفیت کے مختلف واقعات نظر آرہے ہوں گے اور اس وقت تک یہ political dust settle نہیں ہوگی جب تک اختیارات کی واضح تقسیم اس ملک میں نہیں ہو گی اور ذمہ داریوں کا تعین نہیں ہو گا کہ سیاست کس کی ذمہ داری ہے' حفاظت کس کی ذمہ داری ہے' ریاست کے امور چلانے کی کس کی ذمہ داری ہے' اس وقت تک جناب والا پاکستان کے۔۔۔

Mr. Presiding Officer: Sanaullah I had explained it earlier also, this is not an occasion to make a speech. Say your feelings, your possions whatever you have and then let the Minister.......

Mr. Sanaullah Baloch: Sir, this is my feeling as a citizen of Pakistan, these are my feelings.

جناب میری بات سنیں۔۔۔۔۔

Mr. Presiding Officer: No, you make it very short please.

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب میں آپ سے بحث نہیں کرنا چاہتا' میں نے کوئی طویل نہیں کیا' ابھی ڈیڑھ منٹ بھی نہیں ہوئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میری feelings پاکستان کے ایک شہری کی حیثیت سے چاہے وہ تقریر کی صورت میں نکلیں' چاہے تند و تیز جملوں کی صورت میں نکلیں۔ جناب یہ میری feelings کہ اگر پاکستان میں سارے سیاست کرنا شروع کر دیں تو ملک کا یہ حال ہو گا اور یہ ہو رہا ہے' یہ کوئی نئی بات نہیں ہے' یہ اکیسویں صدی ہے'

آپ دنیا جہاں کی securities کو، system کو alert کریں، کیمرے نصب کریں، آپ لوگوں پر قدغنیں قائم کریں، آپ ترقی کے نام پر لوگوں کے سر پر بندوق اٹھا کر کھڑے ہو جائیں لیکن جب تک اس ملک میں اس طرح کا پراگندہ عمل جاری رہے گا، اس وقت منور بھی شہید کیا جائے گا، اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے کسی کی جان و عزت محفوظ نہیں رہے گی۔ اسی forum پر کھڑے ہو کر میں نے کہا تھا کہ اسلام آباد کے باب الاسلام پر اعظم طارق مارا گیا، کتنے political murders ہوئے۔ کوئی اپنے آپ کو secure محسوس نہیں کر رہا۔

پچھلے دس بارہ دنوں سے پورے بلوچستان کے گردونواح میں ہم جا رہے تھے تو ہر جگہ بندوق بردار لوگ نظر آ رہے تھے لیکن ایک خوف ہے، اتنی بندوقوں کی موجودگی کے باوجود انسان اپنے آپ کو محفوظ محسوس نہیں کرتا بلکہ جو بندوق بردار ہے وہ سب سے بڑا چور، وہ سب سے بڑا ڈاکہ زن، وہ سب سے بڑا قاتل آپ کو نظر آ رہا ہو گا اور جب اس ملک میں اس طرح کی صورتحال ہو گی تو آپ اس میں بھی کہیں گے کہ آپ اپنی feelings کو مختصر کریں، آپ اختصار سے کام لیں۔ جناب والا! ہماری گزارش یہ ہے کہ اب بھی انتہائی سنجیدگی سے یہ فیصلہ کر لیا جائے، ابھی تک دیر نہیں ہوئی۔ کراچی، بلوچستان اور دیگر علاقوں کی صورتحال سیدھی ہو سکتی ہے لیکن گورنمنٹ پر بیٹھنے والے میرے دوست اس بات کو realise کریں کہ یہ گورنمنٹ ہے اور ایک چیز ہے ریاست اور اگر ریاست گورنمنٹ کے اس طرح کے اعمال کو support کرتی رہے گی تو پھر لوگ ریاست اور حکومت میں فرق-------

Mr. Presiding Officer: I know, you made your points, you made your points. No, no, I think it is enough.

دیکھیں یہ موقع نہیں ہے جس پر آپ یہ تقریر کر رہے ہیں۔

This is very generalized; this is a very particular affair. You have made your point.

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب! میں نے budget speech نہیں کی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آج آپ بجٹ پر تقریر کر رہے ہیں۔ آپ نے جو بات

کہنی ہے وہ اپنی تقریر میں کر لیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: آپ کا شکریہ۔

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! اس سے پہلے کہ وزیر داخلہ صاحب نے جو بھی بیان دینا ہے، دیں لیکن بدقسمتی سے یہاں پر ایک روایت بن گئی ہے کہ جب بھی کوئی ایسا حادثہ یا واقعہ ہوتا ہے جیسے عبداللہ مراد کا ہوا یا کراچی میں جو ہلاکتیں ہو رہی ہیں اس سلسلے میں وزیر داخلہ آتے ہیں اور آ کر جھوٹی تسلیاں floor of the House پر دے کر چلے جاتے ہیں۔ عبداللہ مراد کے واقعہ میں بھی ہی ہوا، وانا کے واقعہ پر بھی یہی ہوا اور اب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ منور سہروردی کا بھی جو واقعہ ہے اس میں بھی کوئی مختلف treatment نہیں ہوگا۔ لہذا ہم ان جھوٹی تسلیوں میں آنے والے نہیں ہیں اور نہ ہی ہم حکومت کی طرف سے یہ جھوٹی تسلیاں سننا چاہتے ہیں لہذا اپوزیشن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم walk out کر رہے ہیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن walk out کر گئی)۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وزیر داخلہ صاحب، آپ بولیں۔

مخدوم سید فیصل صالح حیات: مجھے تو پہلے ہی یہ اندیشہ تھا کہ یہی ہونا تھا۔ مجھے جب میرے ساتھی قومی اسمبلی سے بلا کر لائے تو میں نے ان کو کہا تھا کہ میری بات ہونے سے پہلے انہوں نے walk out کرنا ہے، تو وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا۔ قومی اسمبلی میں بھی اسی issue پر debate چل رہی ہے۔

جناب چیئرمین! اس میں کوئی شک کی بات نہیں کہ یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ منور سہروردی جیسے dedicated سیاسی کارکن کو بےدردی سے کراچی میں قتل کر دیا گیا۔ آج تین بجے کراچی میں گرومندر کے قریب یہ واقعہ پیش آیا۔ اس کی تفصیلات میں میں نہیں جانا چاہتا۔ میرے لئے ذاتی طور پر بھی، حکومتی سطح سے ہٹ کر، یہ ایک بہت بڑا دھچکا ہے۔ منور سہروردی سے بہت ہی پرانا، طویل، تعلق تھا اور ہم نے سیاست میں کئی نشیب و فراز دیکھے اور وہ بھائیوں کا بھائی اور دوستوں کا دوست تھا۔ اس کی سیاسی commitment میں کسی دور میں بھی کبھی ذرہ برابر بھی کمی نہیں آئی۔ دیکھنا اس بات کو ہے کہ اس کے قتل کے کیا محرکات

ہیں؟ اس کے قتل کرنے سے کن عناصر کو فائدہ پہنچا ہے اور کون سے ایسے elements ہیں جن کو اس سے نقصان پہنچا ہے ۔ یہاں پر تقریریں بھی ہو جاتی ہیں، یقیناً لوگوں کے کچھ جذبات بھی ہوتے ہیں لیکن ہم نے تو اس کی تہہ تک پہنچنا ہے ۔

Sir, totally in a dispassionate manner we have to get to the bottom of this case.. And right now, I can only give this assurance to you, I don't need to assure that part of the House, allow me to be very candid, I have to give assurance to this entire House on behalf of the Government and that is what I intend to do. The Government is faced with serious challenges. We shall certainly not let our guards down. Our security outfits have demonstrated remarkable alertness and the highest level of professionalism in undertaking investigations and in other things. Those complex cases which were very difficult to trace and investigate and you are very well aware the other day I made a statement on the floor of the House regarding the incidents in South Waziristan. I have already made a detailed statement on the floor of the National Assembly the other day regarding the Karachi situation, the Quetta incidents. We have been successful in apprehending the perpetrators of those crimes. And 'Insha-Allah' sir, as we have been successful in getting to the bottom of those very complex cases certainly, we shall leave no stone unturned in getting to the bottom of this case in which such a dedicated person like Munawar Suharwardi lost his life. Thank you sir.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much.

کمیلی صاحب اگر آپ اپنی سیٹ پر ہی فاتحہ پڑھ دیں۔ بابر صاحب! Opposition سے بولیں کہ

ہم فاتحہ پڑھنے والے ہیں اگر وہ آنا چاہتے ہیں۔

سید فیصل صالح حیات: جناب! ابھی تو فاتحہ نہیں ہوگی۔ جنازے کے بعد فاتحہ ہو گی۔

Mr . Presiding Officer: Then we may resume further discussion on the budget. Next Speaker is Dr. Safdar Ali Abbasi, he is not present then Mrs. Gulshan Saeed.

مسز گلشن سعید: میں نے تقریر نہیں کرنی۔

Further discussion on the Budget 2004-05

Mr. Presiding Officer: Mr. Zafar Iqbal Chaudhry.

جناب ظفر اقبال چوہدری: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ زیادہ بہتر ہوتا کہ اس وقت Oppositon بھی موجود ہوتی لیکن صد افسوس کہ وہ اس وقت موجود نہیں ہے۔ لیکن بجٹ کے حوالے سے کیوں کہ ابھی شروع ہو رہا ہے تو میں صرف یہ کہوں گا کہ بجٹ جو کہ ایک ایسا document ہے کہ حکومت وقت ہر سال عوام کے سامنے لے کر آتی ہے تاکہ یہ بتایا جا سکے کہ اس نے پچھلے سال کیا کھویا اور کیا پایا اور آنے والے سال میں وہ کیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ میں اس سلسلے میں جناب شوکت عزیز صاحب کو مبارکباد پیش کروں کہ انہوں نے اس سال اپنا پانچواں بجٹ پیش کیا۔ یہ معاشی اصلاحات کے تسلسل ہی کا نتیجہ ہے کہ آہستہ آہستہ ہم معاشی استحکام کی طرف بڑھ رہے ہیں اور اس بجٹ کو تمام مکتبہ ہائے فکر نے بہت سراہا ہے۔ یہ بجٹ نہ صرف business friendly ہے بلکہ اس بجٹ میں زرعی اصلاحات کے لئے بھی بہت سے اعلانات کیے گئے ہیں۔ اس بجٹ میں زرعی اصلاحات کے ذریعے duties کو کم کیا گیا ہے، sales tax کو ختم کیا گیا اور کھاد کی قیمتوں میں نمایاں کمی کی گئی ہے۔ Water resources کی حالت کو بہتر کرنے کے لئے mega projects کا اعلان کیا گیا ہے اور اس کے لئے ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ جہاں تک بجلی کی قیمتوں کا تعلق ہے کہ اس میں جس حد تک ممکن ہو سکا عوام کو relief دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ عوام جو آج

مہنگائی کے اس بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں' اس میں ان حکومتوں کا بڑا عمل دخل ہے جو آج Opposition کی شکل میں حکومت کو criticise کر رہی ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ حکومت کی policies کو criticise کریں' انہیں چاہیے کہ وہ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ آیا ان کا ذمہ دار کون ہے تو یقیناً ان کو اس میں اپنا ہی چہرہ نظر آئے گا۔ آج تمام indicators پاکستان میں معاشی استحکام کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ خواہ stock market ہو' خواہ land کی appreciation کی بات ہو' خواہ وہ Industrialization کی بات ہو' یہ تمام باتیں اس طرف اشارہ کرتی ہیں کہ آنے والے وقتوں میں پاکستان معاشی خوشحالی اور مضبوطی کی طرف گامزن ہوگا اور پاکستانی عوام خوشحال زندگی بسر کر رہے ہوں گے۔ یہ اسی عوامی حکومت کی اصلاحات ہی کا نتیجہ ہے کہ ملک اپنی تاریخ میں پہلی مرتبہ economic sovereignty کی طرف بڑھ رہا ہے اور آنے والے چند سالوں میں یہ وطن عزیز World Bank اور IMF کے چنگل سے آزاد ہو جائے گا اور اس سے بڑی خوشی کی خبر میں نہیں سمجھتا کہ کوئی اور ہوسکتی ہے۔ ان معاشی اصلاحات کا بھرپور ثمر ہم اسی وقت اٹھا سکتے ہیں جب ملک میں law and order کی situation کو بہتر کیا جائے۔ ابھی جیسے اسی پر بحث ہو رہی تھی تو that is the most important matter اور اس وقت ممکن ہے کہ ملک میں دہشت گردی کی وارداتوں پر قابو پا لیا جائے لیکن اس کے لیے ہماری Opposition کا ساتھ بھی ہونا چاہیے اور Opposition کو چاہیے کہ وہ حکومت وقت کا اس سلسلے میں ساتھ دے تاکہ ان وارداتوں پر قابو پایا جا سکے اور ملک کی اس معاشی صورتحال جس کے اب اچھے indications آ رہے ہیں' اس کو مزید مضبوط کیا جا سکے۔ اس سلسلے میں جناب رانجھا صاحب نے آج جو ایک تجویز دی ہے اس کی میں بھرپور حمایت کرتا ہوں کہ فوری طور پر ملک میں Anti Terrorist Courts کا قیام عمل میں لایا جائے اور یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کیونکہ اس سے نہ صرف فوری طور پر انصاف میسر ہو سکے گا بلکہ law and order کی situation کو بھی بہتر کیا جا سکے گا۔

اس کے علاوہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پارلیمنٹ کی موجودگی میں National Reconstruction Bureau کی موجودگی کا کوئی جواز نظر نہیں آتا۔ اس ادارے نے ملک میں reconstruction کی بجائے destruction کو ہوا دی ہے اور ملک میں بے چینی کو ہوا دی

ہے۔ اس پر میں سمجھتا ہوں کہ اٹھنے والے اخراجات کسی اور کارآمد جگہ پر صرف ہونے چاہئیں۔ ملک میں law and order کی صورتحال کو دیکھتے ہوئے میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ ملک میں sports کو فروغ دینا چاہیے کیونکہ sports کے ذریعے ہی نہ صرف اپنے ملک کی اس perception کو ہم بہتر کرسکتے ہیں بلکہ پچھلے دنوں ہم نے دیکھا بھی ہے کہ Pak - India Test Series میں جس طرح public نے participate کیا اور جس طرح ملک کو عوام کی خوشحالی اور اس کی participation کو دیکھتے ہوئے دوسری دنیا نے بھی اس کو سراہا ہے تو وہ target جو شاید Foreign Office حاصل نہ کرسکتا ہو وہ ان sports کے ذریعے ہم حاصل کرسکتے ہیں۔ میری یہ رائے ہے کہ اس NRB کے بجٹ کو sports پر خرچ کیا جانا چاہیے۔ اس سے law and order- کی صورتحال بھی بہتر ہوگی اور ملک میں نوجوان نسل کو ایک صحتمند activity میسر آ سکے گی۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ اس کے لیے funds میں خطیر اضافہ کیا جائے۔

اس کے علاوہ وزیرخزانہ صاحب نے industry کو 55 پیسے کی سہولت بجلی کی مد میں دی لیکن اب ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ یہ سہولت صرف TOD connections پر ہی ہے۔ میری جناب وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ یہ totally eye wash ہے کیونکہ اس کا فائدہ industry کو قطعاً نہیں ہوسکتا یا تو یہ سہولت تمام industry کو میسر ہو یا اس سہولت کو ویسے ہی واپس لے لیا جائے۔

اس کے علاوہ agriculture sector میں جو اصلاحات آئی ہیں ان میں agriculture sector میں 9% loan کی بات کی گئی ہے کہ 9% پر loan حاصل کیا جا سکے گا جبکہ business sector میں بھی loan private banks جو ہیں وہ 5% اور 6% پر دے رہے ہیں بلکہ 3% اور 4% پر بھی دیا جا رہا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ اس کو 5% پر کیا جائے اور اس کے علاوہ اس بجٹ میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ پچھلے چند سالوں سے ہمارے water reserves جو ہیں ان میں خاطرخواہ کمی آ رہی ہے۔ اس سے ملک میں بے چینی پائی جاتی ہے۔ اس بے چینی کا فوری ازالہ تو یہی تھا کہ ملک میں فوری طور پر کسی ڈیم کا خواہ وہ کالاباغ ڈیم ہو یا بھاشا ڈیم ہو یا دونوں کا اعلان کیا جاتا۔ لیکن اب میری ایوان سے اور وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ وہ کسی ایک ڈیم کے بنانے کا اعلان کریں اور اس کے لئے رقم بھی مختص کریں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ ۔ سید محمد حسین صاحب not present ، ڈاکٹر محمد سعید not present ، صاحبزادہ خالد جان not present ، ڈاکٹر صفدر عباسی again not present ، محمد انور بیگ not present ، امان اللہ کنرانی not present ، ثناء اللہ بلوچ not present ، کمیلی صاحب۔

جناب محمد عباس کمیلی : میں کل بولوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : کل نہیں ، آج یہ ختم ہو رہی ہے ۔ کل lay ہو رہا ہے ۔

جناب محمد عباس کمیلی : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین ! ہم آج بجٹ پر بحث کر رہے ہیں ۔ میں یہ کہتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں کروں گا کہ معیشت کے میدان میں بلاشبہ حکومت نے خاطرخواہ کامیابی حاصل کی ہے ۔ اور صدر پرویز کے پونے پانچ سالہ اقتدار میں خامیاں اپنی جگہ ، مگر جو پہلو سب سے کم متنازعہ ہے وہ معیشت کے میدان میں ان کی کامیابی ہے ۔ اس کا کریڈٹ شوکت عزیز صاحب کو بھی جاتا ہے ، اور جمالی صاحب کو بھی ، جنہوں نے یہ کامیاب اقتصادی پالیسیاں بنائی ہیں ۔ اور وزیر اعظم جمالی بھی صدر کے ساتھ مبارکباد کے مستحق ہیں ۔

میں اعداد و شمار میں نہیں جاؤں گا ۔ figures میں نہیں جاؤں گا ۔ چونکہ figures کو جھٹلایا گیا ہے ۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں اگر وہ ہمارے (اپوزیشن والے) ساتھی یہاں موجود ہوتے ، میں ضرور ان سے direct سوال کرتا اور شاید اب بھی وہ میرا سوال سن رہے ہوں گے ۔ کہ اعداد و شمار غلط سہی ، لیکن کیا وہ اس حقیقت سے انکار کرسکتے ہیں کہ یہ بجٹ پہلی بار نہیں آیا ۔ شوکت عزیز صاحب یہ پانچویں بار بجٹ پیش کر رہے ہیں ۔ اور اس سے قبل بھی انہی کو موقع ملا تھا چھ چھ ، سات سات بار انہوں نے بجٹ پیش کیا۔ کیا ایسا بجٹ کبھی ماضی میں پیش ہوا ہے ؟ کیا ایسا بجٹ جس کو اپوزیشن بھی سراہنے پر مجبور ہوئی ہو ؟ کیا اس سے پہلے کبھی اتنے relief ملے ہیں ؟ کیا اس سے پہلے کبھی duties میں کمی ہوئی ہے ؟ کیا اس سے پہلے کبھی بجلی کے نرخوں میں کمی آئی ہے ؟ ہمیشہ بجٹ کے خوف سے عوام کی نیند اڑ جایا کرتی تھی ۔ اور اس مرتبہ عوام نے اطمینان محسوس کیا ہے ۔ یہ پہلا موقع ہے کہ Taxes کا بوجھ بڑھا نہیں ہے بلکہ کم ہوا

ہے ---

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے اذان کی آواز ایوان میں بلند ہوئی)

Mr. Presiding Officer: The House is adjourned to meet at 8 pm today the 17th of June 2004.

(اس مرحلے پر نماز مغرب کے لیے اجلاس ملتوی ہو گیا)

(نماز مغرب کے بعد کارروائی دوبارہ شروع ہوئی)

Mr. Presiding Officer: It has been decided to continue this debate for another three to four hours in the morning and after that the rest of the procedure will take place.

The House is now adjourned to meet tomorrow at 9.30 a.m.

جناب وسیم سجاد: جناب! دس بجے کا وقت کر دیں there is meeting at 9.15

Mr. Presiding Officer : At 9.30 a.m

جناب وسیم سجاد: جناب والا! meeting ہے ' اس لئے وقت پر پہنچنا مشکل ہو جائے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: تو ٹھیک ہے 9.30 کا وقت رکھتے ہیں۔ اس وقت تک اجلاس کا وقت ہو جائے گا۔

جناب وسیم سجاد: مشکل ہو جائے گی۔ آپ دس بجے کا وقت ہی رکھیں۔

Mr. Presiding Officer: O.K., let us meet at 10.00 O' Clock tomorrow.

[The House was then adjourned to meet again at 10.00 in the morning on Friday, 18th June, 2004]